

کذات بہام سے کذات قادیان تک

بائیس جھوٹے نبی ۲۲

خاتم النبیین حضرت ﷺ مصطفیٰ ﷺ کے عہدِ سالت
سے یک آج تک کے بائیں خود ساختہ جھوٹی نبوت کے دعویدوں
کے دلچسپ اور بر تن اک واقعات مستند تاریخی حوالوں سے۔

تأیف: نثار احمد خاں فتحی

بلیغ لفظ

حضرت مولانا محمد یوسف کے لدھیانوی مدرسہ
نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

گذایب میں سے گذاب قادیانی تک

بائیس جوڑے نبی ۲۲

خاتم النبیین حضرت ﷺ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سالت
سے یک راجہ تک کے بائیس خود ساختہ جھوٹی نبوت کے عویدوں
کے دلچسپ اور برتر ناک واقعات میں متذکر تاریخی حوالوں سے۔

تألیف: نثار احمد خاں فتحی

پیش لفظ

حضرت مولانا محمد لویسف کے لہیانوی مدرسہ
نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

عَالَمِيِّ مَجْلِسُ تَحْفِظِ الْخَتْمَةِ وَبُشْرَةٌ خوشی باغ روڈ مدنگان
40978

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

کذاب یملہ سے کذاب قلیان تک

ہم کتب

مؤلف

تعداد

ناشر

تاریخ اشاعت

تعارف

ثار احمد خل نجمی

ایک ہزار

علیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

محرم الحرام ۱۴۳۸ھ مطابق مئی ۱۹۹۷ء

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

ٹائب امیر عالیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت، پاکستان

ملنے کے پتے:

۱۔ ادارہ القرآن سبیلہ چوک کراچی
کراچی

۲۔ کتب خانہ مظہری گلشن اقبال
کراچی

۳۔ مکتبہ الشیخ - ۳۲۵ بہلور آباد کراچی
بازار کراچی

۴۔ نیصل بک ڈپو اسلام آباد
دفتر ختم نبوت پرانی نمائش کراچی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰی وَسْلَامٌ عَلٰی عَبَادِهِ الَّذِينَ اَصْطَفَیْتَهُمْ اَمَّا بَعْدُ !

قرآن کریم اور احادیث متواترہ کی بنا پر امت مسلمہ کا
قطعی عقیدہ چلا آیا ہے کہ آخر پتھر خاتم النبیین (آخری نبی) ہیں آپ ﷺ کے بعد کسی شخص کو منصب نبوت پر فائز نہیں کیا جائے گا۔ اور یہ کہ آخر پتھر ﷺ کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ وہ آخر پتھر ﷺ کے ارشاد کے مطابق دجال و کذاب ہے۔ نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ کے دور حیات کے آخری حصے میں مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی نے عقیدہ ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالتے ہوئے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا۔ اس دوران آپ ﷺ پر مرض الموت طاری ہوئی جس میں آپ ﷺ دنیاۓ رفتہ و گزشتہ کو الوداع کہہ کر رفیق اعلیٰ سے جاتے تھے۔ اس یہاری کے اثناء میں آپ ﷺ نے خواب دیکھا تھا۔ کہ آپ ﷺ کے دونوں ہاتھوں میں دو لگن ہیں۔ جس سے آپ ﷺ کو نفرت محسوس ہوئی۔ تو آپ ﷺ نے ان پر پھونک مار دی، جس سے دونوں لگن معدوم ہو گئے۔ آپ ﷺ نے اس کی تعبیریہ فرمائی کہ اس سے مراد یہ دونوں دجال ہیں اور یہ کہ میرے جانشیاروں کے ہاتھوں انجام بد کو پہنچیں گے۔ آپ ﷺ کی ہیئتگوئی کے مطابق اسود عنسی حضرت فیروز و یعنی شیخو کے ہاتھوں اور مسیلمہ کذاب، حضرت خالد بن ولید شیخو کے لشکر کے سپاہی ”وحشی شیخو“ کے ہاتھوں جہنم رسید ہوئے۔

جھوٹ مدعیان نبوت کے دجل و کذب کا جو سلسلہ اس وقت شروع ہوا تھا آج مرزا غلام احمد قادریانی تک اس کا تسلسل چاری ہے۔ غرض یہ کہ بہت سے جھوٹے مدعیان نبوت نے امت کو گمراہ کرنے کوشش کی۔

ان جھوٹے مدعیان نبوت کے حالات کو ہماریے مختلف علماء نے ایک جگہ جمع کیا۔ محترم جناب حاجی شمار احمد خاں فتحی (خلیفہ مجاز حضرت قاری فتح محمد رضیخ) نے ان جھوٹے مدعیان نبوت کے حالات کو اس کتاب میں جمع کیا ہے اگرچہ آپ سے قبل ”آئندہ تلبیس“ کے نام سے حضرت مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری رضیخ نے بھی ان تمام کذابوں کے حالات جمع فرمائے تھے۔ ہمارے مددوں محترم نے ان کے طرز نگارش کو نہایت آمنا اور سلیس زبان میں ”تلخیص“ فرمائی امت کے لئے ایک بہترن ذخیرہ پیش کیا ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور امت کے لئے نافع بنائے۔ آمین ثم آمین

وصلى الله على خير خلقه وصحبه اجمعين

والسلام

(مولانا) محمد یوسف لدھیانوی
ناسب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
(صدر دفتر ملکان - پاکستان)

فہرست مضمون

مضمون		منہج
پیش لفظ	<input type="checkbox"/>	5
مقصد کتاب	<input type="checkbox"/>	7
ہر طرح کامل و اکمل ہیں رسول مقبول	<input type="checkbox"/>	10
سیلہ کذاب بیامہ	<input type="checkbox"/>	11
اسود منی	<input type="checkbox"/>	20
طیبہ اسدی	<input type="checkbox"/>	24
سجادہ بنت حارث	<input type="checkbox"/>	30
حارث و مشقی	<input type="checkbox"/>	35
مشیرہ بن سعید	<input type="checkbox"/>	38
بیان بن سمعان	<input type="checkbox"/>	40
صلح بن طریف	<input type="checkbox"/>	42
اسحاق اخ رس	<input type="checkbox"/>	45
استاد سیس خراسانی	<input type="checkbox"/>	51
علی بن محمد خارجی	<input type="checkbox"/>	52

62	عکار بن ابو عبید شقی	<input type="checkbox"/>
73	حمران بن اشعت قرملی	<input type="checkbox"/>
77	علی بن فضل یمنی	<input type="checkbox"/>
79	حامیم بن من الله	<input type="checkbox"/>
81	عبد العزیز باشدی	<input type="checkbox"/>
84	ابو طیب احمد بن حسین	<input type="checkbox"/>
87	ابوالقاسم احمد بن قی	<input checked="" type="checkbox"/>
89	عبد الحق مری	<input type="checkbox"/>
91	بانیزید روشن جلاند مری	<input type="checkbox"/>
100	میر محمد حسین مشدی	<input type="checkbox"/>
109	کذاب قلیان مرزا تقدیانی	<input type="checkbox"/>
205	سن 1997ء کا جھوٹا نامی محمد یوسف علی	<input type="checkbox"/>
216	عبد بن عباس کے عجیب و غریب نامی	<input type="checkbox"/>

”مقدار کتاب“

”بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوٰةِ وَالسَّلَامِ عَلٰى سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَعَلٰى آلِهِ اجْمَعِينَ“

بخاری اور مسلم شریف کی ایک متفقہ حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کی وفات شریف سے قیامت تک تقریباً تیس جھوٹے دجال پیدا ہوں گے اور ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

اگر مجردو عوائے نبوت کے لحاظ سے دیکھا جائے تو جھوٹے نبوت کے دعویداروں کی تعداد آج تک شاید تیس ہزار سے بھی زیادہ ہو گی کیونکہ ہر تھوڑے عرصے کے بعد کسی نہ کسی جھوٹے نبی کی خبر کیسی نہ کیسی سے آتی رہتی ہیں (ابھی اس مسودے کی تیاری کے درمیان ایک یوسف ناہی شخص کا دعویٰ نبوت اخباروں میں آیا ہے اس کی کچھ تفصیل ہم نے اس کتاب کے آخر میں دی ہے) لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم نے جن تیس یا کم و بیش دجالوں کی خبر دی ہے وہ ان جھوٹے دعویداروں کے متعلق ہے جن کا فتنہ کافی عرصے قائم رہا اور جن کی شریت اطراف عالم میں پھی۔ ایسا نہیں ہے کہ جس بے وقوف نے یہ کہہ دیا کہ میں نبی ہوں وہ بھی حضور کی ہدیش گوئیوں کا مصدق بن جائے۔ ایسا دعویدار اس حدیث کا مصدق نہیں ہو سکتا جس کو اپنے دہن سے باہر کوئی جانتا تک نہ ہو بلکہ ان تیس جھوٹے نبیوں میں وہی لوگ داخل ہیں جن کے فتنے کو عالمگیر شریت حاصل ہو چکی ہو۔

اب رہایہ سوال کہ آج تک ایسے مشور جھوٹے نبوت کے دعویدار کتنے گزرے ہیں تو تاریخ کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے کذاب جن کے فتنے نے عالمگیر شریت

حاصل کی اور جن کا تم اقصائے عالم تک پہنچان کی تعداد بیس بائیس تک پہنچی ہے۔
 کچھ عرصہ قبل خاکسار نے ایک کتاب "آئندہ تلبیس" کا مطالعہ کیا تھا جس میں مشور تاریخ نگار مولانا ابوالقاسم رفق ولادوری مرحوم نے گزشتہ چودہ سو سال کے ان مشور جعلی خداوں خانہ ساز نبیوں، خود ساختہ مسیحیوں اور جھوٹے مددویت کے دعویداروں کے بڑے دلچسپ اور بہت تفصیلی حالات تحریر کیے ہیں جنہوں نے عمد رسالت سے لے کر آج تک الوہیت نبوت، میسیحیت، مددویت اور اس قسم کے دوسرے جھوٹے دعے کر کے ملت اسلامیہ میں انتشار اور فساد پھیلایا اور اللہ کی بے شمار تخلق کو اپنے مکروہ فریب سے گمراہ کیا۔ یہ کتاب اس سلسلہ کی معلومات کا بیش بہا خزانہ ہے جو مولف مرحوم نے تاریخ کی مستند کتابوں مثلاً "البدایہ الشایعہ تاریخ ابن کثیر" تاریخ ابن کامل۔ طبقات ابن سعد۔ تاریخ طبری۔ دلستان مذاہب۔ سلیمان المیران۔ اور دوسری بہت سی مشور کتابوں کے حوالوں سے مرتب کیا ہے مگر اس کتاب کا جنم بہت زیادہ ہے اور اس کی دو جلدیں تقریباً ایک ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں آج کل لوگ زیادہ طویل تحریر کو پسند نہیں کرتے اور زیادہ قیمت بھی ان پر بار ہوتی ہے۔

نقیر کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر میں اس کتاب میں سے صرف نبوت کے جھوٹے دعویداروں کے حالات کو اختصار کے ساتھ مرتب کر کے کتاب کی شکل دے دوں تو ایک تو قیمت بہت کم ہو جائے گی اور سرے مختصر ہونے کے سبب لوگوں کو مطالعے میں بھی آسانی ہو گی۔

لیکن اصل محرك جس نے سمنے ٹوٹ پر تازیانہ لگایا وہ یہ امید ہے کہ شاید سیریز یہ حقیر خدمت دربار رسالت میں قبول ہو جائے اور آخرت میں آپ کی شفاعت کا ذریعہ بن جائے اور اس طرح دنیا میں بھی میں اس فوج کا ایک سپاہی بن جاؤں جو ختم نبوت کے محاذ پر ناموس رسالت کے ڈاؤنوں سے نبرو آزمائے۔

الحمد للہ حضرت حق کی استعانت اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہت سے بہت قلیل عرصے میں ایک مسودہ تیر ہو گیا جو کتاب رُشیں میں اب آپ کے سامنے ہے۔

ہر طرح کامل و اکمل ہیں رسول مقبول

چند اشعار جو لکھے ہیں پڑے نذر رسول
عاقبت میری سنور جائے جو ہو جائیں قبل
کیا قصیدہ پڑھوں انکا وہ ہیں نبیوں کے نبی
ان کی توصیف کروں کیا وہ رسولوں کے رسول
لائے جبرئیل فرشتوں کی حافظت میں کتاب
نفس و شیطان کا نہیں جس میں ہوا کوئی دخول
کر سکا کوہ گران بھی نہ تحمل جس کا
آپ کے قلب مبارک پہ ہوا اس کا نزول
آپ سے پہلے کے ادیان کی حالت یہ ہے
ہیں کتابیں جو محرف تو شریعت مجموع
آپ کا دین ہی وہ دین نہیں ہے جس میں
سب ہے محفوظ کتاب ہو کہ شریعت کے اصول
اب نبی کوئی نہ آئے گا ہدایت کے لئے
بس اسی ذات سے اب ہو گا ہدایت کا حصول
ہو گئی ختم نبوت یہ یقین ہے میرا
ہر طرح کامل و اکمل ہیں رسول مقبول
مشغله میرا ہے ناموس رسالت کا دفع
اے نبی آپ کی توصیف ہے میرا معمول
ہو سکا مجھ سے تو میں وقت نزاع بھی ہر دم
آپ کی مدح سرائی میں رہوں گا مشغول
آپ کی نظر عنایت کا ہے محتاج نثار
اس گنگہار پہ رکھیے گا توجہ مبذول

”میلہ کذاب یمامہ“^(۱)

یہ شخص کذاب یمامہ کے لقب سے بھی مشور ہے اس کی خود ساختہ نبوت کا فتنہ کافی عرصے تک رہا جس کو بڑے بڑے صحابہ نے اپنی جانوں کا نذر انہ دے کر جڑ سے الہماز دیا جس وقت اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اس کی عمر سو سال سے بھی زیادہ ہو چکی تھی۔

② میلہ کی دربار نبوی میں حاضری

میلہ نے اور وفاد کی طرح وفد بنی حنفیہ کے ساتھ آستنہ نبوی پر حاضر ہو کر آپ کے ہاتھ پر بیت کی مگر ساتھ ہی یہ درخواست بھی دی کہ حضور اسے اپنا جائشیں مقرر فرمادیں۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھجور کی ایک شنی رکھی تھی۔ آپ نے فرمایا اے میلہ اگر تم امر خلافت میں بمحض یہ شاخ خدا بھی طلب کرو تو میں دینے کو تیار نہیں۔ مگر بعض صحیح روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے حضورؐ سے بیت نہیں کی تھی اور کہا تھا کہ اگر آپ مجھے اپنا جائشیں معین فرمائیں یا اپنی نبوت میں شریک کریں تو میں بھی بیت کرتا ہوں۔ لیکن حضور علیہ السلام کے جواب سے وہ ہاوس ہو کر چلا گیا۔

دعوائے نبوت کا آغاز

میلہ حضورؐ کا جواب سن کر یمامہ واپس آیا اور اہل یمامہ کو یقین دلایا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی نبوت میں شریک کر لیا ہے۔ اور اس نے اپنی من گھڑت دی اور الہام کے افسانے سنانا کر لوگوں کو اپنا ہم

نو اور معتقد بنا شروع کر دیا اس پر مستزاویہ ہوا کہ حضور علیہ السلام نے میلہ کے دعوائے نبوت اور لوگوں کو گمراہ کرنے کی خبر سن کر اس کے ہی قبیلے کے ایک متاز رکن کو جو نمار کے نام سے مشور تھا یہاںہ روانہ فرمایا کہ میلہ کو سمجھا بجا کر راہ راست پر لائے مگر اس شخص نے یہاںہ پہنچ کر اتنا میلہ کا اثر قبول کر لیا اور لوگوں کے سامنے بیان کیا کہ خود جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے نہ ہے کہ میلہ میری نبوت میں شریک ہے۔ نمار کے اس بیان سے لوگوں کی عقیدت سمجھم ہو گئی اور کثرت سے لوگ اس کی نبوت پر ایمان لانے لگے نمار نے میلہ کی جھوٹی نبوت کو مقبول بنانے اور مشترکرنے میں وہی کردار ادا کیا جو حکیم نور الدین نے قادریانی غلام احمد کذاب کی خود ساخت نبوت کو عوام میں پھیلانے کے لئے کیا۔

حضرت سید المرسلین کے نام میلہ کا مکتوب اور اس کا جواب ہر طرف سے اپنے ہم نوازوں کی کثرت اور عقیدت دیکھ کر میلہ کے دماغ میں یہ بات بینہ گئی کہ وہ واقعی حضور علیہ السلام کی نبوت میں شریک ہے چنانچہ اس نے کمال جہارت سے حضورؐ کی خدمت میں ایک خط لکھا۔

”میلہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کے نام معلوم ہو کہ میں امر نبوت میں آپ کا شریک کار ہوں۔ رب کی سرزین نصف آپ کی ہے اور نصف میری لیکن قریش کی قوم زیادتی اور ہائلی کر رہی ہے۔“

یہ خط وہ قاصدوں کے ہاتھ حضورؐ کی خدمت میں بھیجا حضورؐ نے اس قاصد سے پوچھا تمہارا میلہ کے بارے میں کیا عقیدہ ہے۔ انہوں نے جواب دیا ہم بھی وہی کہتے ہیں جو ہمارا سچا نبی کہتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ”اگر قاصد کا قتل جائز ہوتا تو میں تم دونوں کو قتل کر دیتا“ اس دن سے دنیا بھر میں یہ اصول سلم اور زبان زد خاص و عام ہو گیا کہ قاصد کا قتل

جاز نہیں۔ حضرت صادق و مصدق علیہ السلام نے مسیلم کو جواب میں لکھا۔
”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - مُجَابٌ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ بِنَامِ مُسِيلِمٍ كَذَابٍ -
سَلَامٌ إِلَى اسْخَصٍ پَرْ جَوْهَرَيْتَ كَيْ پَيْروَیْ كَرَے۔ اس کے بعد معلوم
ہو کہ زمینِ اللہ کی ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس
کا مالک بنا دیتا ہے اور عاقبت کی کامیابی متقيون کے لئے ہے“

مسیلمہ کی خود ساختہ شریعت و رموزات

لوگوں کو اپنے دین اور جھوٹی نبوت کی طرف راغب کرنے کے لئے
ضوری تھا کہ محمدی شریعت کے مقابل ایسی شریعت گھری جائے جو لوگوں کے
نفسانی خواہشات کے مطابق ہو تاکہ عوام کی اکثریت اس کی نبوت پر ایمان لے
آئے چنانچہ اس نے ایک ایسے عالمیانہ اور رہنمائی مسلک کی بنیاد ڈالی جو عین
انسان کے نفس امارہ کی خواہشات کے مطابق تھی چنانچہ اس نے:

(۱) شراب حلال کر دی۔ کہا

(۲) زنا کو مباح کر دیا۔

(۳) نکاح بغیر گواہوں کے جائز کر دیا۔

(۴) نعمت کرنا حرام قرار پیا۔

(۵) ماہ رمضان کے روزے اڑا دینے۔

(۶) فجر اور عشاء ن نماز صاف کر دی۔

(۷) قبلہ کی طرف منہ کرنا ضروری نہیں۔

(۸) سنتیں ختم صرف فرض نماز پڑھی جائے۔

اس کے علاوہ اور بہت سی خرافات اس نے اپنی خود ساختہ شریعت میں
جاری کیں چونکہ یہ سب باتیں انسانی نفس امارہ کے عین مطابق تھیں اس لئے
عوام انسان جو حق درجوت اس پر ایمان لانے لگے اور اباحت پسند اور عیاش اطبیعت
لوگوں کو ہوس راتیوں اور نشاط فرمائیوں کا اچھا موقع مل گیا۔ اس کا اثر یہ ہوا

کہ ہر طرف فواحش اور بیش کوشی کے شرارے بلند ہونے لگے اور پورا علاقہ
فق و فجور کا گوارہ بن گیا۔

نبوت کے جھوٹے دعویداروں کو دنیاوی حیثیت سے کتنا ہی عروج کیوں نہ
حاصل ہو جائے مگر دینی عزت و عظمت ان کو کبھی حاصل نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ
نے اس بات کو میلہ کے لئے اس طرح ظاہر کیا تھا کہ جس کام کا وہ اپنی
عظمت دکھانے کے لئے ارادہ کرتا یا دعا کرتا معاملہ بالکل اس کے بر عکس ہو جاتا

چنانچہ

○ ایک مرتبہ ایک شخص کے ہاتھ کی شلدابی کی دعا کی تو درخت بالکل سوکھ
گئے۔

○ کنوں کا پالنی بڑھنے کے لئے حضور علیہ التحیۃ والسلام کی طرح میلہ نے اپنا
آب دہن ڈالا تو کنوں کا پالنی اور نیچے چلا گیا اور کنوں سوکھ گئے۔

○ بچوں کے سر پر برکت کے لئے ہاتھ پھیرا تو پچے گئے ہو گئے۔

○ ایک آشوب چشم پر اپنا لعاب دہن لگایا تو وہ بالکل انداز ہو گیا۔

○ شیردار بکری کے قصہ پر ہاتھ پھیرا تو اس کا سارا دودھ خشک ہو گیا اور قصہ
سکر گئے۔ اور اسی قصہ کے بہت سے واقعات میلہ کی ذات سے پیش آئے۔

میلہ کذاب سے مسلمانوں کی جنگ اور اس کی فتح

امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جو گیارہ لشکر ترتیب دیے تھے اس
میں ایک دستہ حضرت عکرمؓ بن ابو جمل کی قیادت میں میلہ کذاب کی سرکوبی
کے لئے ^{یہاں} سیما روزانہ فرمایا تھا۔ اور ان کی مدد کے لئے حضرت شریعتؓ بن حنہ
کو کچھ فوج کے ساتھ ان کے پیچے روانہ کر دیا تھا اور عکرمؓ کو حکم تھا کہ جب
خشک شریعت تم سے نہ آئیں حملہ نہ کرنا مگر حضرت عکرمؓ نے جوش جلد میں
حلاط کا جائزہ لیے بغیر اور حضرت شریعتؓ کی آمد سے پہلے ہی میلہ پر حملہ کر
دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت عکرمؓ کو شکست ہوئی اور میلہ کا لشکر فتح کے

شدیا نے بجا تا ہوا واپس ہو گیا۔

حضرت شریف بن حبیب کو جب اسی لٹکت کی خبری تو وہ جمل تھے وہیں ٹھہر گئے اور امیر المؤمنین کے حکم کا انتظار کرنے لگے۔ ادھر امیر المؤمنین نے حضرت خالد بن ولید کو میلہ کے خلاف معزک آراء ہونے کا حکم دیا اور ایک لٹکر ان کے لئے ترتیب دیا جس میں مهاجرین پر حضرت ابو حذیفہ اور حضرت زید بن خلطب اور انصار پر حضرت ثابت بن قیس اور حضرت براء بن عازب کو امیر مقرر فرمایا۔ حضرت شریف بن حبیب کو حکم دیا کہ وہ حضرت خالد کے لٹکر سے آکر مل جائیں۔

حضرت خالد نہیت سرعت سے مدینہ سے نکل کر بیانہ کی طرف بڑھے جمل میلہ کا چالیس ہزار آدمیوں کا لٹکر پڑاؤ ڈالے ہوئے پڑا تھا۔ اور مسلمان سب ملا کر تیرہ ہزار کی تعداد میں تھے جن میں بہت سے اصحاب بدر بھی شریک تھے جب میلہ کو معلوم ہوا کہ حضرت خالد اس کی سرکوبی کے لئے مدینہ سے پہل پڑے ہیں تو وہ خود بھی اپنا لٹکر لے کر نکلا اور عقبیا کے مقام پر پڑاؤ ڈال دیا۔

میلہ کے سردار مجادعہ کی گرفتاری

میلہ کی طرف سے مجادعہ بن مرارہ ایک الگ لٹکر جمع کر کے مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے نکلا یعنی اس سے پہلے کہ وہ میلہ کے لٹکر سے ملے حضرت شریف بن حنفہ سے جو حضرت خالد کے لٹکر کے مقدمہ الجیش پر مقرر تھے مذہبیز ہو گئی۔ حضرت شریف بن حنفہ نے اس کے سارے لٹکر کو گاہر سولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا اور مجادعہ کو زندہ گرفتار کر کے حضرت خالد کے سامنے پیش کیا جس کو انہوں نے اپنے خیمہ میں قید کر دیا۔

(۱۲) حق و باطل کا لٹکراؤ

اس رواق کے بعد حضرت خالد نے بھی عقبیا کے مقام پر پہنچ کر میلہ

کے لشکر کے سامنے ڈیرے ڈال دیئے اور جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔ دوسرے دن دونوں لشکر آئنے سامنے صفائی آراء ہوئے۔ سید کے شکریں چالیس ہزار اور مسلمان لشکر تیرہ ہزار نفوں پر مشتمل تھا۔

حضرت خالد نے ا تمام جنت کے لئے سید اور اس کے لشکر کو دین حق کی دعوت دی دوسرے صحابہ کرام نے بھی وعظ و نصیحت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی مگر سید اور اس کے لشکر پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ چنانچہ جنگ کا آغاز ہوا سب سے پہلے سید کے سردار نمار نے لشکر سے نکل کر مبارزت طلب کی اس کے مقابلے کے لئے حضرت زید بن خطاب حضرت عمرؓ کے بھائی نکلے اور بڑی پامروی سے مقابلہ کر کے اس کو قتل کر دیا۔ اب گھسان کا رن پر گیا اور دونوں لشکر ایک دوسرے سے مکرا گئے اور ایسا قتل ہوا کہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھا تھا۔

حضرت خالد کے حکم سے مسلمانوں نے پہچھے ہٹا شروع کیا۔ ہملا تک کہ سید کی فوج حضرت خالد کے خدمہ میں داخل ہو گئی جہاں مجادہ کو حضرت خالد قید کر کے اپنی بیوی کی گنگانی میں دے گئے تھے۔ فوجیوں نے حضرت خالد کی بیوی کو قتل کرنا چاہا مگر مجادہ نے ان کو منع کیا اور کہا اگر مسلمانوں کو فتح ہو گئی تو پھر تمہاری عورتوں اور بچوں کی بھی خیر نہیں ہو گی۔ اس پر فتحی انسیں چھوڑ کر چلے گئے اب سید کے لشکریوں کے دل بڑھ چکے تھے اور وہ اپنی کثرت تعداد کی وجہ سے مسلمانوں پر بھاری نظر آتے تھے یہ صورت حل دیکھ کر حضرت ابو حذیفۃؓ حضرت ثابت بن قیس اور حضرت زید بن خطاب نے زبردست قتل کیا اور کشتیوں کے پشتے لگا دیئے ثابت بن قیس دشن کے قلب لشکر میں جا گئے اور داد شجاعت دے کر جام شہادت نوش کیا۔

حضرت زید بن خطاب نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا "ارے ارباب ایمان میں نے سید کے سردار نمار کو جنم واصل کیا ہے اب یا تو اس جھوٹے

نی کو قتل کوں یا خود اپنی جان دے دوں گا یہ کہہ کر دشمنوں پر جھپٹ پڑے اور بہت سوں کو موت سے ہم کنار کر کے خود بھی دینِ محیٰ پر نثار ہو گئے۔ حضرت خالد نے جب یہ دیکھا کہ سیلہ کی فوج پر اپنی عدوی کثرت کی بنا پر کسی تحکومت کے آثارِ ایجی تک ظاہر نہیں ہوئے ہیں اور مسلمانوں کا پله کبھی بلکا ہوتا ہے کبھی بھاری تو انہوں نے سیلہ کے بڑے بڑے سرداروں اور بہادروں کو للاکرا اور اپنے مقابلے کے لئے انہیں طیش دلایا چنانچہ بڑے بڑے سورما فوج سے نکل کر حضرت خالد سے دو دو ہاتھ کرنے کے لئے نکلے مگر جو مقابلے کے لئے آتا وہ زندہ فتح کر نہیں جاتا۔ حضرت خالد بن ولید نے تن تھا میلی لشکر کے بہت سے ہی گراہی بہادروں کو موت کے گھاث اتار دیا۔ یہ دیکھ کر میلی فوج میں مل چل سی تھی گئی۔ اب حضرت خالد نے سیلہ کو پکارا اور دوبارہ اسلام لانے کی دعوت دی۔ اس نے پھر یہ مطالبہ نامنظور کر دیا۔ حضرت خالد گھوڑے کو ایڈ لگا کر اس کی طرف لپکے مگر وہ طرح دے کر دور نکل گیا اور ایک قلعہ نما باغ میں پناہ لی جمال اس کا لشکر بھی آ کر اس سے مل گیا۔

میلی لشکر باغ میں قلعہ بند اور برائٹ بن مالک کی جانبازی

یہ ایک وسیع و عریض قلعہ نما باغ تھا جس کے بڑے بڑے دروازے تھے۔ میلہ اس باغ میں اپنے لشکر کے ساتھ قلعہ بند ہو گیا اور دروازہ مضبوطی سے بند کر لیا۔ اس باغ میں جانے کا اور کوئی راستہ نہیں تھا۔ یہ دیکھ کر حضرت برائٹ بن مالک نے حضرت خالد سے کہا کہ یہ لوگ قلعہ بند ہو گئے ہیں ان کو ستانے کا موقع دیے بغیر ان پر حملہ جاری رکھنا چاہئے اس کی ایک ہی ترکیب ہے کہ آپ مجھے دروازے کے قریب لے جا کر باغ کے اندر پھینک دیں میں اندر جا کر دروازہ کھول دوں گا۔ حضرت خالد نے کہا ہم تمہیں دشمن کے ہاتھوں میں نہیں دے سکتے۔ جب برائٹ بن مالک نے بہت اصرار کیا تو ان کو دیوار پر کسی طرح چڑھا دیا گیا۔ وہ فوراً اندر کو دے گئے اور باغ کے دروازے پر کھڑے ہوئے

سینکنوں پرے دار فوجیوں پر ٹوٹ پڑے اور نمیت بہادری کے ساتھ دروازے کی طرف بڑھنے لگے اور سب کو مارتے کاشتے آخر کار دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو گئے۔

حضرت خالد لٹکر لئے ہوئے دروازہ کھلنے کے منتظر تھے فوراً دشمنوں پر ٹوٹ پڑے اور پھر تو اس قدر گھسان کا رن پڑا کہ کسی کی خبر نہ رہی اور مسلمان بھیڑ کمی کی طرح مرتدین کو فتح کرنے لگے۔

لٹکر اسلام کے فتح اور مسیلمہ کذاب کا خاتمه

جب مسیلم نے مسلمانوں کا جوش و خروش اور اپنی فوجوں میں کچھ ٹکست کے آثار دیکھے تو اپنے خاص دستے کو لے کر میدان جنگ میں کوڈ پڑا۔ حضرت حمزہ کے قاتل وحشی نے جواب مسلمان ہو چکے تھے اور مسلمانوں کے لٹکر کے سپاہی تھے اس کو دیکھ لیا اور اپنا مشور نیزہ پوری قوت سے مسیلمہ پر پھینکا جس کی ضرب کاری گئی اور مسیلم زمین پر گر گیا قریب ہی ایک انصاری نے اس کو تکوار ماری اور سرکاث کر نیزے پر چھا دیا۔ مسیلمہ کے مرتبے ہی اس کی پوری فوج میں ابھری چیل گئی اور مسلمانوں نے بھی بے دریغ ان کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ مسیلمہ کے چالیس ہزار کے لٹکر میں سے تقریباً ایکس ہزار موت کے گھٹات اتارے گئے مسلمانوں کے صرف چھ سو ساٹھ آدمی شہید ہوئے جس میں بڑے بڑے صحابہ بھی تھے۔

مسیلمہ کی موت کے بعد اس کا قبیلہ نبی خیفہ صدق دل سے دوبارہ اسلام میں واصل ہو گیا اور ان کا ایک وفد امیر المؤمنین حضرت ابو بکرؓ کی خدمت میں گیا جہاں ان کی حکمرانی کی گئی۔

حضرت عمرؓ کا اپنے بیٹے عبد اللہ پر عتاب

اس مرکہ میں حضرت عمرؓ کے صاحبزادے عبد اللہ بن عمر بھی شریک تھے

جب وہ واپس مدینے آئے تو حضرت عمرؓ نے ان سے کہا "یہ کیا بات ہے کہ تمہارا
چچا زید بن خلاب تو جنگ میں شہید ہو جائیں اور تم زندہ رہو؟ تم زید سے پہلے
کیوں نہ شہید ہوئے۔ کیا تمہیں شہادت کا شوق نہیں؟ حضرت عبداللہ ابن عزرؑ
نے عرض کیا" اے والد محترم چچا صاحب اور میں دونوں نے حق تعالیٰ سے
شہادت کی درخواست کی تھی ان کی دعا قبول ہو گئی لیکن میں ان سعادتوں سے
محروم رہا حالانکہ میں نے چچا کی طرح جان کی پروادہ کئے بغیر مرتدین سے جنگ کی
تحقی۔"



(۲)

”اسود عنصی“

یہ شخص یمن کا پہنچنده تھا۔ شعبدہ بازی اور کمائت میں اپنا جواب نہیں رکھتا تھا اور اس نمانے میں یہی ”د چیز“ کسی کے بالکل ہونے کی دلیل سمجھی جاتی تھی۔ اس کا قلب ذوال محاربی تھیا جاتا ہے اس کے پاس ایک سرحدیا ہو اگدھا تھا یہ جب اس کو کھانا خدا کو سجدہ کرو تو وہ فوراً سر بسجود ہو جاتا اسی طرح جب بیٹھنے کو کھانا تو بیٹھ جاتا اور جب کھڑا ہونے کے لئے کھانا تو سرو قدم کھڑا ہو جاتا تھا۔ نجران کے لوگوں نے جب اسود کے دعائے نبوت کو سناتو امتحن کی غرض سے اس کو اپنے ہاں مدعو کیا۔ یہ لوگ اس کی چکنی چیزی پاؤں اور مختلف شعبدوں سے متاثر ہو کر اس کے ہم نوا ہو گئے۔

اصحاب رسول جو اس وقت یمن کے صوبوں پر حکمران تھے
اہل یمن اپنے حاکم بذان کے ساتھ جب اسلام میں داخل ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بذان ہی کو یمن کا حاکم برقرار رکھ بذان کے مرلنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کے مختلف علاقوں پر اپنے صحابہ کو مقرر فرمایا چنانچہ۔

عمرو بن حزم

نجران پر

نجران اور زید کے درمیانی علاقے پر ۔۔۔۔۔ خالد بن سعید

ہدان پر

عامر بن شیرا

سنعا پر

شرب بن بذان

مک پر

طاہر بن ابو الہ

مارب پر

ابوموسی اشتری

مراز پر

فرہد بن میکہ

خند پر

علی بن امیہ

حضرت موت پر نیاد بن لبید الفصاریؓ
سکمک اور سکون پر عکاش بن ثورؓ
کو انتظامی امور اور حکومت فرائض تفویض فرمائے۔

اسود عنی کا پورے یمن پر قبضہ اور صحابہ کی پریشانی

اسود نے دعوائے نبوت کے بعد آہستہ آہستہ اپنی طاقت بڑھانا شروع کی اور سب سے پہلے اہل نجران کو اپنا معتقد بنا کر نجران پر فوج کشی کر کے عمرو بن حزم اور خالد بن سعید بن عاص کو وہاں سے بید خل کروایا پھر بذریعہ دوسرے علاقوں کو فتح کرتا ہوا تھوڑے ہی عرصے میں پورے ملک یمن کا بلا شرکت غیرے مالک ہن بیٹھا اسود کی ان فتوحات سے متاثر ہو کر اکثر اہل یمن اسلام سے منحرف ہو کر اسود کی جھوٹی اور خود ساختہ نبوت پر ایمان لے آئے۔

عمرو بن حزم اور خالد بن سعید نے میں نورہ مکنچ کر سارے واقعات اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہتھے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کے بعض سرداروں کو اور اہل نجران کو اسود کے خلاف جہاد کے لئے لکھا چنانچہ یہ لوگ آپس میں رابطہ قائم کر کے اسود کے خلاف تحد ہو گئے۔

۵ اسود عنی کا قتل

اسود عنی نے یمن کے شر صنعا پر فتح پانے کے بعد اس کے مسلمان حاکم شیرین بذان کی بیوی آزاد کو جبرا اپنے گھر میں ڈال لیا تھا اس لئے وہ عورت اس سے سخت نفرت کرنے لگی تھی۔ اور اس عورت کا عم زاد بھائی فیروز (صلی جو شہ جب شہ کا بھانجہ تھا آزاد کو اسود کے پیچا استبداد سے نجات دلانے اور اس سے اس کا انتقام لینے کے لئے موقع کا مختار تھا۔ اسی دوران رسالت ملب صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک پیغام اہل یمن کے نام آیا جس میں حکم تھا کہ اسود کی سرکبی کی جائے۔ اس پیغام سے مسلمان بہت خوش ہوئے اور اسود کے خلاف لٹکر کشی کے بجائے اس کے محل میں محس کر اس کو قتل کرنے کے منصوبے بنائے

فیروز و سلیمانی اپنی حم زاویہ سن آزاد سے ملا اور اس سے کہا کہ تم جانتی ہو کہ اسود تمہارے والد اور شوہر کا قاتل ہے اور اس نے تمہیں جبرا اپنے گمراہی میں ڈال رکھا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ کسی طرح اسے ٹھکانے لگا دیا جائے اس میں تم ہماری مدد کرو۔ آزاد نے یقین دلایا کہ وہ ہر طرح اسود کے قتل میں فیروز کی مدد کرے گی۔ چنانچہ کچھ روز کے بعد آزاد نے فیروز اور اس کے ساتھیوں کو پہلیا کہ اسود کے محل میں ہر جگہ چوکی اور پھرہ ہے۔ اور وہ سخت محتاط ہو گیا ہے اور ہر شخص کو شک کی لگا سے دیکھتا ہے۔ البتہ اگر تم محل کے عقب سے نقاب لگا سکو تو وہاں تمہیں کوئی نہیں دیکھ سکے گے۔ میں ایک چراغ روشن کر دوں گی اور اسلو بھی تم کو دیں مل جائے گا۔

شام ہوتے ہی اس منصوبے پر عمل شروع ہوا اور فیروز اپنے ساتھیوں کے ساتھ نقاب لگا کر اسود کے کمرہ تک پہنچ گیا۔ کیا کھا کہ اسود زور زور سے خراٹے لے رہا ہے اور آزاد اس کے قریب بیٹھی ہوئی ہے ابھی فیروز دو قدم اندر آیا ہو گا کہ اسود کے موکل شیطانی نے فوراً اس کو جگا دیا وہ فیروز کو دیکھ کر بولا کیا کام ہے جو تو اس وقت ہیں آیا ہے۔ فیروز نے ایک لمحہ ضائع کئے پھر ایک جست لگائی اور اسود کی گردن پکڑ کر اس زور سے مروڑی جیسے دھوپی کپڑے نچوڑتے وقت کپڑے کو مل رہتا ہے۔ اسود کے منہ سے اس طرح خرخر کی آواز آنے لگی جیسے کوئی بیل ڈکارتا ہو۔ محل کے پھرے وار یہ آواز سن کر اس کے کمرے کی طرف دوڑے تو آزاد نے آگے بڑھ کر انہیں روک دیا اور کہنے لگی خاموش رہو تمہارے پیغمبر پر وحی کا نزول ہو رہا ہے۔ اس پر سب لوگ خاموش ہو کر چلے گئے۔

فیروز نے باہر نکل کر اسود کے قتل کی خبر سنائی اور نجری کی اذان میں موزن نے احمدان محمد رسول اللہ کے بعد یہ الفاظ بھی کئے۔ اسے اسے عیہله کتاب۔

یمن کی فضا پر دوبارہ اسلامی پرچم

اسود کے قتل کے بعد جب مسلمانوں کا قرار واقعی تسلط ہو گیا تو اسود کے لوگ صنعا اور نجران کے درمیان صحراء نوری اور بلویہ بیانی کی نذر ہو گئے اور صنعا اور نجران مل

ارتداد کے وجود سے پاک ہو گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکام دوبارہ اپنے اپنے علاقوں میں بحال کر دیئے گئے صنعتی المارت پر حضرت معاذ بن جبلؓ کا تقرر کیا گیا۔ اس قضیے سے فارغ ہو کر ایک قاصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا گیا حالانکہ حضور علیہ السلام کو یہ واقعہ بذریعہ وحی معلوم ہو چکا تھا چنانچہ آپؐ نے علی اصح صحابہ سے فرمایا آج رات اسود مارا گیا۔ صحابہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسود کس کے ہاتھوں ہلاک ہوا۔ آپؐ نے فرمایا ایک مسلمان کے ہاتھ سے جو ایک پادر کست خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا اس کا نام کیا ہے۔ فرمایا ”فیروز“ چند دن کے بعد جب یمن کا قاصد اسود کے مارے جانے کی خبر لے کر مدینہ منورہ پہنچا تو آنحضرت علیہ التیہ و السلام رحمت اللہ کی آغوش میں استراحت فرمائچکے تھے۔



(۳۴)

”طیبخہ اسدی“

طیب بن خوبید اسدی قبیلہ میں اسد کی طرف مشتوب ہے جو خبر کے آس پاس آپہ
تماں شخص نے رسانی ملب صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے حد سعادت میں مرد ہو کر میرا
میں اقتضت اختیار کی اور وہیں نبوت کا دعویٰ کر کے متعلق گمراہ کرنے میں مبتکن ہوا اور ~~لھوام~~
دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں لوگ اس کے متعلق ~~لارادت~~ میں داخل ہو گئے۔

طیب کی خود ساختہ شریعت

اس خود ساختہ نبی نے اپنی خود ساختہ شریعت لوگوں کے سامنے اس فیصل میں پیش کی:-
کہ نماز میں صرف قیام کو بلقی رکھا اور رکوع محدود وغیرہ کو ~~عذف~~ کر دیا اور دلیل یہ دی کہ
خدائے ~~لئے~~ نیاز میں سے ~~ستی~~ ہے کہ لوگوں کے مذ خاک پر رکوئے جائیں اور وہ لوگوں
کے کمر رکوع میں جملانے سے بھی ہے نیاز ہے اس محدود برحق کو صرف کفر ہے ہو کر یاد کر
لیتا کافی ہے اسی طرح اسلام کے دوسرے احکام اور عبادات کے متعلق بھی بہت سی باتیں
اختراع کی تھیں۔ وہ کما کرتا تھا کہ جبریل امین ہر دقت میری صحبت میں رہتے ہیں اور وزیر
کی حیثیت سے تمام اہم محلات میں میری مدد کرتے ہیں اور مجھے مشورہ دیتے ہیں۔

طیب نے اللہ کے رسولؐ کو بھی اپنی

خود ساختہ نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دی

طیب نے اپنے ~~عم زکر~~ بھلی جبل کو دنیا کے ہڈی اعظم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس
اپنی نبوت کی دعوت کے لئے مدینہ منورہ روانہ کیا۔ اس نے مدینہ آکر حضور علیہ السلام کو (ا
نوز باللہ) طیب پر ایمان لانے کی دعوت دی اور کما اس کے پاس روح اللائیں آتے ہیں اور
لاکھوں لوگ اس کو اپنا ہڈی اور خجلت دندہ مانتے ہیں وہ کیسے جھوٹا ہو سکتا ہے۔ حضور علیہ

السلام اس پر بہت ناخوش ہوئے اور فرمایا "خدا تمیں ہلاک کرے اور تمہارا خاتمہ بخیر نہ ہو چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جبل حالت ارتذادی میں قتل ہو کر جنم واصل ہوا۔

ملیحہ سے پہلی جنگ اور اس کا فرار

جبل کے جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ضرار بن ازوڑہ کو ان سرداران قبائل کی طرف تحریک جعل کی غرض سے روزانہ کیا جو ملیحہ کے آس پاس رہتے تھے ان سب نے آپ کے ارشاد پر لبیک کما اور حضرت ضرارؓ کے ماتحت ایک بڑی جماعت کو جہاد کلنے بیجع دیا جس نے نہایت بے چکری اور بہلو ری سے ملیحہ کی فوج کا مقابلہ کیا اور جو سامنے آیا اس کو گاہِ رضوی مولیٰ کی طرح کاٹ کر رکھ دیا ہزار کوشش کے پیروجود ملیحہ کی فوج مسلمانوں پر غالب آنے میں ناکام رہی اور سخت بدحواسی کے ساتھ بھاگ کھڑی ہوئی۔ حضرت ضرارؓ اس فتح کی خوش خبری دینے ابھی مدینہ بھی نہیں پہنچتے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرمائے اور حضرت ابو بکر صدیقؓ افلاق رائے سے مسلمانوں کے امیر منتخب ہوئے۔

منکرین زکوٰۃ بھی ملیحہ سے مل گئے مدینہ پر حملہ

ملیحہ نے اپنے بھائی جبل کو اپنا نائب مقرر کیا اور تمام امور اس کو سونپ دئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بہت سے قبائل مرتد ہو گئے اور جبل کے ساتھ مل کر مدینہ شریف پر حملہ کا منصوبہ بنانے لگے۔ چنانچہ سب سے پہلے انہوں نے اپنا ایک قاصد جبل کے قاصد کے ساتھ مدینہ بھیجا اور حضرت ابو بکر صدیقؓ سے کما ہم نماز تو ضرور پڑھیں گے مگر زکوٰۃ آئندہ سے بیتالمال میں نہیں بھیجیں گے حضرت ابو بکرؓ نے صاف الفاظ میں کہا کہ تم اگر زکوٰۃ کے اونٹ کی اولیٰ رسی بھی دینے سے انکار کو گے تو میں تم سے قتل کوں گا۔

یہ صاف بات سن کر وہوں قاصد والپیں چلے گئے اور تین ہی دن کے بعد جبل نے رات کے وقت مدینہ شریف پر حملہ کر دیا حضرت امدادؓ کے لکھر کی روائی کے بعد بہت

تحوزی سے لوگ مدینہ میں رہ گئے تھے حضرت ابو بکر صدیقؓ بذات خود ان کو لے کر مقابلہ کئے نکلے اور حبیل کے لشکر کو مدینے سے نکال دیا لیکن واپسی میں حبیل کے امدادی لشکر سے نکراو ہو گیا۔ اس لشکر نے مسلمانوں کے سامنے خالی ملکیں جن میں ہوا بھر کر اگئے منہ رسیوں سے باندھ دیئے تھے زمین پر بچاویں جس سے مسلمانوں کے اوٹ جن پر وہ سوار تھے بھڑک گئے اور اسے سواروں کو لے کر ایسے بھاگے کہ مدینہ ہی آکر دوم لیا۔

میں کی طرف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ آتے ہی دوبارہ جملے کا منصوبہ بنایا اور تازہ دم مسلمانوں کے ساتھ پیارہ پادشمن کے سر پر جا پہنچ اور اللہ اکبر کا نعروں کا کر مرتدین کو تخت پر کرنا شروع کر دیا۔ اس اچانک حملہ سے دشمن گھبرا گئے جبکہ جمیلین نے ان کو اپنی شمشیر زندگی کا خوب تختہ محقق بنایا تم نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن طلوع سے قبل ہی بھاگ کر ڈالا اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔

حضرت ابو بکرؓ کی دوسری فاتحانہ یلغار

بلیج کے لوگوں نے اس نگست پر جوش انقام میں بست سے مسلمانوں کو اپنے اپنے قبائل میں شہید کر دیا۔ یہ خوب حضرت ابو بکرؓ کو ملی تو آپ کو بست رنج ہوا اور قسم کھائی کہ اس کا بدلہ ضرور لوں گا۔

ساتھ

دو مینے کے بعد حضرت اسماعیل بن زید کا لشکر بھی فتح لئے پھر یہی اڑاتا ہوا مدینہ واپس آگیا حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت اسماعیل کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا اور خود مسلمانوں کے ساتھ بلیج کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے۔ مدینہ محاصرہ گورنر ہر ہنہ جہاں

مسلمانوں نے آپ کو بست روکا اور قسمیں دیں کہ آپ خود ہتلکی مشقت گوارانے فرمائیں مگر آپ نے لہک نہ سنی اور یعنی فرمایا میں اس لواٹی میں بہ نہیں اس لئے جانا چاہتا ہوں کہ مجھے دیکھ کر تمہارے دل میں جہلوں سبیل اللہ کا جذبہ پیدا ہو۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ اور دوسرے مسلمانوں نے میدان جنگ میں خوب اپنی شجاعت کے ہو ہر دکھائے اور مرتدوں کے حلقوں میں قیامت چاہا دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مرتدین کے ایک مشور سردار حبیب کو قید کر کے بیٹی فہیم کے سارے علاقوں پر قبضہ جمالیا دوسرے

قبائل نے میدان جنگ سے فرار ہو کر اپنی جان بچائی۔ اس کے بعد امیر المؤمنین محدث اپنے لشکر کے فوراً مدینہ کی طرف اس خیال سے لوٹ گئے کہ کہیں مردین مل کر مدینہ میں کوئی تازہ قشونہ کھڑا کر دیں۔

اسلامی لشکر کی گیارہ دستوں میں تقسیم

حضرت ابو بکر نے مدینہ واپس آکر تمام اسلامی لشکر کو گیارہ دستوں میں تقسیم کر دیا اور ہر ایک دستے کے لئے الگ الگ جنڈے اور امیر مقرر فرمائے چنانچہ۔ ○ حضرت خالد بن ولید کو امیر بنا کر علیہ کی سرکوبی پر مأمور فرمایا۔

○ حضرت عکرمہ بن ابو جبل کو امیر بنا کر ملیحہ کذاب کی طرف روانہ کیا۔

○ حضرت عدیؓ بن حاتم کو امیر بنا کر قبیلہ طے کی طرف بھیجا۔ کیونکہ اس قبیلہ نے بھی علیہ کی مدد کی تھی اس کی گوشیں بھی لازمی تھیں۔ حضرت عدیؓ نے اپنے قبیلہ میں جا کر اسلام کی دعوت دی اور انحراف و سرسری کے تباخ سے آگلا کیا چنانچہ قبیلہ طے نے دوبارہ سرتیلیم خم کر دیا اور دوبارہ حلقة بگوش اسلام ہو گئے۔ اس طرح حضرت عدیؓ کی دعوت اور تبلیغ سے دوسرے قبائل جو علیہ کے مددگار تھے دوبارہ مسلمان ہو گئے اور علیہ سے تعلق منقطع کر لیا تھا۔

علیہ سے معزکہ اور حبیل کی ہلاکت

اب حضرت خالد بن ولید نے عکاش بن حفص اور ٹابت بن ارقم کو تھوڑی سی فوج دے کر علیہ کے خبر لینے کے لئے روانہ کیا اور اس کا سامنا جبل کی فوج سے ہو گیا اس جھڑپ میں عکاش نے جبل کو قتل کر دیا اس کی خبر جب علیہ کو ملی تو وہ خود اپنی فوج لے کر تیزی سے آیا اور مسلمانوں پر نوٹ پڑا اس معزکہ میں علیہ نے حضرت عکاش اور ٹابت بن ارقم دونوں کو شہید کر دیا۔ یہ خبر جب حضرت خالد بن ولید کے لشکر کو ملی تو مسلمانوں کو بہت افسوس ہوا۔ حضرت خالد نے اب بغیر وقت شائع کئے علیہ سے فیصلہ کن جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا اور فوج کو آراستہ کر کے علیہ کی لشکر گاہ کا رخ کیا۔

براذ کے مقام پر دلوں فوجوں کا گلزار ہوا۔ انی مزارہ کا سردار یعنی من صحن اپنی

قوم کے سات سو آدمیوں کے ساتھ ملیحہ کا مدگار بنا ہوا تھا۔

میدان جنگ میں ملیحہ کی فیصلہ کرنے لگتے اور اس کا فرار

حضرت خلد بن ولید اور ان کے ساتھیوں نے اس شدت سے جملہ کیا کہ مردین کے منہ پھر گئے ملیحہ کا مدگار یعنی بن حصین اپنے سات سو آدمیوں کے ساتھ مسلمانوں سے جنگ کر رہا تھا مگر اس کو احساس ہو گیا کہ مسلمانوں کا پله بھاری ہے اور ملیحہ کو لگتے ہو جائے گی وہ فوراً ملیحہ کے پاس گیا اور پوچھا آپ پر کیا وہی آئی۔ جبکہ نے کوئی حق کی خوشخبری سنائی یا نہیں۔ ملیحہ جو چدور اور ٹھیکانے بیٹھا ہوا تھا بولا جبriel ابھی تک نہیں آئے ہیں انسیں کا انتظار کر رہا ہوں یعنی واپس میدان جنگ میں جا کر جبل بازی سے لڑنے لگ۔ پھر دوسری اور تیسری مرتبہ جا کر ملیحہ سے وہی کے متعلق پوچھا تو ملیحہ نے کہا کہ ہل جبriel آئے تھے اور رب ملیل کا یہ پیغام دے گئے ہیں۔

”ان لک رحی کر رہا وحدیشا لا تنسا۔“

”تیرے لئے بھی شدت جنگ ایسی ہو گی جیسے خلد کے لئے اور

ایک معالہ ایسا گزرے گا کہ تو اسے کبھی فراموش نہیں کر سکے گا۔“

یعنی کو یہ سن کر اس بلت کا یقین ہو گیا کہ ملیحہ جوٹا اور خود ساخت نہیں ہے چنانچہ اس نے میدان جنگ سے اپنے تمام ساتھیوں سمیت فرار اختیار کیا اس کا اثر دوسرے لشکریوں پر بھی ہوا لور انہیوں نے بھی فرار کو جنگ پر ترجیح دی۔ اس طرح ملیحہ کو فیصلہ کرنے لگتے ہے وہاڑ ہوتا پڑا لور اس کی تمام امیدیں خاک میں مل گئیں لہر اس کی بسط نہت پیش کے لئے الٹ گئی۔

ملیحہ نے صورتِ حال کی زناکت کو دیکھتے ہوئے فرار ہونے میں اپنی عاقیت بھی اور ایک تیوڑ قدر گھوڑی پر بیوار ہو کر ملکہ شام کی طرف بھاگ گیا اور اس کے تمام بھایا لشکری نے وہیہہ اسلام قبول کر لیا۔

ملیحہ کا قبول اسلام

کچھ عرصے کے بعد ملیحہ کو بھی حنفی تعلیٰ نے قوبہ کی تفسیق عطا فرمائی اور وہ مشرف ہے اسلام ہو کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نامے میں شام سے حج کے لئے آیا اور مدینے جا کر آپ کے ہاتھ پر بیت کی اور عراق کی جنگوں میں مسلمانوں کے ساتھ مل کر بڑے کارہائے نمایاں انعام دیے خصوصاً جنگ قویسہ میں ملیحہ نے بڑی بہادری اور جوانمردی سے لٹکر اسلام کا وقوع کیا۔

○ ○ ○

۳۰
(۲)

سجال بنت حارث

یہ عورت اپنے نسل کی مشور کہنہ تھی اس کے ساتھ ہی نہیں فتح و بلیغ اور بلند حوصلہ عورت تھی مذہب ایمانی تھی اور تقریر دکومانی میں بھی اپنا جواب نہیں رکھتی تھی۔

جب سجال نے اپنی ~~ہونا~~ فطرت اور باکمل خوبیوں پر نظر کی اور دیکھا کہ سیلہ جیسا سوالہ بوڑھانبوتوں کا دعویٰ کر کے اتنا باقدار بن گیا تو اسے بھی اپنے ~~جو ہر ختم ادا کے~~ ~~حکم ادا کے~~ فائدہ اٹھا کر کچھ کہنا چاہئے۔ جیسے ہی اس نے سینا العرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر سنی۔ اپنی نبوت اور دحی اللہ کی دعویدار بن بیٹھی سب سے سے پہلے بنی تغلب نے اس کی نبوت کو تسلیم کیا جس سے سجال کو ایک کوئی قوت حاصل ہو گئی۔ اب اس نے نہیں فتح و بلیغ ~~صحیح اور متفق عبارتوں میں خطوط لکھ کر تمام قبائل عرب کو اپنی نبوت کی دعوت دی۔~~

بنی تمیم کا رئیس مالک بن بیسرہ اس کے خط کی فصاحت و بیانگت سے اتنا متاثر ہوا کہ اسلام ترک کر کے اس کی نبوت پر ایمان لے آیا۔ وہ سرے قبائل بھی جن میں اخنث بن قیس اور حارث بن بدر جیسے معزز اور شریف لوگ تھے اس کی محرومی سے مرعوب ہو کر اس کے عقیدت مند ہو گئے۔

سجال کی مدینے اور یمامہ پر فوج کشی

جب سجال کو کافی قوت حاصل ہو گئی تو اس کے دلاغ میں مسنه شریف پر حملہ کرنے کی میانی۔ مالک بن فویرہ نے سجال کو اس ارادہ سے باز رکھا اور بنی تمیم پر حملہ کرنے کی رائے دی۔ سجال کا لکرکنی تمیم پر ثوٹ پڑا اور دونوں طرف کافی تفصیل ہوا۔

ایک رات اس نے ایک نہیں فتح و بلیغ عبارت تیاری کی اور صبح سرداران فوج کو جمع کر کے کئے گئی کہ اب میں دحی اللہ کی بدایت کے مطابق یمامہ پر حملہ کرنا چاہتی ہوں۔ یمامہ میں سیلہ کذاب اپنی نبوت کی وکان لگائے بیٹھا تھا اور سجال یمامہ پر حملہ

کرنے کے لئے نکلی ادھر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ایک لشکر حضرت خالد کی سرداری میں سجادہ کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا۔ حضرت خالد آگے بڑھے تو معلوم ہوا کہ اسلام کے دو مشترکہ دشمنوں میں تصالوم ہونے والا ہے تو حضرت خالد وہیں رک گئے۔

ادھر مسیلدؓ کو جب سجادہ کے حملہ کی خبر ملی تو اس کو کافی تشویش لاحق ہو گئی کیونکہ اس کو معلوم تھا کہ مسلمانوں کا ایک لشکر بھی اس کے مقابلے پر آ رہا ہے۔ اس لئے اس نے سجادہ سے مقابلہ کرنے کے بجائے عیاری و مکاری سے کام لینا چاہا۔ چنانچہ بہت سے نیس تھائے کے ساتھ سجادہ سے ملاقات کی۔ اس کی سیرت، صورت، صفات و ملامات کا اپ ب نظر غائر مطالعہ کیا اور گروپوچیں کے حالات سے اس کو اندازہ ہو گیا کہ سجادہ پر جنگ و جدل کے ذریعے فتح پاناد شوار ہے۔ عورت ذات عشق و محبت کے جال میں پھنسا کر ہی رام کی جائے گی۔ چنانچہ چلتے وقت اس نے سجادہ سے درخواست کی کہ آپ میرے خیر مک تشریف لا کر مجھے سرفراز فرمائیں وہیں ہم اپنی اپنی نبوت کے متعلق گفتگو کریں گے۔ سجادہ جو دور انسٹی سے عاری تھی راضی ہو گئی اور یہ بھی وعدہ کر لیا کہ دونوں کے آدمی خیمہ سے دور رہیں گے تاکہ بات چیت راز میں رہے۔ اس وعدے پر اس پیر فرتوت کی توباچیں کھل گئیں۔

مسیلدؓ نے آتے ہی حکم دیا کہ ایک نہایت خوش نما اور پرکلف خیر نسب کیا جائے اس حکم کی فوراً تحریک ہوئی۔ مسیلدؓ نے اسے اعلیٰ قسم کے اسباب عیش اور سامان زینت سے آراستہ کرایا۔ اوزاع و اقسام کے عطربات اور مسحور کن خوشبوؤں سے اسے معطر کر کے (جبلہ عوی) کی طرح سجاوایا۔

وقت موعود پر سجادہ ملاقات کے لئے آئی دونوں خیمہ میں داخل ہوئے۔ مسیلدؓ نے سجادہ کو حرم زینتی کر گئے گدیلے پر بیٹھایا اور اس سے میٹھی میٹھی باشیں بنانا شروع کیں خوشبو کی لپٹوں نے سجادہ کو مسحور کر دیا تھا اور مسیلدؓ اس کے چہرے اور جذبات کا بغور مطالعہ کرتا رہا۔ مسیلدؓ بولا اگر جناب پر کوئی تازہ وحی نازل ہوئی ہو تو مجھے سنائیے سجادہ بولی نہیں پہلے آپ اپنی وحی کے الفاظ سنائیے کیونکہ میں پھر بھی عورت ذات ہوں مسیلدؓ

بجانپ گیا کہ سجاج کی نبوت بھی اس کے دعوئی کی طرح جھوٹی اور خلنه ساز ہے۔
اب میلہ نے سجاج پر عشق و محبت کا جل پھینکا اور عورت کی فطری کمزوری سے
فائدہ اٹھانا چلا چنانچہ بولا مجھ پر یہ دھی اتری ہے۔

الْمَنْ تَرَا كِيفَ فَعْلَ رِبِّكَ بِالْحِيلِي إِخْرَجَ مِنْهَا نَسْمَتَهُ نَسْعَى
بَيْنَ صَفَاقٍ وَحْشَى
ترجمہ: "کیا تم اپنے پوروگار کو نہیں دیکھتے کہ وہ حملہ عورتوں سے کیا سلوک کرتا
ہے۔ ان سے چلتے پھرتے جاندار نکالتا ہے جو نکتے وقت پر ہوں لور جعلیوں کے
درمیان لپٹتے رہتے ہیں۔"

یہ عبارت چونکہ بہ تقاضائے جوانی سجاج کی نفلنی خواہش سے مطابقت رکھتی
تھی بولی اچھا کچھ اور سنائیے۔ میلہ نے جب ویکھا سجاج براملنے کے بجائے خوش
ہوئی تو اس کا حوصلہ اور بیحاوال رکھنے لگا کہ مجھ پر یہ آئیں بھی نازل ہوئی ہیں۔

"إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ النَّاسَ افْرَاجًا وَجَعَلَ الرِّجَالَ لِهِنَّ ازْوَاجًا
فَتَوَلَّجُ فِيهِنَّ أَيْلًا جَاثِمًا نَخْرُجُنَا إِذَا انشَاءَ أَخْرَاجًا فَيَتَبَعِّنَ
لَنَا سَخَالًا انتِساجًا

ترجمہ: "اس عبارت کا معضمون چونکہ انتہائی نخش ہے اس لئے ترجمہ نہیں کیا گی۔
اس شرمناک اور شوت انگیز ابلیسی وحی نے سجاج پر پورا پورا اڑ کیا۔ میلہ
کی منہ مانگی مرا لو پوری ہوئی فوراً بولا سنو سجاج خدے برتر نے عرب کی نصف نہیں
مجھے دی تھی اور نصف قریش کو مگر قریش نے ناالصلنی کی اس لئے رب العزت نے
قریش سے ان کا نصف حصہ چھین کر تمہیں عطا کروایا۔ کیا اب یہ بہتر نہ ہو گا کہ ہم
دونوں اس وقت نکاح کر لیں اور پھر ہم دونوں کے لشکر مل کر سارے عرب پر قبضہ کر
لیں۔"

سجاج پر میلہ کا جلوہ جل چکا تھا بولی مجھے منثور ہے۔ یہ حوصلہ افزاں جواب
من کر میلہ نے انتہائی نخش اشعار اس کو سنانے شروع کیے اور آخر میں منہ کلا کرنے

کے بعد کئے گا مجھے ایسا ہی کرنے کا حکم ملا تھا۔

تین شب و روز سجاح اور مسیلمہ خیمه کے اندر دادو عیش دیتے رہے اور باہر ان کے اندر ہے مرید چشم برہ اور گوش بر آواز لئے ہوئے تھے۔ گوش اعتماد امتی یہ گملن کر رہے تھے کہ ہر مسئلہ پر بہت کچھ تاریخ و قدح ہو رہی ہو گی اور بحث و اختلاف کے لئے وہی رہنمی کا انتظار کیا جا رہا ہو گا مگر وہاں دونوں بر شوق و ولہاد لئے بسط نشاط پر بیٹھے بہار کامرانی کے مزے لوٹ رہے تھے۔

سجاح کے مہر میں فجر اور عشاء کی نماز معاف

تین روز کے بعد سجاح اپنی عصمت و نبوت کو خاک میں ملا کر اپنے لشکر داپس آئی اور سب کو بلا کر کہا کہ مسیلم بھی نبی برحق ہے میں نے اس کی نبوت تسلیم کر کے اس سے نکاح کر لیا ہے کیونکہ تمہاری دوسرے کو ایک مرسل کی اشد ضرورت ہے۔ سب نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا میر کیا قرار پا لیا۔ سجاح نہایت سادگی سے بولی یہ بات تو میں اس سے پوچھنا ہی بھول گئی۔ سردار ان لشکر نے کہا کہ حضور بہتر ہو گا کہ ابھی واپس جا کر میر کا تصفیہ کر لیجئے کیونکہ کوئی عورت بغیر مرا پانے آپ کو کسی کی زوجیت میں نہیں دیتی۔ سجاح فوراً واپس مسیلم کپاس گئی اور مسیلم داپس اپنے قلعہ میں جا کر دروازہ بند کر کے سما ہوا بیٹھا تھا کہ کیس سجاح کے سردار ان لشکر اس عقد کو اپنی توجیہ سمجھ کر مجھ پر حملہ نہ کریں سجاح جب قلعہ پر پہنچی اور اپنے آنے کی اطلاع کرائی تو مسیلم بہت خوفزدہ ہوا دروازہ بھی نہیں کھولا۔ چھت پر آ کر اس نے پوچھا اب کیسے آتا ہوا سجاح بولی تم نے مجھ سے نکاح تو کر لیا لیکن میرا مرتباً بتاؤ۔ مسیلم نے کہا کہ تم جا کر اعلان کر دو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا سے پانچ نمازیں لائے تھے۔ رب الحرمت نے فجر اور عشاء کی دو نمازیں مومنوں کو سجاح کے مہر میں معاف کر دیں۔

سجاح کا قبول اسلام

سجاد کے بست سے سردار ان لفکر اور سمجھ دار امتی نکاح کے واقعے سے بست مل برداشت ہوئے اور آہستہ آہستہ اس سے بد احتساب ہو کر الگ ہوتے گئے تو اس کی فوج میں بجائے ترقی کے انحطاط ہوتا چلا گیا۔ سجاد کے بھی یہ محسوس کر لیا کہ اس کی تلوٹائی نبوت اور فصاحت و بلاغت اب مزید کام نہیں آسکے گی چنانچہ وہ قبلہ میں تغلب میں جس سے وہ ہندوی رشتنا رکھتی تھی رہ کر خوشی کی زندگی ببر کرنے لگے۔

جب حضرت امیر معلویہ کا نلانہ آیا تو ایک بدل سخت قحط پڑا تو انہوں نے میں تغلب کو بصرہ میں آپلو کر رہا تھا سجاد بھی ان کے ساتھ بصرہ آگئی اور بدل آکر اپنی پوری قوم کے ساتھ مسلمان ہو گئی اور پھر بڑی وحدت اور پیغمبر کاری کی زندگی گزاری اور اسی اتمانی کی حالت میں اس کی وفات ہوئی۔ بصرہ کے حاکم اور صحابہ رہول حضرت سرو بن جنبد اُنے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔



حارت کذاب و مشقی

شیطان کا معمول ہے کہ وہ طرح طرح کی نورانی شکلیں اختیار کر کے بے مرشد ریاضت کشوں کے پاس آتا ہے اور طرح طرح کے بزرگان دکھا کے کسی سے کتابا ہے کہ تو ہی میری میو ڈود ہے۔ کسی کے ہلن میں یہ پھونکتا ہے کہ آنے والا سچ تو ہی ہے۔ کسی کو حلال و حرام کی پابندیوں سے مشقی قرار دلتا ہے۔ کسی کے دل میں یہ ڈالتا ہے کہ تو اللہ کا نبی ہے اور وہ بد نصیب عابد اسیر یقین بھی کر لیتا ہے اور شیطان کی اس نورانی ٹھکل اور آواز کو سمجھتا ہے کہ خود خداوند قدوس کا جمل دیکھ رہا ہے اور اسی سے ہم کلام ہے اور اس نے اس کو نبوت یا مددویت کا نصب جیل عطا کیا ہے۔

بڑے بڑے اولیاء کرام شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ اور ابو محمد حافظ جیسے بزرگوں پر بھی شیطان نے ایسا ہی شعبدہ و کھلایا تھا مگر وہ لوگ گمراہ ہونے سے محفوظ رہے کیونکہ ان کا مجاہدہ اور ریاضت اپنے مرشد کے سامنے میں طے ہوا تھا۔ لیکن جو بے مرشد عابد و زاہد ریاضتیں اور مجاہدے کرتے ہیں وہ اکثر اس شیطانی اغوا کا شکار ہو جاتے ہیں جیسے حارت مشقی اور ہمارے نمانے میں غلام احمد قادیانی۔

(۶) حارت کے شعبدے (استدراج)

جو شخص بھوکا رہے۔ کم سوئے۔ کم بولے اور نفس کشی اختیار کر لے اس سے بعض دفعہ ایسے افعال صادر ہو جاتے ہیں تو وہ سروں سے نہیں ہو سکتے۔ ایسے لوگ اگر اہل اللہ میں سے ہوں تو ان کے ایسے فعل کو کرامت کہتے ہیں اور اگر اہل کفر یا گمراہ بدعتی لوگ ہوں تو ان کے ایسے فعل کو استدراج کہتے ہیں۔ یہ تصرفات شخص ریاضت اور نفس کشی کا شروع ہوتے ہیں تعلق پالش اور قرب حق سے ان کو کوئی واسطہ نہیں (اللہ یہ کہ کسی دین پر) شریعت بزرگ سے اپنے افعال صادر ہوں۔ چنانچہ حارت اپنی ریاضت و مجاہدات اور نفس کش کی بدولت ایسے تصرفات کرتا تھا مثلاً کہتا کہ آؤ میں تمیں تمیں مشق سے فرشتوں کو جاتے

ہوئے وکھلوں چنانچہ حاضرین محسوس کرتے کہ نملت حسین و جمیل فرشتے بصورت انہیں
گھونٹوں پر سوار جا رہے ہیں۔ حومہ سرماں میں گرمیوں کے اور گرمیوں میں جائزوں کے
پھل لوگوں کو کھلاتے ہے۔

(۳) حارث کا بیت المقدس کو فرار

جب حارث کے استدراج اور شعبدوں نے شہرت اختیار کر لی اور علیق خدا ازیادہ
گمراہ ہونے لگی ایک دھنی رئیس قاسم بن نجیہ اس کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ تم کسی
چیز کے دعویدار ہو اور کیا چاہتے ہو۔ حارث بولا میں اللہ کا نبی ہوں قاسم نے کہا تے دشمن
خدا تو بالکل جھوٹا ہے۔ حضرت مُحَمَّد الرَّسُولُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے بعد نبوت کا دروازہ یہی شہر
کے لئے بند ہو چکا ہے۔ قاسم دہل سے انھوں کر سیدھا خلیفہ وقت عبد الملک بن مروان کے
پاس گیا اور ملاقات کر کے حارث کے دعوائے نبوت اور لوگوں کی بد اعتقادی کا تذکرہ کیا۔
عبدالملک نے حکم دیا کہ حارث کو گرفتار کر کے دربار میں پیش کیا جائے لیکن جب
پولیس چیخی توہہ بیت المقدس فرار ہو چکا تھا۔ حارث نے دہل باقاعدہ اپنی نبوت کی روکان
کھوئی اور لوگوں کو گمراہ کرنے لگا۔

بصرہ کے ایک سمجھدار شخص نے حدث سے ملاقات کی اور بعد دیر تک اس سے
تبلوں خیالات کیا جس سے اس کو یقین ہو گیا کہ یہ شخص جھوٹا ہے اور علیق خدا کو گمراہ کر رہا
ہے۔ یہ شخص بت عرصہ تک حارث کے ساتھ رہا اور جب اس کا اعتناد حاصل کر لیا تو
حارث سے یہ کہہ کر میں اب اپنے وطن بصرہ جا رہا ہوں اور دہل آپ کی نبوت کی طرف
لوگوں کو دعوت دوں گا سیدھا خلیفہ عبد الملک کی خدمت میں۔ پہنچا ہوئے حارث کی
شرائیگزیوں کا تذکرہ کیا اور کہا کہ اگر کچھ آدمی میرے ساتھ آپ کر دوں تو حارث کو میں
خود گرفتار کر کے آپ کے سامنے پیش کروں گے۔ خلیفہ نے چالیس سالی اس کے ساتھ کر
دیئے۔

بصیری رات کے وقت حارث کی قیام گلہ پر پہنچا اپنے ساتھیوں کو تقریب ہی کھینچا
دیا اور کہا جب آواز دوں تو سب اندر آ جانا۔

حراث نے گلہ کی اٹھائی اپنے ساپ نوکی کی اور اسی ساتھ بھے
وہ کسے کے اسکی ناسوں میں جس سے ہگھرے دھمکی سلبہ نہ ہوئے۔

بھری چونکہ حارث کا بعید تھا اس لئے کسی نے نہیں روکا اور جاتے ہی ساتھیوں کو آوازوی اور اس طرح حارث کو پابند نہیں کر کے دھنٹ کے لئے روانہ ہوئے راستے میں دوسری مرتبہ حارث نے اپنا شعبدہ وہلیا اور زنجیر ہاتھ سے نوث کرنیں پر گر پڑی ایسا دھرم جس ہوا مگر بھری بالکل متاثر نہیں ہوا اور ہاتھ کو لے جا کر ظیفہ عبدالمالک کے سامنے پہنچ کر رہا۔

۱) حارث کا قتل۔ خود ساختہ نبوت کا اختتام

ظیفہ نے حارث سے پوچھا کیا واقعی تم نبی ہو؟ حارث بولا بے شک تھا کہ یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کھانا بلکہ جو کچھ میں کھتا ہوں وہی انہی کے مطابق کھتا ہوں۔ ظیفہ نے ایک قوی ہیکل محافظ کو اشادہ کیا کہ اس کو نیزہ مار کے ہلاک کر دے۔ اس نے ایک نیزہ مارا تھاں حارث پر کوئی اثر نہیں ہوا حارث کے مردوں نے کما کہ اللہ کے نبیوں کے اجسام پر ہتھیار اٹھانیں کر دئے عبدالمالک نے محافظ سے کہا شید تو نے بسم اللہ پڑھ کر نیزہ نہیں مارا۔ محافظ نے بسم اللہ پڑھ کر دوبارہ نیزہ مارا جو حارث کے جسم کے پار ہو گیا وہ بھری طرح چیخ مار کر گر جاؤ اور گھر تے ہی ہلاک ہو گیا اور اس طرح خانہ ساز نبی اور اس کی نبوت اپنے انجم کو پہنچا۔

حارث کے بدن سے زنجیر نوث کر گئے کے متعلق علامہ ابن تیمیہ نے اپنی کتاب الفرقۃ نہیں لو لیا اگر مگر دو لیاء افیلان میں لکھا ہے کہ حارث کی ہاتھوں اتمارے والا اس کا کلی موتکل یا شیطان تھا اور اس نے فرشتوں کو جو حکومتوں پر سوار کیا تھا وہ فرستے نہیں جلت۔

۱) صرحدار عاپب خاپب اس کے سعہم داروں نے ایسے بونے
کھنے میلے کہہ رہے ایک شخص اسیہم سبھہ رکھا۔ جا رہا
و اس سے جھپٹے میں بخششی لھری کر شاہنہ اور جو نہ کام
کے سلسلہ مہما۔ اس نے اس کا حارث سے ہاتھ ڈالہ اور اس

(۶)

”مغیرہ بن سعید“

یہ شخص خلد بن عبد اللہ قصیری والی کوفہ کا آزاد کردہ غلام تھا حضرت امام محمد باقرؑ کی رحلت کے بعد پہلے المات اور پھر بیوت کا دعویٰ کرنے لگ۔
یہ کتابتھا کار میں اسم اعظم جانتا ہوں اور اس کی مدد سے مردوں کو زندہ اور فوجوں کو نکست دے سکتا ہوں۔ اگر میں قوم علو و شود کے درمیانی عمد کے لوگوں کو بھی چاہوں تو زندہ کر سکتا ہوں۔

اس کو جلو اور سحر میں بھی کامل دستگاہ حاصل تھی اور دوسرے طسمات مثلاً نینجیت وغیرہ بھی جانتا تھا جس سے کام لے کر لوگوں پر اپنی بزرگی اور عقیدت کا سکھ جاتا تھا۔

مرزا قدویانی کی طرح مغیرہ کی جھوٹی پیشیں گوئی

مغیرہ نے پیشیں گوئی کی تھی کہ محمد بن عبد اللہ بن حسن شنی بن امام حسن (فس ذکیرہ) بنی صدی آخر الزہل ہوں گے اور اس طرح پوری روئے زمین پر ان کی حکمرانی ہو گی۔ مگر مغیرہ کے مرنے کے ۲۶ سال کے بعد جب حضرت فس ذکیرہ نے خلیفہ ابو جعفر منصور کے خلاف خروج کر کے ججاز مقدس پر قبضہ کر لیا تھا خلیفہ نے ان کے خلاف ایک لکھر میں بن موسیٰ کی مکن میں بھیجا تھا جس میں حضرت فس ذکیرہ شہید ہو گئے تھے تو اس مہنگوئی کے جھوٹ ہو جانے پر اس کے مریدین کی ایک جماعت اپر لعنت کرنے لگی اور دوسرے یہ کہہ کر اپنی خوش اعتقادی پر قائم رہے کہ حضرت فس ذکیرہ شہید نہیں ہوئے بلکہ وہ ~~ستور~~ ہو گئے ہیں اور جب حکم ہو گا تو آکر رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان لوگوں سے بیعت لیں گے جب ان لوگوں سے سوال کیا جاتا کہ پھر وہ کون شخص تھا جو خلیفہ

ابو جعفر منصور کے لئکر کے ہاتھوں ہلاک ہوا تو اس کا وہ مصلحہ خیز جواب دیتے کہ وہ ایک شیطان تھا جس نے محمد بن عبد اللہ نفس ذکیر کی شکل و صورت اختیار کر لی تھی۔

مخیرہ کا انجام زندہ آگ میں جلا دیا گیا

جب خالد بن عبد اللہ قمری کو جو خلیفہ ہشام بن عبد الملک کی طرف سے عراق کا حاکم تھا یہ معلوم ہوا کہ مخیرہ اپنے آپ کو نبی کہتا ہے اور اس نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے۔ تو اس نے ۱۱۹ ججری میں اس کی گرفتاری کا حکم دیا۔ مخیرہ اپنے چھ مریدوں کے ساتھ گرفتار ہو کے خالد کے سامنے پیش کیا گیا۔ خالد نے اس سے پوچھا تو کسی چیز کا دعویدار ہے۔ اس نے کہا میں اللہ کا نبی ہوں۔ خالد نے پھر اس کے مریدوں سے پوچھا تم اس کو اللہ کا نبی مانتے ہو سب نے اثبات میں جواب دیا۔

خالد نے مخیرہ کو سرکنڈے کی گھٹے کے ساتھ باندھا اور تین جھڑک کر اس کو زندہ عذاب دینے کی ممانعت کی گئی ہے۔

جلا دیا۔

خالد نے جوش میں اس کو آگ کی سزا دی ورنہ حدیث شریف میں آگ سے عذاب دینے کی ممانعت کی گئی ہے۔



(۷)

بیان بن سمعان

یہ شخص نبوت کا درجہ اور قابوں ملی ہنود کی طرح عکس اور حلول کا ایک تھا اس کا دعویٰ تھا کہ میرے جسم میں خدا نے کردار کی روح حلول کر گئی ہے۔ یہ بھی کتنا تھا کہ میں اسم اعظم جاتا ہوں اور اس کے ذریعہ زہر کو پالا جاتا ہوں اس کے بروائے کو اسکو اسی طرح خدا کا اوتار ملتے تھے جس طرح اللہ ہندو رام چهرتی اور کرشن جی کو۔

یہ خانہ ساز نبی بھی قرآن پاک کی الکی تہذیبات کرتا تھا میں ہمارے نالے میں ہمیں کے خود ساخت نبی نے کی ہے۔ اس کے ملنے والے کہتے تھے کہ قرآن کی یہ آیت بیان ہی کی شکن میں اتری ہے۔

”هذا بیان للناس وهدی وموعظه للمتقین“

اور خود بیان نے بھی اپنے تعلق لکھا ہے۔

”انا البیان وانا الهدی والموعظة“

یعنی میں ہی بیان ہوں اور میں ہی ہدایت و الموعظۃ ہوں

بیان نے اپنی خانہ ساز نبوت کی دعوت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام جلیل القدر ہستی کو بھی دی تھی اور اپنے ایک خط میں جو اپنے قائد عمر بن عفیف کے ہاتھ لام موصوف کے پاس بھیجا اس نے لکھا۔

**”اَسْلَمْتُ وَتَرْتَقَى مِنْ سَلْمٍ فَانْكَلَّ اَنْدَرِى حِيتَ يَجْعَلُ
لِلَّهِ النَّبُوَةَ“**

ترجمہ: تم میری نبوت پر انہاں نے آؤ گے قسلامتی میں رہو گے اور ترقی کو گے تم نہیں جلتے کہ اللہ کس کو نبی نہاتا ہے۔

کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام خلپڑھ کربت غلبہاں ہو گئے اور قائد سے فرمایا اس خط کو لگل جو قائد بے تال لگل گیا اور اس کے فوراً بعد ہی گر کر مر گیا اس کے

بعد حضرت امام محمد باقرؑ نے بیان کے حق میں بھی بد دعا فرمانی بیان قرآن کی آمدت:
”وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاوَاتِ وَفِي الْأَرْضِ أَنْهَى“ کی یہ تکویل کرتا تھا کہ
آسمان کا اللہ اور ہے اور زمین کا اور مگر آسمان کا اللہ زمین کے اللہ سے افضل ہے۔

بیان کی ہلاکت

خلد بن عبد اللہ قمری حاکم کوفہ نے مخیو بن سعید کے ساتھ ہی بیان کو بھی گرفتار کر کے دربار میں بلا یا تھا جب مخیو ہلاک ہو چکا تو خلد نے بیان سے کتابت تمیری ہاری ہے۔ تمیراد عومنی ہے کہ تو اسم اعظم جانتا ہے اور اس کے ذریعے فوجوں کو تکشیت دیتا ہے اب یہ کر کہ مجھے اور میرے عملہ کو جو تمیری ہلاکت کے درپے ہیں اسم اعظم کے ذریعے ہلاک کر۔ مگر چونکہ وہ جھوٹا تھا اس لئے کچھ نہ بولا اور خلد نے مخیو کی طرح اس کو بھی زندہ جلا دیا۔



(۸)

صلح بین طریف انصاری

اصل میں یہ فرض یہودی تحد اندلس میں اس کی نشوونما ہوئی۔ وہی سے مغرب

میں انصاری کے بھرپور قبائل میں آکر یہودیوں کی استقرار کی۔ یہ قبائل پاکل جبل اور دشی تھے
صلح نے اپنے ~~حرام~~ کے شعبے دکھا کر ان سب کو اپنا مطیع کر لیا اور ان پر
ادارہ حکومت کرنے لگا۔

۷ جزو میں جب شام بن عبد الملک خلافت پر ~~شکن~~ تھا صلح نے نہت کا دعویٰ
کیا تھا افریقیہ میں اس کی حکومت محض ہو گئی اور اس کو وہ عروج ہوا کہ اس کے کسی نہ
صیر حاکم کو اس کا مقتول کرنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ اس فرض کے کئی ہم تھے میں میں
صلح -فارسی میں عالم - سربانی میں مالک - مجرانی میں روئیل اور بھرپوری زبان میں اس کو
داریا یعنی خاتم النبین کہتے تھے۔

صلح کا قرآن اور اس کی معنکہ خیز شریعت

یہ جھوٹا نبی کہتا تھا کہ جتاب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح مجھ پر بھی
قرآن نازل ہوتا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنی قوم کے سامنے جو قرآن پیش کیا اس میں اتنی
سورتیں تھیں اور حلال و حرام کے احکام بھی اس میں مذکور تھے۔ اس کے جھوٹے قرآن
میں ایک سورت غرائب الدنیا کے نام سے تھی جس کو اس کے امتی نماز میں پڑھنے کے
ہمارتے اس کی جھوٹی شریعت کی خاص خاصیاتیں یہ تھیں۔

(۱) روزے رمضان کے مجالے رب میں رکے جلتے تھے۔

(۲) نمازیں دس وقت کی فرض تھیں۔

(۳) ۱۱ محرم کے دن ہر فرض پر قبلی و اجب تھی۔

(۴) مذکورہ عمرت مرد پر حسل جنت محف۔

شادی شد

(۵) نماز صرف اشاروں سے پڑھتے تھے لہت آخری رکعت کے بعد پانچ بھی کے جاتے تھے۔

(۶) شعراں جتنی عورتوں سے چاہیں کریں تھداوی کی کوئی قید نہیں تھی۔

(۷) ہر طالب جادو کی سری کھانا حرام تھا۔

اس کے علاوہ اور بہت سی فیر فطری ہاتھیں اس نے اپنی شریعت میں راجح کر رکھی تھیں صلح سینتا ہیں سلسلہ تک دعائے نبوت کے ساتھ اپنی قوم کے سیاہ و سفید کامالک رہا اور ہنگامہ میں تخت و تاراج سے وستبروار ہو کر پلیہ تخت سے کہیں مشرق کی طرف جا کر گوشہ لشیں ہو گیا۔ جلتے وقت اپنے بیٹے الیاس کو صحیح کی کہ میرے دین پر رہنا چاہنا چو نہ صرف الیاس بلکہ صلح کے تمام جاٹھیں پانچھیں صدی ہجری کے وسط تک نہ صرف اس کے تخت و تاج بلکہ اس کی ~~ظہار~~ اور خانہ ساز نبوت کے بھی وارث رہے تاریخ کی کتابوں کے مطابق:

صلح کرنا

○ الیاس بن صلح پاپ کی وصیت کے مطابق اس کی تمام کثرات پر ملک رہا اور پھر اس میں تک حکومت کرنے اور علیق خدا کو گمراہ کرنے کے بعد ۴۲۲ھ میں مر گیا۔

○ الیاس کا پیٹا یونس رضی اللہ عنہ حکومت پر بیٹھا یہ نہ صرف اس گمراہی پر قائم رہا بلکہ اس نے دو رسول پر زبردستی اس گمراہی کو تھوپنے کی کوششیں کیں اور جو اس کا دین اختیار نہیں کرتے ان کو ہلاک کر دینا تھا۔ چو الیاس سل نہلمنہ حکومت کرنے کے بعد ۴۳۸ھ میں ہلاک ہو گیا۔

۲۹

○ یونس کے بعد ابو فیضیر محمد بن حذلانے حکومت کی پاگ ڈور سنبھلی اور انتیس سل حکومت کر کے اپنی موت مر گیا۔

ہما

○ اس کے بعد ابو خضر کا پیٹا ابوالانصار چوالیں سل حکومت کر کے دنیا سے کوچ کر گیا۔

○ اس کے بعد اس کا پیٹا ابو منصور میمی بائیں سل کی عمر میں ہاپ کا جاٹھیں ہوا۔ اس

نے بھی نبوت کا موئی کیا اور اس کو بیڑا عروج نصیب ہوا۔ میں سل تک کہ مغرب میں کوئی قبیلہ لہیانہ تھا جس نے اس کے سامنے سر حلیم فرم نہ کیا ہو۔ الحا میں سل تک دعویٰ نبوت

۲۸

۳۲

کے ساتھ حکومت کر کے ۳۴۶ھ میں ایک لڑائی میں مارا گیا اور اس کی حکومت ختم ہوتے ہی صلح اور اس کے جانشینوں کی جمیعی اور خانہ ساز نبوت کا شیرازہ تکمیر گیا یہاں تک کہ مرابطون نے ۳۵۱ھ میں ان کی حکومت کو جو سے آحواز کرالملکت والجماعت کی حکومت قائم کر دی۔

○ ○ ○

(۹)

”اسحاق اخترس“

رسدی معاشر

کام کرو

شہل افریقہ کا رہنا والا تحد ۱۵۳۰ء میں جب ممالک اسلامیہ پر عربی خلیفہ سلطنت کا

پرچم اقبل بلند تھا اسحق اصفہن میں ظاہر ہوا۔ اللہ سے نے اس کی خالہ حماز نبوت کی دوستانہ ممالک کی کیفیت اس طرح لکھی ہے لکھاں نے ہے ہمے تمام آسمانی کتابوں تورات، انجیل، زور اور قرآن کی تعلیم حاصل کی پھر تمام موجود علوم دینی کی تجھیل کی۔ علوف زبانیں بیکھیں اور علوف قسم کو تناہیوں اور شعبدہ بانیوں میں حمارت حاصل کی اور ہر طرح سے علوف کو گمراہ کرنے کے سلسلے سے لیں ہو کر اصفہن آیا۔

پورے دس برس تک گوناگونیا رہا

اسھنن آکر اس نے ایک عربی مدرسہ میں قیام کیا اور اپنے رسہتے کے لئے ایک عج و تاریک جگہ اختیار کیا اور اس میں دس برس تک خلوت نہیں رہا اور اپنی زبان پر ایسی مرسکوت لکھا کہ ہر شخص اسے گونا گین کرتا رہا اس نے اپنی عدم گویائی اور جھوٹے گونگے ہیں کو دس سل کی طویل رفت تک اس خوبصورتی اور حمارت سے بھلاک کر کسی کو یہ گلمن بھی نہیں ہوا کہ یہ شخص جھوٹا اور بنا ہوا گونا گا ہے۔ یہ مل عک کہ اس کا قلب یہ اخترس یعنی گونا گپڑا گیہہ اشاروں سے اکھار برعایا کرتا تقد

”دس برس کے بعد بولنے لگا اور مشہور کیا کہ خدا نے گویائی کے ساتھ نبوت بھی عطا کی ہے“

دس برس کی عمر آنادت گزارنے کے بعد اخترس اب اپنے منسوبے یعنی دعویی نبوت کے اعلان کی تدبیریں سوچنے لگے

آخر کار اس نے نہیت رازداری کے ساتھ ایک قمیں قسم کا روغن تیار کیا اس

روغن کی خاصیت یہ تھی کہ اگر کوئی شخص اسے اپنے چہرے پر مل لے تو اس درجہ حسن اور نورانیت پیدا ہو کر شدت انوار سے کوئی اس کو دیکھنے کی بھی تباہ نہ لاسکے۔ اس کے ساتھ اس نے دو رنگ دار شخصیں بھی تیار کیں اور پھر ایک رات جب سب لوگ اپنے اپنے گروہوں میں سورہ ہے تھے اس نے مکمل اختیاط سے وہ روغن اپنے چہرے پر طالورہ شخصیں جلا کر اپنے سامنے رکھ دیں ان کی روشنی میں اس کے مشوہے کے مخالف اس کے چہرے میں الیکریٹنی اور چمک دیک پیدا ہوئی کہ آئندھیں خیرہ ہوتی ہیں۔ یعنی وہ لوگوں کو یہ دھوکہ دنا چاہتا تھا کہ وہ سلسلہ ریاضت اور جہد سے کو اللہ تعالیٰ نے قول کیا اور اس کے انوار کو ~~لیکھیاں~~ اب اس کے چہرے سے نمیاں ہیں۔ چنانچہ اس نے یہ سب دھوکہ رکھا کہ اس نور سے چختا شروع کیا کہ مدرسے کے تمام تکمین جاگ اٹھے جب لوگ اس کے پاس دوڑ کے آنے لگے تو یہ اٹھ کر نماز میں مشغول ہو گیا اور الیکریٹنی پر سوز لور خوش ~~لکھن~~ آواز سے قرآن کی تلاوت کرنے کا کہ بڑے بڑے قاری جو دہلی موجود تھے عشق مش کر اٹھے۔

مدرسے کے اساتذہ۔ قاضی شریعتی و زیر اعظم سب پر اسحق کا جلوہ چل گیا رہا۔ اساتذہ جب مدرسے کے ~~طلیبین~~ کو طلبہ نے دیکھا کہ ایک دوڑ کو ~~کھانا~~ کھانا بائیں کر رہا ہے اور سرتست قوت ~~کویاں~~ کے ساتھ ہی اسے اعلیٰ درجہ کی فضاحت اور فن قرات اور تجوید کا مکمل بھی بخدا گیا ہے اور چہرے سے الیکریٹنی اور جلال ظاہر ہو رہا ہے کہ نہ کہیں ~~تمہری~~ تو لوگ سخت حیرت زد ہوئے اور یہی سمجھے کہ اس شخص کو خدا کی طرف سے بزرگی اور ولایت عطا ہو گئی ہے۔

صدر مدرسی جونیٹ سنتی مکر نہ لئے کی عیاریوں سے نا آشنا تھے بڑی خوش اعتقادی مائن سے طلبہ سے خالص ہو کر یوں لے کیا اپھا ہو اگر ~~ہمارا~~ شر بھی خداوند قدوس کے اس کرشد قدرت کا مشتبہ کر سکتی۔ چنانچہ سب الی مدرسے نے صدر مدرس ماحصلہ کی قیادت میں اس فرض سے شر کا رخ کیا کہ شر کے لوگوں کو بھی خدا کی اس قدرت کا جلوہ و کھائیں۔

اگر ان کے ایمان تازہ ہوں۔

سب سے پہلے قاضی شرکے مکان پر پہنچے۔ قاضی صاحب شور و پکار سن کر گمراہے ہوئے گمراہے نئے اور ماجرا دریافت کیا اور حیرت زدہ ہو کر سب مجھ کو لے کر وزیر اعظم کو کے درودات پر جا کر دستک دینے لگے۔ وزیر بادشاہ نے سب حالات سن کر کہا ابھی رات کا وقت ہے آپ لوگ جا کر آرام کریں مجھ دیکھا جائے گا۔ کہ انکی بزرگ ہمتی کے شلیان شکن کیا طریقہ مناسب ہوگا۔

سری تعداد میں رات کے سری تعداد میں

غرض شرمنیں ایک اودھ میں گئی۔ بلو جو خوش اتفاقوں لئے ایک ہنگامہ پہا کر رکھا تھا۔ قاضی صاحب شرکے چند روؤسا کو لے کر اس بزرگ ہمتی کا جمل مبارک دیکھنے کے لئے مرے میں آئے گمراہ روازہ پر قفل لگا ہوا تھا۔

قاضی صاحب نے پہنچے سے پکار کر کہا "یا حضرت آپ کو اس خدائے نو الجلال کی حرم جس نے آپ کو اس کرامت اور منصب جلیل پر فائز کیا۔ دروازہ کھونے اور عطا ہن
جلیل کو اپنے شرف دیدار سے مشرف فرمائیے۔ یہ من کر احراق بولا اے (قفل انہیں اندر آئے دے اور ساتھ ہی کسی حکمت عملی سے بغیر کنجی کے قفل کھل کر پہنچ گر گیا اور اس کرامت کو دیکھ کر لوگوں کی خوش اتفاقوں دو آمد ہو گئی۔) اور ملزمہ ٹھی
سب لوگ احراق کے سامنے سر جھکا کر مددوب بیٹھ گئے۔ قاضی صاحب نے نہیت نیاز مندانہ لجئے میں عرض کیا "حضور والا اس وقت سارا شر آپ کا مقصد اور اس کرشمہ خداوندی پر چیران ہے اگر حقیقت حل سے کچھ پرہ المحادوا جائے تو بڑی نوازش ہو گی۔"

غلام احمد قدوی کی طرح اسحاق کی خلیل کو رہبوزی نبوت

اسحاق جو اس وقت کا ہمت پہلے سے مختصر تھا اور جس کے لئے اس نے دس سال سے یہ سب محنت برداشت کی تھی نہیت ریا کارانہ لجئے میں بولا کر چالیس روز پہلے ہی سے نیضان کے کچھ آہار نظر آ رہے تھے پھر دن بدن الامم اور القاتیے ربیلی کا تھاتا باندھ گیا حتی

کے آج رات خداوند قدوس نے اپنے فضل مخصوص سے اس عاجز پر علم و عمل کے وہ اسرار مخفی فرمائے کہ مجھ سے پہلے لاکھوں رہوں ان منز اس کے خیال اور تصور سے بھی محروم رہے۔ ان اسرار و رموز کا زبان پر لانہ ہب طبقت میں منوع ہے تاہم اتنا مختصر کرنے کا چاہوں کہ آج رات دو فرشتے حوض کوڑ کاپلی لے کر میرے پاس آئے اور مجھے فضل دے کر کرنے لگے "السلام علیک یا نبی اللہ" مجھے جواب میں تھاں ہوا اور میں گھبرا کر خدا جلتے یہ کیا انتلا اور آنائش ہے تو ایک فرشتے یوں گویا ہوا "یا نبی اللہ انت فاک بسم اللہ انلی" (اے اللہ کے نبی بسم اللہ کہہ کر منہ کھولو) میں نے منہ کھولا تو فرشتے نے ایک سفید کی چیز میرے منہ میں رکھ دی جو شد سے زیادہ شیریں۔ برف سے زیادہ ٹھنڈی اور ملک سے زیادہ خوشبووار تھی۔ اس نعمت خداوندی کا حق سے اترنا تھا کہ میری زین کمل گئی اور پھلا کلہ جو میرے منہ سے نکل وہ تھا شہدان لا الہ الا اللہ و اشہدان محمد عبدہ و رسولہ یہ سن کر فرشتوں نے کماکہ محر مصلی اللہ علیہ وسلم کی طرح تم بھی اللہ کے رسول ہو۔ میں نے کما میرے دوستوں میں کیسی بات کہہ رہے ہو میں شرم و ندامت سے ڈوبا جاتا ہوں۔ جنلب باری تعالیٰ نے تو سیدنا محمد علیہ السلام کو خاتم الانبیاء قرار دیا ہے اب میری نبوت کیا معنی رکھتی ہے۔ فرشتوں نے کماکہ یہ درست ہے گر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت مستقل حیثیت رکھتی ہے اور تمہاری با تصحیح ظلیٰ و بزوری ہے (مرزا قدیمانی نے بھی سی دعویٰ کیا تھا)

بغیر مجازات میں نے نبوت منظور نہیں کی تو مجھے مجازات بھی دئے گئے اس کے بعد احقر نے حاضرین سے کماکہ جب ملا کہ نے مجھے ظلیٰ اور بروزی نبوت کا منصب تقویض کیا تو میں نے انکار کیا اور اپنی مخدوری ظاہر کرتے ہوئے کماکہ میرے لئے نبوت کا دعویٰ بت سی ملاقات سے لبریز ہے کیونکہ مجہود نہ رکھنے کی وجہ سے کوئی بھی میری تصدیق نہیں کرے گا۔ فرشتوں نے کماکہ وہ قبور مطلق جس نے تمہیں گوئا پیدا کر کے بھر پولتا کر دیا اور

پھر فصاحت و بлагاعت عطا فرمائی وہ خود لوگوں کے دلوں میں تمہاری تصدیق کا جذبہ پیدا کر دے گا یہاں تک کہ زمین آسمان تمہاری تصدیق کے لئے کھڑے ہو جائیں گے لیکن میں نے ایسی خلک نبوت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

جب میرا اصرار حد سے زیادہ پڑھ گیا تو فرشتے کرنے لگے اچھا مجرمات بھی لجھے جتنی آسمانی کتابیں انہیاء پر نازل ہوئی ہیں تھیں ان سب کا علم دیا گیا اس کے علاوہ کئی قسم کی زبانیں اور رسم الخط بھی تھیں دیے گئے (یاد رہے کہ یہ ساری زبانیں اور آسمانی کتابیں احراق اپنے منسوبے کے مطابق پسلے ہی پڑھ چکا تھا)

معجزے دے کر فرشتوں نے امتحان بھی لیا

اس کے بعد فرشتے کرنے لگے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ میں نے جس ترتیب سے قرآن کا نزول ہوا تھا پڑھ کر سنایا۔ انجلی پڑھوائی وہ بھی سنا دی پھر تورات زبور اور دوسرے آسمانی صحیفے بھی پڑھوائے جو میں نے ان کے نزول کی ترتیب کے مطابق سنا دیئے تمام کتب مکملیہ کی قرات سے سن کر فرشتوں نے اس کی تصدیق کی اور مجھ سے کہا ”قم فائز رالناس“ (انہوں اور لوگوں کو غصب اللہ سے ڈراو) یہ کہہ کر فرشتے غائب ہو گئے اور میں فوراً ذکر اللہ میں مشغول ہو گیا۔

احمق مزید بولا آج رات سے جن انور و تحفیات کا میرے دل پر ہجوم ہے زبان اس کی شرح سے قاصر ہے۔ یہ میری سرگذشت تھی۔ اب میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ جو شخص خدا پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور میری فلی و بزوری نبوت پر ایمان لایا اس نے نجات پائی اور جس نے میری نبوت کا انکار کیا اسے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو بیکار کر دیا ایسا منکر ایڈ الاباؤ تک جنم میں رہے گا۔ (مرزا قاریانی کذاب کا بھی اپنے نبوت کے متعلق یہی قول ہے) نصرت

احمق کا عوچ و نول۔ آخر کار ہلاکت

دنیا ہر حتم کے لوگوں سے بھری پڑی ہے اور عوام کا تو یہ معمول ہے کہ جو منی نفس
 امارہ کے کسی پیاری نے اپنے جھوٹے تقدس اور پاکبازی کی صدائیں غول کا غول انسانوں
 کا اس کے پیچے لگ جاتا ہے۔ اور مریدان خوش اعتقاد اپنی سلہ لوگی سے ایسے ایسے افسانے
 اور کراشیں اپنے پیروں سے منسوب کرتے ہیں کہ خدا کی پناہ۔

احمق کی تقریر سن کر بھی بڑو بڑوں کا پایہ ایمان ڈگ کا گیا اور ہزار ہزار ہلاکتوں اس کی نبوت
 پر ایمان لے آئی۔ جن لوگوں کا اول نور ایمان سے منور تھا اور جن کو ہر عمل شریعت کی
 کسوٹی پر پر کھنا آتا تھا انہوں نے لوگوں کو بہت سمجھایا کہ احمق اخترس کوئی نبی یا ولی نہیں
 بلکہ جھوٹے کذاب۔ شعبدہ باز اور رہزن دین و ایمان ہے لیکن عقیدتمندوں کی خوش
 اعتقادی میں کوئی فرق نہیں آیا بلکہ جوں جوں علمائے حق اُنہیں راہ راست پر لانے کی
 کوشش کرتے ان کا جنون عقیدت اور زیادہ بڑھتا جاتا تھا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ احمق اخترس کے پاس اتنی قوت اور لوگوں کی تعداد ہو گئی کہ اس کے
 دل میں ملک گیری کی ہوں پیدا ہونے لگی۔ چنانچہ اس نے ایک بڑی تعداد اپنے عقیدت
 مندوں کی لے کر بصرہ۔ عمان اور اس کے قرب و جوار کے علاقوں پر دھلوا بول دیا اور
 عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور کے حامیوں کو بصرہ اور عمان وغیرہ سے بے وخل کر کے خود
 قابض ہو گیا۔

خلیفہ جعفر منصور کے لشکر سے احمق کے بڑے بڑے معمر کے ہوئے آخر کار عساکر
 خلافت فتح یاب ہوئے اور احمق مارا گیا اور یوں وہ خود اور اس کی جھوٹی خلی بزوری نبوت
 خاک میں مل گئی۔

(۱۰)

استاد سیس خراسانی

اس شخص نے خراسان کے اطراف ہرات بھتکن وغیرہ میں اپنی نبوت کے بلند پانگ دعوے کئے اور عوام اس کثرت سے اس کے معتقد ہوئے کہ چند ہی برس میں استاد کے پاس تقریباً تین لاکھ آدمیوں کی جماعت ہو گئی جو اس کو خدا کا فرستہ نبی سمجھتے تھے اس زمانے میں خلیفہ ابو جعفر منصور مسلمانوں کا غلیفہ تھا۔

استاد سیس کے دل میں اپنی اتنی بڑی جماعت دیکھ کر ملک گیری کی ہوں پیدا ہوئی اور خراسان کے اکثر علاقوں اپنے قبضے میں کر لئے۔ خلیفہ منصور نے یہ حالت دیکھ کر اس کی سرکوبی کے لئے ایک لٹکر روانہ کیا ہے استاد نے لٹکت دے دی۔ خلیفہ منصور نے یکے بعد دیگرے کئی لٹکر اس کے بعد بیجے گر سب ہاتم رہے اور استاد سے لٹکت کھا گئے۔

آخر کار منصور نے ایک نہادت تجویہ کار پرہ سالار خازم بن خزندگ کو چالیس ہزار پاہیوں کے ساتھ استاد کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ جس نے نہادت ہوشیاری اور پاہروی سے استاد سیس کے لٹکر کو لٹکت فاش دی اور اس کے سترہ ہزار آدمی قتل کر دیے اور چودہ ہزار کو قیدی بنالیا۔

استاد سیس اپنی بقیہ تیس ہزار فوج کو لے کر پہاڑوں میں جا چھپا۔ خازم نے بھی تعاقب کر کے پہاڑ کا محاصرہ کر لیا۔ آخر کار استاد نے محاصرے سے بیک آکر اپنے آپ کو خلوم کے پروردیا۔ تاریخ اس باب میں خاموش ہے کہ اس کی موت کس طرح واقع ہوئی غالب قیاس یہی ہے کہ ابو جعفر منصور نے دوسرے جھوٹے نبیوں کی طرح اس کو بھی قتل کر دیا ہو۔

(۱۱)

”علی بن محمد خارجی“

رے کے شر کے مغلقات میں پیدا ہوا۔ خوارج کے فرقہ ازراقت سے تعلق رکھتا تھا۔ ابتدائی ذریعہ معاش اس کا یہ تھا کہ خلیفہ جعفر عباس کے بعض حاشیہ نشینوں کی صبح و توصیف میں قصائد لکھ کر کچھ انعام حاصل کر لیا کرتا تھا۔ جب امراء و روسا کی مجموعوں میں آمد و رفت سے کچھ رسوخ حاصل ہوا تو اس کے دل میں سرواری اور ریاست کے خیالات پیدا ہونے لگے۔

۴۲۹ھ میں علی بغداد سے بھریں چلا گیا اور وہاں حالات سازگار دیکھ کر اپنی نبوت کا علاحدگر دیا اور اپنے اتباع کی دعوت دینی شروع کر دی۔ یہ کہتا تھا کہ مجھ پر بھی کلام الٰہی نازل ہوتا ہے۔ اس نے اپنا ایک آسمانی صحیح بھی پیار کھا تھا۔ جس کی بعض صورتوں کے نام بھجن کیف اور صستھے۔ اور کہتا تھا کہ خدا نے میر نبوت کی بہت سی نشانیاں ظاہر فرمائی ہیں۔

بھریں کے اکثر قبائل نے علی کی نبوت کو تسلیم کر لیا اور وہاں اس نے ایک بڑی جماعت اور قوت حاصل کر لی۔ بھریں کے بعض عاندین اس کی فوج کے افسر مقرر ہوئے اور بیبود زمگی کو امیر بالحر کا مددگار سونپا گیا۔

پانچ سال بھریں میں قیام کرنے کے بعد اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ مجھے خدا کی طرف سے حکم ہوا ہے کہ یہاں سے بصرہ جاؤں اور وہاں کے لوگوں کو اللہ کا راستہ دکھاؤں۔ چنانچہ یہ ۴۳۰ھ میں بصرہ میں اپنے چند مریدوں کے ساتھ چلا آیا اور بصرہ کے حاکم محمد بن رجاء کے خلاف سرگرمیوں میں مصروف ہوا۔ محمد بن رجاء نے اس کی گرفتاری کے لئے آدمی بھیجے مگر یہ بھاگ گیا تاہم اس کی بیوی۔ بیٹا اور کچھ ساتھی گرفتار کرنے لئے گئے علی بھاگ کر بغداد آیا اور ایک برس تک مقیم رہ کر اپنی نبوت کی دعوت دیتا رہا۔ اس درمیان میں بصرہ میں ایک بغاوت ہوئی اور لوگوں نے عامل بصرہ محمد بن رجاء کو بصرہ سے نکال دیا اور

بصرہ کے قید خانے کا دروازہ توڑ کر قیدیوں کو رہا کر دیا۔ جب ان واقعات کی خبر علی کو پہنچی تو اس نے موقع غمہ نگہ جان کر رمضان ۲۵۵ھ میں بصرہ کا رخ کیا۔

جہشی (زگی) غلاموں کو اپنے تلمیح کرنے کی تحریک

بصرہ پہنچ کر علی بن محمد نے اعلان کر دیا کہ جو زگی غلام میری پناہ میں آ جائیں گے میں ان کو آزاد کر دوں گل۔ یہ اعلان سنتے ہی جہشی غلام ملک کے اطراف و اکناف سے بھاگ جہاگ کر علی کے پاس آنے شروع ہو گئے اور کچھ ہی عرصے میں غلاموں کی ایک بھاری جماعت علی کے پاس جمع ہو گئی۔

علی نے ان سب کو جمع کر کے ایک بڑی پر جوش تقریر کی اور ان سے ہدروی کا اظہار کیا۔ مل و دولت دینے کا یقین ولایا اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی قسم کھلائی اور ایک جھنڈا ریشمی کپڑے پر یہ آیت لکھ کر ایک بلند مقام پر نصب کر دیا:

”اَنَّ اللَّهَ شَرِيكٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ اَنفُسُهُمْ وَاَمْوَالُهُمْ بَانِ لِهِمْ جنۃ“

اب حالت یہ ہوئی کہ جس جس غلام کو یہ خرمتی تھی وہ اپنے آقا کو چھوڑ کر علی کے پاس آ کر پناہ حاصل کرنے لگا۔ زگی غلاموں کے آقاوں کا رنگ چیلا پڑ گیا اور وہ علی کے پاس اپنے غلاموں کی فکیہت یکد آئے۔ علی نے اشارہ کر دیا اور غلاموں نے اپنے آقاوں کو مارنا اور قید کرنا شروع کر دیا۔ بصرہ کے شریف لوگ یہ رنگ دیکھ کر دم بخود رہ گئے۔

اس طرح علی نے زگی غلاموں کا بیان لکھ کر تیار کر لیا جو اس کے اشارے پر مرنے والے پر تیار رہتا تھا۔ علی نے اس لکھ کو لے کر اس پاس کے علاقوں، وجہہ، الیہ اور تدویہ وغیرہ پر لوٹ مار شروع کر دی۔ حکومت نے جب بھی اس کے مقابلے پر کوئی فوج بھیجنی اس نے ہر دفعہ علی کے لکھ کر تیار کیں۔ اس کی تھیں اس کی فتوحات سے علی کا حوصلہ اور بیرونی حکیم۔

الل بصرہ چار مرتبہ علی کے مقابلے کے لئے لکھے گئے ہیں۔ اس کے مقابلے میں زگی غلاموں کے ہاتھ

میدان رہا اور کافی سلان جنگ اور اسلحہ ان کے ہاتھ آیا۔ دوبار خلافت سے بھی دو مرتبہ فوجیں بھیجی گئیں مگر ان کو بھی کامیابی نہیں ہوئی۔ اللہ بصرہ کے ایک وفد نے اس صور تھال کو خلیفہ کے سامنے پیش کیا چنانچہ خلیفہ نے ایک فوج گراں ایک ترک افسر جعلان کی گرفتاری میں علی کے مقابلے کے لئے اللہ بصرہ کے ساتھ روانہ کیا۔ چھ مینے تک جنگ جاری رہی آخر ترک افسر جنگ سے دستبردار ہو کر واپس بصرہ آگیا اور زنجیوں نے خوب اس کی لشکر گاہ میں لوٹ چالا۔

علی خارجی کی مزید فتوحات

۴۲۵ھ میں علی خارجی نے الیہ میں گھس کر وہل کے گورنر عبد اللہ اور اس کی مختصری فوج کو تفعیل کیا اور پورے شر کو آگ لگادی اور یہ شر پورا کاپورا جل کر خاکستر ہو گیا۔ اس کے بعد دوسرے شر رہواز کی باری آئی اور وہل کے عامل ابراہیم کو گرفتار کر کے شر میں خوب لوٹ مار چالا۔

اب خلیفہ نے سعید بن صالح ایک مشور پہ سلار کو زنجیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اور سعید نے کچھ کامیابی حاصل کی مگر انجام کار زنجیوں کلپہ بھاری رہا اور سعید بن صالح نامرا و ناکام واپس بغداد آگیل۔

خلیفہ معتمد اس ناکامی پر بہت غبیناں ہوا اور ایک دوسرے سردار جعفر بن منصور خیاط کو جو بڑے بڑے صعر کے سر کر چکا تھا اس میم پر مامور کیا مگر اس سردار کی بھی ایک نہ چلی اور یہ زنجیوں سے لختت کھا کر بحرین والیں چلا گیا اس دوران زنجیوں نے بصرے پر چڑھائی کر دی اور نصف شوال ۴۲۷ھ میں بصرہ کو پزور شہییر فتح کر لیا اور وہل کے باشندوں کو نسلیت سفاکی اور بے دردی سے گاجر مولی کی طرح لکٹ چھاث کر علی بن ریان زنجیوں کا سردار واپس ہوا اور پھر کچھ عرصے کے بعد دوبارہ بفترض قتل و غارت گری بصرہ آیا۔ اللہ بصرہ نے اس سے الین طلب کی چنانچہ اس نے سب کو الین دے کر ایک جگہ جمع ہونے کا حکم دیا اور جب سب لوگ جمع ہو گئے تو سب کو ہلاک کر کے جامع مسجد اور بصرہ

کے اکثر محلات میں آگ لگادی۔

بھروسے کے بہلوی اور جہانی کی خبر سن کر خلیفہ معتمد نے پھر ایک پہ سلاطین محمد معرفت بہ حولد کو ایک لٹکر جرار کے ساتھ بھروسے کی جانب روائے کیا وہ بھروسے پہنچا تو لوگوں نے رو ر د کر زنگیوں کے ظلم و تشدد کی فحکمت کی۔ علی خارقی نے اپنے افسر بھی کو مولد کے مقابلے میں سمجھا۔ دس دن تک جنگ جاری رہی مگر کوئی نتیجہ نہیں تھا۔ آخر کار زنگیوں نے مولد کے لٹکر پر شہون مارا پوری رات اور پھر صبح سے شام تک لا ای رہتی رہی اور مغرب کے وقت مولد کے لٹکر نے فکست کھالی اور زنگیوں نے مولد کے لٹکر گاہ کو خوب لوٹا اور کافی دور تک مولد کا تعاقب کیا۔

شزادہ ابوالعباس (آئندہ کا خلیفہ معتمد بالله) زنگیوں کے مقابلے پر اس کے بعد مسلسل نوبت تک دارالخلافہ سے زنگیوں کو زیر کرنے کے لئے لٹکر آتے رہے جنگیں ہوتی رہیں مگر علی خارقی کی قوت نہیں نوٹ سکی۔ آخر کار خلیفہ نے عجیب آکر ایک فیصلہ کیا۔ جنگ کا منصوبہ بنایا اور اپنے سنتیجے ابوالعباس کو زنگیوں کے مقابلے پر ایک عظیم لٹکر کے ساتھ روائے کیا۔ ابوالعباس وہ شخص ہے جو آئندہ چل کر خلیفہ معتمد کے تحت خلافت کا وارث ہوا اور معتمد بالله لقب اختیار کیا۔ ابوالعباس ۳۲۶ھ میں دس ہزار فوج کے ساتھ زنگیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔

علی خارقی نے بھی اس کے مقابلے کے لئے بے شمار فوج تیار کی ہوئی تھی۔ اس نے سن رکھا تاکہ ابوالعباس ایک نوجوان شزادہ ہے جسے میدان جنگ کا کوئی تجربہ نہیں ہے اس کا خیال تھا کہ اول تو اور سرداروں کی طرح ابوالعباس بھی ہماری فوجی کثرت سے خاکہ ہو کر پہاڑ ہو جائے گا اور اگر مقابلہ پر ڈتا بھی رہا تو دس پانچ دن کے بعد بھاگت کرنا ہو گک

ابوالعباس کا جاؤسی نظام بست اچھا تھا میں پل کی خبریں، غیرہم کی حرکات لٹکر کی تعداد اس بخوبی اس کو صحیح اور بروقت مل رہی تھیں، چنانچہ سب یہ سپلے ابوالعباس کی نسبت بھیز

علی خارجی کے مقدمہ الجیش سے ہوئی اس میں ابوالعباس کو فوج ہوئی۔ زنجی دریا کی طرف بھاگے ابوالعباس کی فوجی کشتیاں پسلے ہی راستے روکے ہوئے گھر می تھیں انہوں نے بھی زنگیوں کو اپنی تکوار کی باڑھ پر رکھ لیا اور چھ کوس تک زنگیوں کا تعاقب کر کے قتل کرتے رہے کافی مال غنیمت ہاتھ آیا۔ یہ پہلی فتح تمی جو خلیفہ کی فوج کو بارہ تیرہ سال کی مسلسل کشتیوں کے بعد نصیب ہوئی تھی۔

شہزادہ ابوالعباس کی مزید فتوحات

ایک ہفتہ کے بعد زنگیوں کا ایک سردار سلیمان بن جامع اپنے لٹکر کو تین حصوں میں بٹ کر خٹکی اور دریا کے راستے سے ابوالعباس کے لٹکر پر ثبوت پڑا۔ وہ پھر تک شدت کی جگہ جاری رہی۔ ظہر کے قریب زنجی ہمت ہار بیٹھے اور نمایت افرانفری اور بے ترتیبی کے ساتھ جان بچا کر بھاگنے لگے۔ ہزاروں قتل ہوئے اور سیکنڈوں اپنی کشتیوں سمیت گرفتار کرنے لگئے۔ ابوالعباس فتح کے شلوار نے بجا تاہوا اپنے لٹکر مگہ میں واپس ہوا۔

زنگیوں کی مزید ناکامیاں

اس نکست کے بعد زنگیوں نے خلیفہ کے لٹکر کے راستوں میں بڑے بڑے کنوں اور گزھے کھو کر انہیں گھاس پھونس سے پاٹ دیا۔ ابوالعباس کی فوج اپنی فتح کا جشن منانی ہوئی اس راستے سے گزری تو اس کے کچھ سپاہی ان کنوؤں میں گرے۔ عباس نے فوراً راستہ تبدیل کر دیا۔ اور اس طرح زنجی اپنی اس ایڈار سلنی میں ناکام ہو گئے۔

علی خارجی کو جب اپنی ناکامی کا علم ہوا تو اس نے اپنے پہ سلازوں کو حکم دیا اس اپنی فوجیں سمجھا کر لیں اور تمہد ہو کر پوری قوت سے ابوالعباس پر ضرب لگائیں ابوالعباس کے پہ موفق کو معلوم ہوا کہ علی خارجی کی ساری فوجی قوت اس کی بیٹھے ابوالعباس کے خلاف صرف آراء ہو رہی ہے تو وہ خود بھی پہ لنس قیس خلیفہ سے اجازت لے کر ۱۳۷ھ میں ایک بھاری فوج کے ساتھ اپنے بیٹھے ابوالعباس سے آکر مل گیا۔

اب دونوں بلپ بیٹوں نے دو طرف سے زگی فوج پر حملہ کر دیا = گھسان کی لڑائی ہوئی اور زنگیوں کو راہ فرار اختیار کرنا پڑی۔ زنگیوں کا سردار شعرالن اپنی بچی کمپی فوج لے کر جنگل میں جا چھپا۔ موفق اس فتح کے بعد اپنے کمپ پر واپس آیا۔ تقریباً ڈینہ ہزار مسلم خواتین جن کو زنگیوں نے قید کر رکھا تھا رہا کر دی گئی۔

زنگیوں کے شر منصورہ پر مسلمانوں کا قبضہ

موفق کے جاسوسوں نے آگر اطلاع دی کہ علی بن خارقی کا پسر سلار سلیمان بن جامع اس وقت منصورہ شر میں اپنی افواج کے ساتھ زبردست تیاریوں میں مصروف ہے موفق نے فوراً لٹکر کو تیاری کا حکم دیا اور ابوالعباس کو دریا کی راہ سے بڑھنے کا اشارہ کیا اور خود خلکی کی راہ سے چل پڑا راستے میں زنگیوں کے ایک دستے سے ڈھینیز ہو گئی جس میں زنگیوں کو لکھست ہوئی اور ان کا ایک بڑا سردار موفق سے الکن طلب کر کے اس کے لٹکر میں آگیا موفق نے منصورہ کے قریب پہنچ کر دو میل کے فاصلے پر سورچہ بندی کر لی اور دوسرے دن زنگیوں سے مقابلہ ہوا۔ شام تک لڑائی ہوتی رہی آخر کار دونوں لٹکر اپنی اپنی قیام گاہ پر واپس آگئے۔

دوسرے دن معز کہ کارزار پھر گرم ہوا اور سخت لڑائی کے بعد جس میں ابوالعباس نے جنگی شکتوں کے ذریعہ اور موفق نے خلکی کی راہ سے رنگیوں پر بھرپور حملہ کیا جس کی وہ تمب نہ لاسکے اور ان کے پاؤں اکٹھ گئے اور پورے منصورہ شر پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا دس ہزار مسلمان عورتوں اور بچوں کو جن میں زیادہ تر سلوات کے زن و فرزند تھے خارجیوں کی غلای سے نجات ولائی گئی۔ خارقی سردار سلیمان بن جامع بھانگنے میں کامیاب ہو گیا مگر اس کے ہیوی بچے گرفتار کر لئے گئے۔

زنگیوں کے دوسرے شر عقارہ کا محاصرہ اور بہبود زگی امیر الامر کی ہلاکت ابوالعباس اور موفق نے اب زنگیوں کے شر عقارہ کے گروہ ڈیرے ڈال دئے اس شر

کے فصیلیں بت مختارم تھیں اس کے چاروں طرف گئی اور چوڑی خندقیں پورے شرکی خفاقت کے لئے بنائی گئیں تھیں۔ موفق نے رات بھر جائے وقوع کا معاہدہ کیا اور اس رات کی صبح خنکی کی راہ سے اور ابوالعباس نے جنگی کشتوں کی مدد سے دریا کی طرف سے بنگارہ پر حملہ کر دیا لیکن زنجیوں نے اس قدر تیز پھوٹوں کی بارش کی کہ مسلمانوں کا شرکی فصیل تک پہنچنا مشکل ہو گیا۔

اب علی خارجی نے اپنے امیر الامر بہبود زنگی کو دریا کی طرف سے مسلمانوں پر حملہ کا حکم دیا ابوالعباس مقابلہ پر آیا نہیت خوزیر جنگ کے بعد بہبود کو نکست ہوئی اور یہ ایک کشتی میں بیٹھ کر بھاگ رہا تھا کہ موفق کے ایک غلام نے اس کے پیٹ میں نیزہ مار کر اس کو بھاک کر دیا۔ بہبود زنگی کے مارے جانے سے علی خارجی کی ہمت نوٹ گئی۔

چچاں ہزار زنگیوں کا حلف اطاعت

۱۵ اشعبان ۲۶۷ھ کو موفق نے بعد نماز فجر ابوالعباس کی فوج کے ساتھ ایک زبردست حملہ کیا اور زنگیوں کو مارتے کاشتہ شرپناہ کے قریب پہنچ گیا اس معركے میں زنگیوں کی تعداد تین لاکھ تھی اور ان کے مقابلے میں مسلمان صرف چچاں ہزار تھے۔ پل جو اس قلت کے موفق نے اس خوبی سے شر کو حصار میں لیا کہ زنگیوں کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ اب موفق نے اعلان کر لیا کہ جس کو اپنی جلن عزیز ہو وہ آکر ہم سے امن کا طلبگار ہو ہم اس کو امن دے کر اس کی خفاقت کریں گے اور یہ رعایت فوجی اور شری سردار اور سپاہی سب کے لئے ہے اور اس مضمون کے پرچے لکھ لکھ کر تیتوں سے باندھ کر شر کے اندر پھینکئے چنانچہ بہت سے سپاہی اور اس کے بعد سردار موفق کے پاس آ کر امان طلب کرنے لگے یہ دیکھ کر شر کے عماکدین بھی آئے شروع ہو گئے اور موفق نے سب کا بڑا احترام کیا اور خلعت و انعامات سے نوازا۔ ان نوازشات کا نتیجہ یہ ہوا کہ روزانہ سینکڑوں لوگ فوجی اور شری امان طلب کرنے آئے گئے اور رمضان کے آخر تک تقریباً چچاں ہزار زنگی فوجیوں نے عباسی علم کے سلیمانی میں حلف اطاعت اٹھایا۔

لشکر اسلام پر زنگیوں کا شب خون اور ٹکست

یہ صورت حال دیکھ کر علی بن محمد خارجی نے اپنے سردار علی بن ابیان کو حکم دیا کہ رات کی تاریخی میں دریا عبور کرو اور چار پانچ کوس کا چکر کاٹ کر علی الصبح جب موفق کا لشکر نماز نجمری میں مشغول ہو حملہ کر دو میں بھی تم سے آکر مل جاؤں گے۔

جاوس نے یہ خبر موفق تک پہنچا دی۔ موفق نے اسی وقت اپنے بیٹے ابوالعباس کو علی بن ابیان کے مقابلے کے لئے روادہ کیا۔ ابوالعباس اس رات سے میں چھپ کر بیٹھ گیا جس رات سے علی بن ابیان کو موفق پر حملہ کرنا تھا اور جیسے ہی اس کا لشکر نمودار ہوا ابوالعباس نے زبردست حملہ کر دیا۔ اس غیر متوقع حملہ سے زنگی گھبرا گئے اور راہ فرار اختیار کی عباس کے لشکر نے خوب قتل عام کیا۔ بے شمار قیدی اور مال غنیمت ہاتھ آیا۔ علی خارجی کو ابھی تک اس ٹکست کی اطلاع نہیں ملی تھی اور وہ نکلنے کی تیاری کر رہا تھا کہ اتنے میں موفق زنگیوں کے کئے ہوئے سروں کو گوپھن کے ذریعے شر میں پیشکنے لگائیا یہ دیکھ کر تو شر کے لوگوں میں ایک قیامتی میج گئی اور علی خارجی بھی کئے ہوئے سروں کی بارش کو دیکھ کر روئے لگ۔

علی خارجی کا موفق کو چینچ

علی خارجی اور ابوالعباس کی فوجوں میں کئی مرتبہ بھری لاوائی بھی ہوئی مگر ابوالعباس نے ہر مرتبہ زنگیوں کو ٹکست دی۔ اور هر موفق نے شر کا محاصرہ اور ٹک کر دیا یہاں تک کہ شر کا غالہ غمث ہونے کے قریب آگیا اور زنگیوں کے بڑے بڑے سردار اور نایا گرائی سورا فاقہ کشی اور محاصرے کی شدت سے ٹک آ کر شر سے نکلے اور موفق سے نواز کر اپنے خاص درخواست کی۔ موفق نے نہ صرف انہیں امکن دی بلکہ انعام و اکرام سے نواز کر اپنے خاص مصالح میں شامل کر لیا۔ علی خارجی نے بھی محاصرے کی خنثیوں سے ٹک آ کر اپنے دو افسروں کو حکم دیا کہ موفق کے پاس جاؤ اور اس سے کو کہ محاصرے کو طول دینے سے کوئی

فائدہ نہیں ہوا کا آدم تم کھلے میدان میں نکل کر اپنی قست کافی ملے کر لیں۔

محصورین کی فاقہ کشی انسان انسانوں کو کھلانے لگے

موفق نے اس درخواست کا کوئی جواب نہیں دیا۔ مگر اس نے سمجھ لیا کہ اگر حاصلہ پچھے دن اور جاری رکھا جائے اور رسد کے راستوں کی کمزی گمراہی رکھی جائے تو فاقہ کشی سے زنجیوں کا لٹکر خود ہی تسلیم نہیں ہو جائے گا۔

حرم ۲۹۸ھ میں زنجیوں کے ایک بہت بڑے اور ہمور پہ سلاطین جعفر بن ابراہیم المعروف بے سجن نے موفق کی خدمت میں حاضر ہو کر سرتیلیم ختم کیا۔ موفق نے اسے الٰہ دے کر خلعت فاخرہ سے نوازا۔ دوسرے دن سجن کو ایک جنگی کشتی پر سوار کر کر علی خارقی کا محل کی طرف روانہ کیا۔ سجن نے محل کے پاس جا کر ایک بڑی و پچپ اور معنی خیر تقریر کی جس میں علی خارقی کے عیوب اور خلیفہ کے محاسن بیان کیے۔ علی خارقی اور اس کے افسران اس صورت میں سے بہت رنجیدہ اور ہمیوس ہوتے۔ سجن کی تقریر کا یہ اثر ہوا کہ زنجیوں کی فوج سے پہاڑی اور افسران جو ق در جو ق موفق کے ساتھ آ کر وابستہ ہونے لگے یہاں تک کہ علی خارقی کا سکریٹری محمد بن شمعان بھی موفق سے آکر مل گیا۔

علی خارقی اس حاصلہ سے اور اپنے فوجیوں کی بے وقاری سے خاصا پریشان تھا رسد کی امد بالکل بند ہو چکی تھی۔ شر کے تمام غلے کے ذخیرہ ختم ہو چکے تھے محصورین نے پہلے تو گھوڑوں اور گدھوں کو فتح کر کے کھلایا پھر یہ ہوا کہ انسان انسان کو کھانے لگے۔

شہر پر مسلمانوں کا قبضہ اور علی خارقی کا قتل

موفق نے اس صورت حال سے فائدہ اٹھایا اور شہر پر اپنی پوری فوج سے ایک فیملہ کن حملہ کیا اور شر کے سب سے بڑے بازار پر آسٹکر مادہ پیٹک کر جلا دیا جس سے پورے شر کے اندر بھگد رہ گئی۔

آخر کار ۲۷رمذان ۱۹۰۷ھ کو موفق نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ بڑے بڑے سردار گرفتار کر

لیے گئے مگر علی خارجی چند افران کو لے کر شر سفیانی کی طرف بھاگ گیا اسلامی فوج تعاقب کرتی ہوئی اس کے سر پر پہنچ گئی اور معمولی سی جھڑپ کے بعد علی خارجی کو قتل کر کے اس کا سرنیزے پر چڑھالیا۔ موفق نے سجدہ شکر ادا کیا اور پورے بلاد اسلامیہ میں زمگی غلاموں کی واپسی اور امن دینے کا گشٹی فرمان جاری کر دیا اور اس طرح زمگیوں کا یہ خانہ سازی چودہ برس چار میئنے بر سویکار رہ کر کیم صفر ۲۷۰ھ کو اپنے انعام کو پہنچا۔

○ ○ ○

(۱۲)

”مختار بن ابو عبید ثقیٰ“

حضرت ابو عبید ابن مسعود ثقیٰ جلیل القدر اصحاب رسول میں سے تھے۔ مختار ائمہ کا مخالف بیٹا تھا گویہ اہل علم میں سے تھا مگر اس کا ظاہر یا مطن بے مغایز اور اس کے افعال و اعمال تقویٰ سے عاری تھے اس کا اندازہ اس تحریک سے ہو سکتا ہے جو اس نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے خلاف اپنے پچاکے سامنے پیش کی تھی۔

حضرت امام حسنؑ کو گرفتار کر کے امیر معلویہ کے حوالے کرنے کی ترغیب مختار کے پچاسوں بن مسعود ثقیٰ شریمن کے حاکم تھے۔ حضرت امام حسنؑ کو جب ان کے اکثر ساتھیوں نے لوٹا اور حضرت معلویہ کے مقابلے میں تھا چھوڑ کر بھاگ گئے تو مختار امام علی مقام کی بے کسی کو دیکھ کر اپنے پچاہ حاکم مدائن سے کہنے لگا کہ اے پچاہان اگر آپ کو ترقی جلا اور ریاستی اقتدار کی خواہش ہو تو میں ایک بست آسان ترکیب بتاؤں۔ جناب سعد بولے وہ کیا ترکیب ہے۔ مختار بولا کہ اس وقت حسن بن علیؑ کے پاس بست تھوڑتے مددگار ہیں آپ ان کو گرفتار کر کے معلویہ کے حوالے کر دیجئے حضرت سعدؓ نے غصہ سے کما خدا تمحض پر لعنت کرے کیا میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند پر حملہ کروں اور ان کو گرفتار کروں۔ ولہ تو قبত ہی برآؤی ہے (شیعہ حضرات کی بیی حرکتیں دیکھ کر حضرت امام حسنؑ نے مجبوراً حضرت امیر معلویہ سے مصالحت کر لی تھی)

ہر تاریخ کی کتاب میں مختار کے حالات بست تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں

ابتداء میں مختار خارجی مذهب رکھتا تھا اور اہل بیت نبوت سے سخت عناد رکھتا تھا لیکن امام حسنؑ کی شہوت کے بعد جب اس نے دیکھا کہ مسلمان کریلا کے قیامت نیز

واقعات سے نہایت رنجیدہ اور غم و خصہ میں ہیں اور اس وقت اگر ان کی حملہت اور نصرت کی جائے تو ہر طرف سے اس کو حسین کی نظروں سے دیکھا جائے گا اور ان لوگوں کی مدد سے وہ ریاستی اقتدار حاصل کر سکتا ہے۔

یہ منصوبہ بندی کر کے عمار نے الہ بیت کی محبت کا دسمبرنا شروع کیا اور یہ کہہ کر کہ میرامش قاتلان حسین سے انقہام لیتا ہے۔ آہستہ آہستہ لوگوں کو اپنے گرد اکٹھا کرنے لگا اور کچھ ہی عرصہ کے بعد اس کی تحریک کو اتنا فروغ ہوا کہ ایک بہت بڑا لشکر اس کے گرد جمع ہو گیا اور پہ در پہ اس نے سوائے بصرہ اور حجاز مقدس ان تمام ممالک پر قبضہ کر لیا جو حضرت ابن زیدؑ کے زیر تکمیل تھے۔ اس نے آرمیا کی حکومت پر عبداللہ ابن حارث موصل پر عبدالرحمن بن سعید اور معاذ پر احتجاج ابن مسعود کو حاکم ہنا کر روانہ کیا۔

شدائے کریلا کا انتقام

کوفہ اور دوسرے شہروں پر اپنی عملداری کو مختکم کرنے کے بعد عمار نے اپنے مشن کے مطابق ان لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا جو امام حسینؑ اور آپؐ کے ساتھیوں کے قتل و غارت گری میں شریک تھے چنانچہ اس نے جن لوگوں کو قتل کیا ان کے نام یہ ہیں۔

۱۔ عبد اللہ ابن زیاد ۷۔ زید بن رقاد

۲۔ عمر ابن سعد ۸۔ عمرو ابن حجاج زیدی

۳۔ شعبان بن ذی الجوش ۹۔ عبد الرحمن بخلی

۴۔ سالم ابن نسیبی ۱۰۔ خولی ابن زید

۵۔ حکیم ابن طفیل طلائی ۱۱۔ حسین ابن میر

۶۔ عمرو بن منقد ۱۲۔ عثمان بن خلد بمنی

۷۔ عمرو ابن سعید

یہ تمام لوگ حضرت امام حسینؑ، حضرت مسلم بن عقل اور حسینی لشکر کے قتل میں برہ راست شریک تھے ہر ایک کے قتل کے تفصیل واقعات تاریخ کی کتابوں میں لکھے ہوئے

ہیں مگر ہمارا چونکہ یہ موضوع نہیں اس لئے ہم نے بہت ہی اختصار کے ساتھ ان واقعات کا خلاصہ بیان کر دیا ہے اب ہم اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں۔

ختار کا دعویٰ نبوت و وحی

جیسے ہم نے ابتداء میں لکھا ہے کہ پہلے ختار کو اہل بیت نبوت سے کوئی محبت اور ہدروی نہیں تھی بلکہ خابی مذہب رکھنے کے باعث یہ شخص اہل بیت سے بغض و عناد رکھتا تھا لیکن اس کے بعد اپنے آپ کو شیعہ علی اور محب اہل بیت ظاہر کر کے قاتلان شہید ائمہ کے انتقام کی آڑ میں اپنے اقتدار اور ریاست کی راہ ہموار کی۔

چنانچہ ایک مرتبہ کسی نے اس سے کہا کہ اے ابو اسحاق تم کس طرح اہل بیت کی محبت کا دام بھرنے لگے تمیں تو ان مقدس لوگوں سے دور کا واسطہ بھی نہیں تھا تو ختار بولا جب میں نے دیکھا کہ مروان نے شام پر تسلط جمالیا ہے۔ عبداللہ ابن زید نے کہ ملکہ میں حکومت قائم کر لی ہے۔ ملکہ پر بندہ قابض ہو گیا ہے اور خراسان ابن حازم نے دبایا ہے تو میں بھی کسی عرب سے پیٹا نہیں تھا کہ چپ چاپ بیخار رہتا میں نے جدوجہد کی اور پھر میں بھی ان کا ہم پلیا ہو گیا۔

دعوائے نبوت کی بناء

جس زمانے میں ختار نے قاتلین امام حسینؑ کو تس نس کرنے اور ان کی ہلاکت اور قتل کا بازار گرم کر رکھا تھا اور ہر طرف اس بات پر خوشیاں مثالی جاری تھیں اور ختار کو بڑی عزت کی نظروں سے دیکھا جا رہا تھا کہ اس نے دشمنان اہل بیت اور قاتلان شہدائے کربلا کے گلے کاث کر محبلن اہل بیت کے زخمی دلوں پر تکین کا مرہم رکھا ہے اور اس بناء پر ہر طرف سے اس کو داد و تحسین مل رہی تھی اسی دوران میں بیرون ایں سماں اور غالی شیعین علی ملک کے اطراف سے سست کر کوفہ آئے گئے اور ختار کی حاشیہ نشینی اور قربت حاصل کر کے تعلق اور چالپوسی کے انبار باندھنے شروع کر دیئے۔ بات بات میں مدح و

ستائش کے پھول بر سلئے جاتے اور عمار کو آسمانِ عظمت پر چڑھا لیا جاتا۔ بعض خوشیدہ پندوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ اتنا بڑا کارِ عظیم و خطیر جو اعلیٰ حضرت عمار کی ذاتِ قدی صفات سے ظہور میں آیا ہے۔ نبی یا وحی کے بغیر کسی بشر سے ممکن نہیں۔ اس تعلق شعراً کا لازمی نتیجہ جو ہو سکتا تھا وہی ہوا۔ عمار کے دل و دلاغ میں اہانت و پندرہ اور اپنی عظمت و بزرگی کے جرا شہم پیدا ہونے لگے جو دن بدن بڑھتے گئے اور آخر کار اس نے بسط جرات پر قدم رکھ کر نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

خطوط میں عمار نے رسول اللہؐ کھتنا شروع کر دیا، جبریل میرے پاس آتے

ہیں

دعویٰ نبوت کے بعد اپنے تمام مکاتیب اور خطوط پر عمار نے اپنے ہم کے آگے رسول اللہؐ بھی کھتنا شروع کر دیا وہ یہ بھی کہتا تھا کہ جبریل امین ہر وقت میرے پاس آتے ہیں اور یہ کہ خدا نے برتر کی ذات نے میرے جسم میں حلول کیا ہے۔
بھروسہ کے ایک رئیس مالک ابن سمع کو عمار نے خط میں لکھا
”تم میری دعوت تحل کرو لور میرے طبقہ الماعات میں آجائو دنیا
میں جو کچھ تم چاہو گے دوا جائے گا اور آخرت میں تمار ملے جنت کی
فلکت دیتا ہوں“

مار نے اسی طرح اخنت بن قیس کو خط میں لکھا

”منی مضر لور منی ربیعہ کا برآ ہو۔ اخنت اپنی قوم کو اس طرح
وہ نہ میں لے جا رہا ہے کہ وہاں سے واپسی بھی ممکن نہیں۔ ہل تقدیر
کو میں بدل نہیں سکد مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم مجھے کذاب کرتے ہو۔
مجھ سے پہلے انجیاء لور رسولوں کو بھی اسی طرح جھٹلایا گیا تھا اس لئے اگر
مجھے کلب سمجھا گیا تو کیا ہوا؟“

ایک مرتبہ کسی نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کہا کہ عمار کہتا ہے کہ مجھ پر وحی

آتی ہے۔ انسوں نے فرمایا جس کہتا ہے ابھی وحی کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی اس آئیت میں دی ہے:

”وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيَوْحُونُ إِلَيْكُمْ“

شیاطین اپنے مدگاروں پر وحی نازل کیا کرتے ہیں۔“

جموٹے بوت کے دعویدار لصہر اللہ کی اور نبی امداد کی دولت سے بیشہ محروم رہتے ہیں اس لئے ان کو اپنی جودت طبع اور حیلہ سازیوں سے کام لے کر نقل کو اصل کی طرح ظاہر کرنا پڑتا ہے۔ عمار بھی اسی اصول کے تحت اپنی من گھڑت وحی۔ مہجرات اور مہشکوئیوں کو سچا ثابت کرنے کے لئے عجیب و غریب چلاکیں کیا کرتا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ بـالـبـاـچـوـڑـاعـبـیـ الـامـ تـالـیـفـ کـیـاـ جـسـ کـےـ آخرـیـ الفـاظـ یـہـ تـھـ

”رَبُّ السَّمَاوَاتِ لَيَنْزَلُنَّ نَارَ مِنَ السَّمَاءِ فَلَيُحْرِقُنَّ

دَلَالَاتَ السَّمَاءِ“

”آسمان کے رب کی حتم ضرور آسمان سے آگ نازل ہو گی اور اسماء کا
گھر جلا دے گی“

دوسرے کا گھر جلوا کر ہشنگوئی پوری کر لی

جب اسماء بن خارجہ کو عمار کے اس الہام کی خبر ہوئی تو وہ اپنا تمام مل و اسباب نکل کر وہاں سے دوسری جگہ خلخلہ ہو گیا۔ لوگوں نے نقل مکلفی کی وجہ دریافت کی تو اس نے کماکر عمار نے ایک الہام اپنے دل سے گمراہ ہے اس میں میرا گھر چلنے کی ہشنگوئی کی ہے اب وہ اپنے خود ساختہ الہام کو سچا ثابت کرنے کے لئے میرا مکان ضروری جلوادے مگر چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ رات کی تاریکی میں اپنے ایک کارندے کو بھیج کر اسماء کے گھر میں آگ لگوادی اور اپنے حلقد مریدین میں شجاعی مارنے لگا کہ دیکھا کس طرح میرے الہام کے مطابق آسمان سے آگ نازل ہوئی اور اسماء کا گھر جلا دیا۔

فرشتوں کی مدد کا ذہنگ

حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مسجد یہ بھی تھا کہ بدرو حسین کی لڑائیوں میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے آپ کی مدد فرمائی جن کو لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا قرآن پاک میں حق تعالیٰ نے اس کا ذکر بھی کیا ہے۔ ایک دفعہ عمار نے بھی بڑی چالاکی اور ہنرمندی سے ایسا ہی شعبدہ اپنے فوجیوں کو مکھیا۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب عمار نے ابراہیم بن اشترا کو این زیاد سے لڑنے کے لئے فوج دے کر موصل روانہ کیا تو رخصت کرتے وقت لٹکر کو مختلط کر کے کہنے لگا ”خدائے قدوس نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میں کبوتروں کی

شل میں اپنے فرشتے بیچ کر تمارے لٹکر کی مدد کروں گے۔“

جب لٹکر روانہ ہو گیا تو اس نے اپنے خاص مقرب رازدار غلاموں کو بہت سے کبوتروں کے حکم دیا کہ تم لوگ لٹکر کے پیچے لگ جاؤ اور جب لڑائی شروع ہو جائے تو کبوتروں کو پیچے سے لٹکر کے اوپر اڑاں یا چنانچہ غلاموں نے ایسا ہی کیا۔ فوج میں ایک دم شور پی گیا کہ حضرت الہی فرشتوں کے ساتھ کبوتروں کی شل میں آپنی ہے۔ یہ دیکھ کر عمار کے لٹکر کے حصے پر بیٹھ گئے اور انہوں نے اپنی فتح کا یقین کر کے اس بے جگری سے دشمن پر حملہ کیا کہ اس کے پاؤں اکٹھ گئے۔

ایک خارجی فرشتوں کا عینی گولہ بن کر قتل ہونے سے نجیگیا

جس طرح عمار نے اپنی فوج کو کبوتروں کا درود حکم دیا اسی طرح ایک خارجی قیدی عمار کو چکدے کر قتل سے نجیگیا۔ واقعہ یہ ہوا کہ اس واقعہ کے بعد عمار کی خارجیوں سے مدد گیر ہو گئی جس میں عمار کو فتح ہوئی اور بہت سے لوگ قیدی ہنالیے گئے ان میں ایک شخص سرائق بن مواس بھی تھا اس شخص کو یقین تھا کہ عمار اس کو قتل کر دے گا چنانچہ اس نے ایک ترکیب سوچی اور جیسے ہی پھرے وار اس کو عمار کے سامنے پیش کرنے لگے تو وہ ان کو مختلط کر کے کہنے لگا سنو نہ تو تم لوگوں نے ہمیں لفکست دی اور نہ قید کیا۔

گفت اور قید کرنے والے دراصل وہ فرشتے تھے جو الجل مکونوں پر سوار ہو کر تمہاری
حیثیت میں ہم سے لورہے تھے۔ یہ بات سن کر عمار کی تواجیں کل گئیں اور فرم مسٹر
سے جو موں انہل فوراً حکم دیا کہ سراقد کو رہا کر کے انعام و اکرام سے نواز جائے اور پھر سراقد
سے کما کہ تم مجبور چڑھ کر تمہارے لکھر کے سامنے اپنا مشتبہہ اور فرشتوں کے نزول کی کیفیت
بیان کو چنانچہ اس مخصوص نے جان پھلانے کے لئے ایسا ہی کیا بعد میں یہ مخصوص بھروسہ جا رہا
حضرت مصطفیٰ بن نبی کے لکھر میں شامل ہو کر عمار کے خلاف نہیں آنا ہوا۔

عمار کا ایک لور شعبدہ۔ تبوّت سینہ

میں اسرائیل میں ایک صندوق چلا آتا تھا جسے تبوّت سینہ کہتے تھے اس تبوّت کا
ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کے دوسرے پارے کے آخر میں بیان کیا ہے اس صندوق میں
بعض انبیاء صلیٰ کے تبرکات محفوظ تھے۔ جب کبھی میں اسرائیل کو کسی دشمن کا مقابلہ
دروہیں ہوتا تو اس صندوق کو اپنے لکھر کے ساتھ لے جاتے تھے اس کی برکت سے
کامیابی حاصل فرماتا تھا۔

عمار نے بھی تبوّت سینہ کی حیثیت سے ایک کری اپنے پاس رکھی تھی جسے وہ
لوائی کے موقع پر لکھر کے ساتھ بھیجا کرتا تھا۔ اس کے فوجوں کو یہ تین قوافک یہ حضرت
علیٰ کی کری ہے اور اس کی برکت سے دشمن مظلوب ہو جاتا ہے۔

اب اس کری کا قصہ سن لیجئے۔ امیر المؤمنین حضرت علیٰ علیٰ ہمیں کامیاب حضرت
ام ہلیٰ تھا جو صلحیات میں داخل ہیں ان کے پوتے قطیل بن جعفر بن عاصہ کا ہاں ہے کہ
ایک مرجبہ گروش روزگار سے میں اسی مظلومی میں چلا ہوا کہ کسی نبیر سے بھی کوئی
صورت کشیدگی اور فراغی کی نہ میں اسکی آخر صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا اور میں مالم
اضطرار میں اس بہت پر غور کرنے لگا کہ کوئی حلہ ہا کر کسی مددار سے رقم انتہی جائے
اس لوگوں میں تھا کہ مجھے میرے ہمیلیہ تھی کے ہمیل ایک بست پرانی وضع کی کری
وکھلائی دی میں نے میں خیال کر کے اسی کری سے کچھ شعبدہ دکھلایا جائے۔ چنانچہ وہ

کری میں نے اس تملی سے خوبی لور عقد کے پاس جا کر کما کر ایک راز میرے دل میں پنسل تھا جس کو میں کسی پر غایہ نہیں کرنا چاہتا تھا مگر اب میں نے یہی مناسب خیال کیا کہ آپ کے رو بدو بیان کر دوں مختار نے کمابی ضرور اور فوراً بیان کرو میں نے کما کر حضرت علی مرتفعہ کی ایک کری ہمارے گھر لئے میں بلور تبرک ملی آئی ہے اور اس کری میں ایک خاص تصرف لور اثر ہے مختار نے کما بھکن اللہ تم نے آج تک اس کا ڈاکرہ بھی نہیں کیا۔ اب جاؤ لور فوراً میرے پاس لے کر آؤ۔ میں نے گھر جا کر اس کری کا معاکرہ کیا اس کا جا ہوا تخلیٰ کمرچ کر اتارا لور خوب گرم پلنی سے دھو کر صاف کیا تو وہ بت خوبصورت دکھلی دینے لگی۔ کیونکہ اس نے روشن نہیں خوب بیا تھا اس نے چھدار بھی ہو گئی۔

میں اس کری کو صاف کپڑے سے ڈھانپ کر مختار کے رو بدو لایا۔ عقد نے مجھے اس کے موضع پارہ ہزار درہم انعام دیے۔ جس سے میرے سارے ولد و دور ہو گئے لور مجھے خوشیں کر دیا۔

ظہل بن جده مزد کتے ہیں کہ مختار اس "نعت فیر ترقہ" ملنے پر پھولے نہیں ہاتا تھا اس نے اعلان کر لایا کہ سب لوگ جامع مسجد میں جمع ہو جائیں جب سب لوگ جمع ہو گئے تو اس نے سب لوگوں کے سامنے ایک خطہ دوا لور کما کر لوگوں سبقہ ایتوں میں کوئی بہت ایسی نہیں ہوئی جس کا نمونہ لور مثل اس امت محمدیہ میں موجود نہ ہو۔ نبی اسرا نسل کے پاس ایک تبوث تھا جس میں آل موسیٰ لور آل ہادون کے تبرکات محفوظ تھے اسی طرح ہمارے پاس بھی ہمارے بزرگوں کا ایک تجھند موجود ہے۔ یہ کہ کر مختار نے کری سے کپڑا ہٹلایا لور اشارة کر کے کما کر یہ لعل بیت کے تبرکات میں سے ہے۔ کری کو سب کے سامنے لیا گیا۔ سیائی فرقے کے لوگ جوش سوت میں کھڑے ہو کر نہو محیر بلند کرنے

کری کی عظمت کا فلوج دکتر تک پہنچ گیا

جب مختار نے اس نیلوں کے مقابلے میں ابراہیم بن اشتر کو روشنہ کیا تو شیخن علی نے

اس کری پر دیباچہ حریق پیٹ کر اس کا جلوس نکلا۔ سات آدمی و اتنی طرف اور سات بائیں
لجانب اس کو تھامے ہوئے تھے اور تبوتوں سینہ کی طرح یہ کری لٹکر کے ساتھ بیجھی گئی۔
قدامے الہی سے اس لواحی میں لہن زیادہ کو ایسی زبردست غلکست ہوئی کہ اس سے
پہلے کبھی نہیں ہوتی تھی۔ یہ دیکھ کر شیعہ حضرات اس ”تبوتوں سینہ“ کے حصول پر حد
سے گزری ہوئی خوشیں اور بخوبیہ حرکتوں کا انعام کرنے لگے اور ان کی نظر میں اس کری
کی غلکست و تندس کا نکلت کی ہر جز سے بیجا ہوا تھا۔

ظفیل کہتے ہیں کہ یہ افسوناک صورت حل دیکھ کر مجھے اپنی حرکت پر سخت ندامت
ہوئے گئی کہ میری تلاٹتی سے عقیدے کا اتنا بڑا فتنہ پیدا ہو گیا۔
مورخین نے لکھا ہے کہ مختاری نے شیعوں میں رسم تعزیہ داری جاری کی تھی
جس سے یہ یقین ہوتا ہے کہ یہی کری تعزیہ داری اور تبوتوں سازی کی اصل تھی۔

مختار کا الہامی کلام جو اس نے قرآن کے مقابل پیش کیا

مختار اپنے خود ساختہ الہام کو بڑی سمجھ اور متفقی عبارت میں لکھتا رہا ہے مل تک کہ
ایک پورا رسالہ تیار کر لیا پھر لوگوں کے سامنے اس کو پیش کیا۔ اور قرآن پاک کا مقابل
ٹھہر لیا۔ علامہ عبدالقادر گرجی کی کتاب ”الفرق بین الفرق“ میں اس عبارت کو لفظ کیا گیا ہے۔

مختار کا نوال

کوفہ کا ایک بہادر شخص ابراہیم بن اشتراوس کا دوست راست تھا۔ مختار کو جس قدر
ترقی اور عروج نصیب ہوا جو سب ابراہیم بن اشتراکی شجاعت اور حسن تدبیر کا رہیں منت
تھا۔ ابراہیم جس طرف گیا شجاعت و اقبال مندی کے پھرنسے اڑاٹا گیا اور جس میدان
بجگ میں گیا کامیابی و کامرانی نے اس کے قدم چوٹے۔ ابراہیم ہر میدا نہیں مختار کے
وشنوں سے لا تارہ بہل تک کہ اس کے اقبل کو اوج ٹریا تک لے گیا۔

لیکن جب مصعب ابن زید ولی ہمروں نے کوفہ پر حملہ کیا جس میں عمار کے لشکر کو
زیست اعلیٰ پڑی تو اس موقع پر ابراہیم نے عمار کا ساتھ نہیں دیا بلکہ موصل شر
میں الگ بیٹھ کر عمار کی ذلت و برپادی کا تمثیل رکھتا رہا اور یہی وقت قیامیت سے عمار کا
کوب اقبال روپہ زوال ہوا شروع ہوا۔

عمار کے دعوائے نبوت نے ابراہیم کو بیزار کر دیا

اور مورخین مثلاً ابن جریر طبری اور کامل ابن اشیو وغیرہ نے اس راستے پر وہ نہیں
اعلیٰ کہ ابراہیم جیسا فتنہ عمار سے کیوں بیزار ہوا اور مصعب ابن زید کے خلاف کیوں اس
کا ساتھ نہیں دیا۔ لیکن علامہ عبد القادر بغدادی نے حقیقت حل کر چرے کو بے نقاب کیا
ہے وہ اپنی کتب ”الفرق بین الفرق“ میں لکھتے ہیں کہ:

”جب ابراہیم کو اس بلت کا علم ہوا کہ عمار نے علی الاعلان نبوت
کا دعویٰ کیا ہے تو وہ نہ صرف اس سے الگ ہو گیا بلکہ اپنی خود عماری کا
اعلان کر کے بلا جزیرہ پر قبضہ بھی جمالیا۔“

صعب ابن زید کا کوفہ پر حملہ۔ محاصرہ اور عمار کا قتل

ابراہیم بن اشتربی رفاقت سے محروم ہونے کے بعد عمار کی قوت مدافعت بنت کم ہو
گئی اس بلت سے مصعب بن زید نے قائد اعلیٰ اور کوفہ پر حملہ کی غرض سے ہمروں سے
کچھ کیلہ عمار میں ہزار کا لشکر لے کر مصعب کے لشکر پر نٹ پڑا۔ حورا کے مقام پر سخت
گھسن کارن پڑا۔ مصعب ابن زید نے کلیں تھانیں برواشت کرنے کے بعد آخر کار عمار کو
لکھتے دی اور عمار بھاگ کر قصر مارات میں محصور ہو گیا میں ہزار کے لشکر میں سے اب
مار کے پاس صرف آٹھ ہزار کی تعداد تھی جو سب قصر مارات میں اس کے ساتھ محصور
تھے۔

صعب ابن زید نے چار میں تک قصر مارات کا محاصرہ کیا اور غلہ پانی اور دوسری

ضوریات زندگی کی ارسد تکلیف لکھ دی۔ جب ماموں کی تجتی تکلیف برداشت ہو گئی تو عمار
نے اپنے لفڑ کو اپنے کر لونے کی ترغیب دی۔ مگر صرف العمار آدمیوں کے سوا کوئی بار
تلکنے پر عمار نہیں ہوا۔
آخر کار عمار اپنے العمار آدمیوں کے ساتھ تمہارا ہے تکلیف کر سب کے لفڑ
پر حملہ آور ہوا اور تمہارے ہی دری میں مدد اپنے العمار ساتھیوں کے ہلاک ہو گیا۔ یہ واقعہ
رمضان ۱۷۴۰ کو قائم آیا۔

(۱۳)

”حمدان بن اشعت قرمی“

کوفہ کا پہنچہ مقام کیوں نہیں پر سوار ہوا کرتا تھا اس لئے اس کو کریمہ دیکھتے تھے جس کا عرب قرمط ہے۔ شروع میں نہدوں تقویٰ کی طرف مائل تھا مگر ایک ہاتھی کے چیز چڑھ کر سعادت ایمان سے محروم ہو گیا اور الحدا و زندقہ کے سرغندہ اور ہاتھی فرقہ کے مندوں کی حیثیت سے کام کرنے لگا اور اس کے ملنے والے اسی نسبت سے قرمی یا قرامد کہلاتے ہیں۔

اس فرقے نے دین اسلام کے مقابلے میں ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی جو سراسر الحدا و زندقہ ہے۔

حمدان نے نیازِ ہب ایجاد کیا

اس نے سب سے پہلے اپنے ملنے والوں پر بچاں نمازیں فرض کیں جب لوگوں نے فکر کی کہ نمازوں کی کثرت نے ہمیں دنیا کے کاروبار اور کسب معاش سے روک دیا ہے تو بولا کہ اچھائیں اس کے متعلق اللہ تعالیٰ سے رجوع کروں گا اور چند روز کے بعد لوگوں کو ایک نوشتہ دکھلنے لگا جس میں حمدان کو خالب کر کے لکھا کر تم عی مسح ہو تم عی مسی ہو تم عی کلہ ہو تم عی مبدی ہو لور تم عی جبریل ہو۔ اس کے بعد کھنے لگا جناب سعی ابن حمیم صبرے پاس انسان کی محل میں آئے لور مجھ سے فرمایا تم عی داعی ہو تم عی مجده ہو تم عی مفت ہو تم عی داہی ہو تم عی روح القدس اور تم عی سیدن بن ذکریا ہو اور عیسیٰ علیہ السلام یہ بھی فرمائے ہیں کہ اب نماز صرف چار رکھیں ہیں دور رکعت قبل از غروب اور دو رکعت قبل از غروب لور اذان اس طرح دی جائے گی اللہ اکبر چار مرتبہ پھر دو مرتبہ اشہد لاللہ لا الہ الا اللہ پھر ایک مرتبہ یہ گلکت کہیں اشہد لاللہ آدم رسول اللہ۔ اشہد لاللہ

لوطا رسول لله۔ اشہدان ابراہیم رسول لله۔ اشہدان موسیٰ رسول لله۔ اشہدان عیسیٰ رسول لله۔ اشہدان محمد رسول رسول لله۔ اشہدان احمد بن محمد بن حنفیہ رسول لله۔ روزے صرف وہ فرض ہیں ایک مہرجان کا اور وہ سر انوروز کا۔ شراب حلال کر دی اور حسل جنتب کو بر طرف کر دیا گیل۔ تمام درندوں اور پنجے والے جانور حلال کر دیئے اور قبلہ بجائے کعبہ کے بیت المقدس قرار دیا۔

نماز پڑھنے کا نیا طریقہ

جس طرح ہمارے یہیں تدوین کے جو موئی نبی نے قرآن کی آیات اور اس کے بعض حسنون کا سرقة کر کے اپنا کلام دی ہے (دیکھیے کتب "حقیقت الوجی" مولفہ مرزا تدوینی) اسی طرح ہمان نے بھی آیات قرآنی اور احادیث نبوی کے الفاظ میں قطع بردید کر کے ایک سورت تیار کی تھی اور حکم دیا تھا کہ تکمیر تحریکہ کے بعد وہ عبارت پڑھیں جو اس کے زعم میں احمد بن محمد بن حنفیہ پر نازل ہوئی تھیں بعد میں وہ سورت جو اس نے تیار کی تھی (طوالات کے خوف سے ہم نے اس سورت کو نقل نہیں کیا ہے) پھر رکوع میں یہ تبعیج پڑھیں "سبحان ربِ العزة و تعالیٰ عَمَ الصَّفَوْنَ پھر سجدے میں جا کر کہیں اللَّهُ اَعْلَى اللَّهُ اَعْظَمْ"

اس کے مذہب کا ایک اصول یہ تھا کہ جو شخص قرآنی مذہب کا مخالف ہو اس کا قتل کرنا واجب ہے اور جو شخص مخالف ہو مگر مقابلے پر نہ آئے اس سے جزیہ لیا جائے۔ اسلام پر ابتدائی صدیوں میں جو جو آئیں نازل ہوئیں اور جن جن فتوؤں کا سامنا کرنا پڑا اس میں یہ ایک قند قرآنی کا بھی تھا۔ ابو طاہر قرآنی بیکی بن زکریا اور علی بن فضل یعنی جحسنون نے عرصہ دراز تک عالم اسلام کے خلاف بچل چلے رکھی اور لاکھوں مسلمان بے گناہوں کا خون بھلایا اس مذہب قرآنی کے چیلے چلنے اور ماننے والے تھے۔ ان لئے کوئی کوت یہیں نہیں تھے۔ آخر میں تو یہ مصر کے سلاطین نبی عبید کی گرفت سے بھی آزادوں کا ہم من کر کلپ جلتے تھے۔ آخر میں تو یہ مصر کے سلاطین نبی عبید کی گرفت سے بھی آزادوں کا

ہو گئے تھے اور خراسان سے لے کر شہنشاہ ہر شہر کے باشندے ان کے ٹلم و تم سے
چیخ اٹھے تھے۔ یہ لوگ اس قدر بامن ملحد اور زندگی تھے کہ کعبہ شریف کو ڈھانے پر بھی
آکھو ہو گئے تھے اور ابو طاہر قرمی مجراسود کو اکھاڑ کر اپنے شر عالم لے گیا تھا۔ تاریخ کی
ستہ برس میں جزوی تفصیل سے ان واقعات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

حمدان کی گرفتاری، ایک کنیز کے ذریعہ فرار، لوگ اس فرار کو حمدان کا مجنزہ بھجئے

جب نہیں حاکم کوفہ کو معلوم ہوا کہ حمدان نے دین اسلام کے مقابلے میں ایک نیا
دین جاری کیا ہے اور شریعت محمدیہ میں ترمیم و تغیرت کر رہا ہے تو اس نے اس کو گرفتار کر
لیا اور اس خیال سے کہ کوئی حلیہ کر کے یہ بھاگ نہ جائے قید خانے کے بجائے اپنے ہی
پاس قصر امارت کی ایک کوٹھری میں بند کر کے قتل کر دوا اور کنجی قتل کی اپنے تکلیف کے نیچے
رکھ دی اور تم کھلائی کہ اس کو قتل کیے بغیر نہیں چھوڑوں گے۔
نہیں کے گھر کی ایک کنیز بڑی رحمہل تھی جب اس کو معلوم ہوا کہ یہ شخص قتل کیا
جانے والا ہے تو اس کا دل بھر آیا اور رفت طاری ہو گئی جب نہیں سو گیا تو اس کنیز نے کنجی
اس کے تکلیف کے نیچے سے نکلا اور حمدان کو آزاد کر کے پھر اسی جگہ رکھ دی صبح جب نہیں
نے اس غرض سے دروازہ کھولا کہ حمدان کو موت کی نیند سلا دیا جائے تو یہ دیکھ کر وہ بڑا
حیران ہوا کہ حمدان غائب ہے۔

جب یہ خبر کوفہ میں مشور ہوئی تو خوش عقیدہ لوگ فتنہ میں پڑ گئے اور یہ پروپیگنڈا
شروع کر دیا کہ خداۓ قدوس نے حمدان کو آسمانوں پر اٹھایا۔ اس کے بعد لوگوں میں
حمدان آیا تو اس سے پوچھا گیا کہ آپ حاکم کوفہ کے مقابلے قید خانے سے کس طرح نکلے۔
حمدان بڑے ناز و غدر سے کہنے لگا کہ کوئی میری ایزار سلنی میں کامیاب نہیں ہو سکتا یہ سن
کر لوگوں کی عقیدت اور بڑھ گئی۔

حمدان کس طرح مرد۔ تاریخ اس باب میں خاموش ہے
حمدان کو اب ہر وقت یہ خطرہ رہتا تھا کہ دوبارہ نہ گرفتار کر لیا جائے اس لئے ملک شام
کی طرف بھاگ گیا کہتے ہیں کہ اس نے علی بن محمد خارجی کے پاس جا کر کما تھا کہ میں ایک
ذہب کا پلنی اور نہیت صائب الرائے ہوں ایک لاکھ سپاہی اپنے لشکر میں رکھتا ہوں آؤ ہم
اور تم مناگرو کر کے کسی ایک ذہب پر حقن ہو جائیں مگر بوقت ضرورت ایک دوسرے
کے مددگار بن سکتے۔ علی خارجی نے اس رائے کو پسند کیا اور بہت دریں تک ذہبی مسائل پر
حکم گھوٹی رہی تین آپس میں حقن نہ ہو سکے۔ اس کے بعد حمدان والیں آکر گوشہ نشین
ہو گیا آگے کا حل کچھ معلوم نہ ہو سکا تاہم اس کے چیلوں نے عالم اسلام کو بہت نقصان
پہنچلا ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کو عین حج کے نتائے میں خلثہ کعبہ کے اندر قتل کیا۔
محبر اس وہ اکھاڑ کر لے گئے اور دس برس تک لوگ ان کے خوف سے حج ادا نہ کر سکتے



(۱۳)

”علی بن فضل یمنی“

یمن کے علاقے صنعا کے مظلقات سے ایک شخص علی بن فضل جو ابتداء میں اس اعمالی فرقے سے قا اس دھوے کے ساتھ فاہر ہوا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔ بت عرصے تک اپنی جمیلی نبوت کی دعوت دینے کے بعد بھی جب کسی نے اس کی تصدیق نہیں کی تو اس نے سوچا کہ کسی جیلے یا شعبدے کے ذریعے لوگوں کو اپنا عقیدت مند ہاتا چاہئے چنانچہ بت غور و فکر کے بعد اس نے ایک سفوف تیار کیا اور ایک مرتبہ رات کو ایک بلند مقام پر چڑھ کیا اور نیچے کوئلے جمع کر کے دھکا دیئے اور پر سے اس نے اپنا ہٹلا ہوا ایک سیالی سفوف ڈال دیا۔

علی کا شعبدہ

اہمک آگ سے ایک سرخ رنگ کا دھواں اشتنے لگا جو دیکھتے ہی دیکھتے آس پاس کی ساری فضا پر چھا گیا اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ ساری فضا آگ سے بھری ہوئی ہے پھر اس نے کوئی ایسا عمل کیا یا منتظر ہوا کہ دھویں میں بے شمار ناری حقیق دکھلائی دینے لگی۔ یہ حقوق گھوٹوں پر سوار تھی اور ان کے ہاتھوں میں آگ کے نیزے تھے اور یوں لگ رہا تھا میسے یہ آہس میں جنگ کر رہے ہیں۔ یہ دھستاک مظہر دیکھ کر لوگ خوفزدہ ہو گئے اور ان پر یہ وہم سوار ہو گیا کہ انہوں نے ایک اللہ کے نبی کی دعوت کو مکرا رہا تھا اس لئے خدا کی طرف سے نزول عذاب کا مستخر دکھا کر ہمیں ڈرایا گیا ہے۔ اس خیال کے تحت ہزار ہاتھت شعار تھی و ستک قسم نے اپنی ملکے اہلکن اس شعبدہ باز جھوٹے نبی کے پروکر دی۔ عالم امت نے بت سمجھا کہ اس شعبدہ باز کی ہاتوں میں نہ آؤ یہ کوئی نبی قتلی نہیں ہے بلکہ ایک مخد اور زندگی ہے جو تمہاری دولت اہلکن پر ڈاکہ مار رہا ہے مگر ان پر اس عیار کا جلو چل چکا تھا۔ بھروسے سے لوگوں کے جن کو اللہ پاک نے ہر قول و عمل کو پر کھنے کے

لئے شریعت مطہرہ کی کسوٹی اور دین کی سمجھے عطا فرمائی ہے کوئی شخص راہ راست پر نہ آیا۔
علی بن فضل کی جب مجلس عتیقی تھی تو ایک عقیدت مند پکار کر کھاتا تھا کہ اشہدان
علی بن فضل رسول اللہ لیکن معلوم ہوتا تھا کہ دعویٰ نبوت کے ساتھ اسے کسی حد
تاک خدا کی کابھی وعویٰ تھا چنانچہ جب اپنے کسی اندر میں عقیدت مند کے ہم کوئی تحریر بھیجا
تو یوں لکھتا ہے

من باسط الارض و داحيها و قزلزل الجبال و قرسها

علی ابن الفضل الی عمهہ فلان ابن فلان

ترجمہ : یہ تحریر نہیں کے پھیلانے اور ہٹانے والے اور پھاڑوں
کے ہلانے اور ٹھرانے والے علی من فضل کی جانب سے اس کے
بندے فلاں بن فلاں کے ہم ہے۔

اس نے بھی اپنے مذہب میں تمام حرام چیزوں کو حلال کر دیا تھا حتیٰ کہ شراب اور
سکی بیشیوں سے عقد نکاح بھی جائز قرار دے دیا گیا تھا۔ جب نوبت یہاں تک پہنچی تو بعض
شرفکے بغدا و فیرت ملی اور ہموس اسلامی سے مجبور ہو کر اس کی ہلاکت کے درپے ہوئے
اور ۳۵۴ھ میں اس کو زہروے کر ہلاک کر دیا گیا۔

علی بن فضل کا فتنہ ارتداونیس سلسلہ تک جاہری رہا لیکن تجھ بھے کہ صنعا کے
حکام نے انہیں سلسلہ تک اس سے کیوں تعریض نہیں کیا اور لوگوں کی متلاع ایمان پر ڈالکہ
ڈالنے کی اس کو کیوں کھلی چھوٹ دی گئی۔ مرزا غلام احمد قدویانی کذاب تو انگریزوں کی
عملداری میں تھا بلکہ ان کی حملہت میں تھا اس نے اس کو اپنی جھوٹی رسالت کی تشریف
تبیغ میں کوئی رکلوٹ پیش نہیں آئی۔ لیکن بڑی حیرت کی ہات ہے کہ کوئی شخص اسلامی
لئے مملکت میں رہ کر شریعت مطہرہ کیں رخنے اندازیاں کرتے رہے اور اپنی خود ساختہ نبوت کی
دعوت دیتا رہے اور خدا کی حقوق کو اس کے شرے نہ پھیلا جائے علی بن فضل نے چیزیں
ہی نبوت کا دعویٰ کیا تھا صنعا کے حکام کا فرض تھا کہ فوراً اس کا نوش لیتے اور اس کی رگ
جل لکھ دیتے۔

(۱۵)

○ ○ ○

”حَمَيْمٌ بْنُ مَنْ لَهْدٍ“

اس شخص نے ۳۲ھ میں سرمن ریف واقع ملک مغرب میں نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنی فریب کاریوں کا جل پھیلا کر ہزاروں بھولے بھالے بربری عوام کو اپنا معتقد ہالیا۔

حَمَيْمٌ كَيْ نَئِ شَرِيعَتٍ

شریعت حمیم مطہر کے مقابلے میں وہ مرد تھے اپنی ایک خانہ ساز شریعت کمزی تھی اس کی خاص خاصیات یہ تھیں۔

(۱) صرف دو نمازیں پڑھنے کا حکم دیا ایک طبع آنتاب کے وقت اور دوسری غروب کے وقت۔

(۲) رمضان کے روزوں کی جگہ۔ رمضان کے آخری عشرہ کے تین شوال کے دو اور ہر بھدھ اور جمعرات کو دوپر بارہ بجے تک کارونہ تھیں تحد

حج کو ساقط کر دیا۔

(۳) زکوٰۃ کو ختم کر دیا۔

(۴) نماز سے پہلے وضو کی شرط کو ختم کر دیا۔

(۵) خنزیر کو طلاق کر دیا۔

(۶) تمام طلاق جائزوں کے سراور ابھرے کھانا حرام قرار پائے چنانچہ اس علاقے کے بربر قبائل آج تک ابھرے کھانا حرام سمجھتے ہیں۔

(۷) ایک کتب بھی لکھی جسے کلام الہی کے طور پر پیش کیا جاتا تھا اس کتب کے جو الفاظ نمازوں پڑھنے سے جلتے تھے اس کا نمونہ بھی ملاحظہ ہو۔

”اے وہ جو آنکھوں سے مستور ہے مجھے گناہوں سے پاک کر

وے اے وہ جس نے موئی کو دریا سے مجھ و سلامت پار کر دیا
میں حائیم پر لور اس کے ہبہ ابو علیف من اللہ پر ایکان لایا ہوں۔
میرا سر نیمی علی "میرا سید" میرا خون لور میرا گوشت پورت سب
ایکان لائے ہیں میں حائیم کی پھوپھی تائیعت پر بھی ایکان لایا ہوں (ا
یہ عورت کاہنہ لور سازہ تھی اور اپنے آپ کو نبی بھی کہتی تھی)۔
حائیم کے ہبہ اسکا پاراں کے وقت لور ایام تھد میں حائیم کی
پھوپھی لور اس کی بین کے قوس سے دعا ملتے تھے۔"

حائیم ۳۴۶ء میں تغیر کے مقام پر ایک جگہ میں بارا گیا تھا جن چونڈ ہب لور عقیدہ
اس نے راجح کیا وہ ایک عرصے تک چلوخ خدا کی گمراہی کا سبب بنا رہا۔ الحمد للہ آج اس
کے ملنے والوں کا ہم و نہ کن بھی نہیں ملتے۔



(۱۶)

”عبد العزیز باسندی“

اس شخص نے ۲۳۲۵ کے زمانے میں نبوت کا دعویٰ کیا اور ایک پہاڑی مقام کو اپنا مستقر بنایا۔ یہ شخص انتہائی مکار اور شعبدہ باز تھا۔ پانی کے حوض میں ہاتھ ڈال کر جب باہر نکلا تو اسکی ملٹی سرخ اشرنگوں سے بھری ہوئی ہوتی تھی۔

اس قسم کی شعبدہ بازیوں اور نظر بندیوں نے ہزاروں لوگوں کو گمراہی کے راستے پر ڈال دیا لوگ پروانہ دار اس کی طرف دوڑے اور اس کی خاک پا کو سرمه چشم سمجھنے لگے۔ علمائے امت نے اپنے وعظ و نصیحت سے سیکھلوں لوگوں کو ارتداو کے بخوبی سے نکلا لیکن جو اذلی شقی تھے وہ قبول بدایت کے بجائے اثاب علماء حق کو اس طرح گھلایاں دینے لگے جس طرح اب ہمارے زمانے میں مرزا قربانی کذاب کے علماء سو علمائے شریعت محمدیہ کو گھلایاں دیتے ہیں۔

ایک حدیث شریف میں حضرت میر صدق صلی اللہ علیہ وسلم نے ان نفس پرست دنیا دار علماء کو ”شرحت ادیم السماء (زیر آسمان سب سے بدترین مخلوق)“ قرار دیا ہے جو قربانی مولویوں کی طرح دنیا کی خاطر لوگوں کے دین و ایمان پر ڈاکہ ڈالتے ہیں۔

موجودہ زمانے کی ایک مثال

قربانی علماء سونے ڈسٹرکٹ بچ بھولپور کی عدالت میں (جمل ایک مسلمان عورت نے اس بنا پر تنیخ نکاح کا دعویٰ کیا تھا کہ اس کا شوہر قربانی ہو کر کافر ہو گیا ہے) بھی جس بعلت ان مسلمان علماء کے حق کی شان میں گستاخیاں کیں جنوں نے ان کے جھوٹے نبی غلام احمد قربانی کے کفر و ارتداو کی شہادت دی تھی اور ان کو حدیث ”زیر آسمان بدترین مخلوق“ کے مصادق نصریا تھے۔ اس کے متعلق ڈسٹرکٹ بچ نے اپنے فیصلہ مقدمہ میں کیا غوب حق گئی کا ثبوت دیا ہے۔ انہوں نے لکھا

”گواہن مدعاہ (یعنی علائے الہ سنت والجماعت) پر مدعا علیہ یعنی مراہی مولویوں کی طرف سے کتابت اور بھی کئی ذاتی حملے کیے گئے ہیں مثلاً نسیں علائے سو کما اور یہ بھی کما کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مولویوں کو جو ذریت البغا یا میں مخالف ہیں بندرا اور سور کا قتب دیا ہے اور دوسری حدیث میں فرمایا ہے کہ وہ آسمان کے نیچے سب سے بدتر تھوڑیں ہیں۔ لیکن مقدمہ کی تفصیل پڑھ کر ہر ٹھنڈ آدمی اندازہ لگا سکتا ہے کہ طرفین کے علمائیں سے اس حدیث کا مصدقہ کون ہے؟“

عبدالعزیز پاسندی کی دعوت نبوت اس بلند آئینگی اور زور و شر سے اٹھی کہ ہزاروں لوگوں نے اپنی قسم اس سے وابستہ کر دی۔ اب پاسندی نے ان الہ حق کے خلاف ظلم و ستم کا بازار گرم کیا جو اس کی نبوت کے انکاری تھے۔ ہزاروں مسلمان اس جرم میں اس کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔

پاسندی کی ہلاکت

جب لوگ اس کے ظلم و ستم سے بچنے کے لئے حکومت کو بھی اس کی تحریک سے خطرہ عحسوں ہوا چنانچہ دہل کے حاکم ابو علی بن محمد بن مظفر نے پاسندی کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر روانہ کیا۔ پاسندی ایک بلند پہاڑ پر جا کر قلعہ بند ہو گیا لشکر اسلام نے اس کے گرد محاصرہ ڈال دیا اور کچھ مدت کے بعد جب کھلنے پہنچنے کی چیزیں ختم ہوئے لگیں تو پاسندی کے فوجیوں کی حالت دن بدن خراب ہونے لگی اور جسمی طاقت بھی جواب دے نہیں یہ صورت حل دیکھ کر لشکر اسلام نے پہاڑ پر چڑھ کر ایک زبردست حملہ کیا اور مار مار کر دشمن کا حلیہ بگاڑ دیا۔ پاسندی کے اکثر فوجی مارے گئے اور خود پاسندی بھی جنم واصل ہوا۔

پاسندی کا سرکاث کر ابو علی کے پاس بھیجا گیا۔ پاسندی کما کرتا تھا کہ مرنے کے بعد

میں دنیا میں لوٹ کر آؤں گے۔ ایک دن تک اس کے خوش عقیدہ جانل لوگ تھوڑائیوں کی
طرح اسلام کی صراطِ مستقیم سے ہٹ کر گراہی اور ضلالت کے میدانوں میں سرکفت
پھرتے رہے پھر آہستہ آہستہ اسلام کی طرف لوٹ آئے اور یہ فرقہ صفحہ وجود سے بالکل
بودھو گرد



(۱۷)

”ابو طیب احمد بن حسین متبنی“

۳۰۴ھ میں کوفہ کے محلہ کندہ میں پیدا ہوا۔ آغاز شباب میں وطن یاوف کو الوداع کر کر شام چلا آیا اور نون اوب میں مشغول رہ کر درج کمل کو پہنچا سے لغات عرب پر غیر معمولی عبور تھے جب کبھی اس سے لغات کے متعلق کوئی سوال کیا جاتا تو نظم و نثر میں کلام عرب کی بھرپار کر دیتا۔

ابو طیب سے شعرو خن کا امام تھا اس کا دیوان جو دیوان متبنی کے ہم سے مشور ہے ہندو پاکستان کے نصلب عربی میں داخل ہے۔

ابو طیب علی کا بدل شاعر اور ادب و انشاء میں فرد منفرد تھا چنانچہ اسی فصاحت و بلاغت نے اس کو دعویٰ نبوت پر اکسلیا تھا۔

ابو طیب کے دعویٰ نبوت کے بارے میں ایک شخص ابو عبد اللہ لاذوقی جو بعد میں اس کی نبوت پر امکن لے آیا تھا ابتداء میں ایک مکالہ ہوا جس کو ہم یہاں نقل کرتے ہیں ابوبعد اللہ کا بیان ہے کہ ابو طیب ۳۰۴ھ میں اپنے آغاز شباب میں لازقیہ آیا جب مجھے اس کی فصاحت و بلاغت کا علم ہوا تو میں ازراہ قدر شناہی اس کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آیا۔ جب راہ و رسم پڑھی تو ایک دن میں نے اس سے کہا کہ تم ایک ہونہار نوجوان ہو اکر کسی ملک کی وزارت حسین مل جائے تو اس منصب کی عزت پر چار چاند لگ جائیں۔

ابو طیب: مجی وزارت کی کیا حقیقت ہے میں تو نبی مرسل ہوں۔

عبداللہ: دل میں یہ سوچ کر کہ شاید یہ مذاق کر رہا ہے) آج سے پہلے میں نے تمہاری زبان سے الکی نہی مذاق کی بلت نہیں سنی۔

ابو طیب: مذاق نہیں واقعی میں نبی مرسل ہوں۔

عبداللہ: تم کس طرف بیسیے گئے ہو۔

ابو طیب: اس گمراہ امت کی طرف۔

عبداللہ: تمہارا لآخر عمل کیا ہو گے۔

ابو طبیب: جس طرح اس وقت ساری نہن قلم و عداں سے بھری ہوئی ہے اسی طرح اس کو عدل و انصاف سے بھر دوں گے۔

عبداللہ: حصول مقصود کی نوعیت کیا ہو گی۔

ابو طبیب: اطاعت شعاروں کو انعام و اکرام سے نوازوں گا اور سرکشون، تافریبوں کی گروئیں اڑاؤں گے۔

عبداللہ: تم کہتے ہو تم اس امت کی طرف نبی ہنا کر بیسے گئے ہو تو کیا تم پر کوئی دھی بھی نازل ہوئی ہے۔

ابو طبیب: بے شک سنو (بھر اس نے پچھے اپنا کلام سنایا)

عبداللہ: یہ کلام کتنا نازل ہو چکا ہے۔

ابو طبیب: ایک سچودہ عبرے اور ایک عبود قران کی بڑی آہت کے برابر ہے۔

ابو طبیب: میں فاسقوں اور سرکشون کا رزق بند کرنے کے لئے نزول بارش کو روک سکتا ہوں۔

عبداللہ: اگر تم مجھے یہ کرشمہ دکھادو تو میں تم پر ایمان لے آؤں گے۔

ابو طبیب: غمیک ہے میں جیسیں جب بلااؤں آجائیں۔

عبداللہ کا پیان ہے کہ ایک مرتبہ بت سخت بارش ہو رہی تھی کہ اس کا غلام مجھے بلائے آیا میں اس کے ساتھ چلا۔ بارش نزول پر تھی اور میرے کپڑے ترہ ہو گئے اور پانی میرے گھوڑے کے گھنٹوں تک چڑھ آیا تھا لیکن ابو طبیب کے پاس پہنچ کر کیا دیکھا ہوں کہ ابو طبیب ایک نیلے پر کڑا ہے اور اس کے چاروں طرف سو گز تک بارش کا نشان بھی نہیں ہے نہن سوکھی پڑی ہے اور چاروں طرف موصلادھار بارش ہو رہی ہے۔ میں نے یہ کرشمہ دیکھ کر اس کو سلام کیا اور کہا تھا بڑھلیئے واقعی آپ اللہ کے رسول ہیں پھر میں نے اپنی اور اپنے اہل و عیال کی طرف سے اقرار نبوت کی بیعت کی۔

اس کے علاوہ بعض نواور اور شعبدے اور بھی تھے جن کی وجہ سے ابو طبیب کو

شرت می۔ یہ قوفوں کی کسی نہ لئے میں کسی نہیں ہوتی۔

ابو طبیب کی دعویٰ نبوت سے توبہ

نبوت کے جھوٹے دعویدار ایسے بت کم گذرے ہیں جنہیں مرنے سے پہلے اپنے فعل پر ندامت ہو کر توبہ کی توفیق نصیب ہوئی۔ ابو طبیب بھی ان نیک بخت لوگوں میں سے تھا جس کو حق تعالیٰ نے اپنے مکرو فریب پر نلوم ہو کر تائب ہونے کی سحلت بخشی۔ اور یہ اس طرح ہوا کہ جب اس نے ملک شام میں نبوت کا دعویٰ کیا اور ایک کثیر تعداد میں لوگ اس کا لکھہ پڑھنے لگے تو اس کے معتقدین کی کثرت دیکھ کر عمن کے حاکم امیر نونو کو اس کی طرف سے خدشہ پیدا ہوا اور نہایت خاموشی اور رازداری سے ابو طبیب کے سر پر جا پہنچا اور اس کو گرفتار کر قید خانے میں ڈال دیا۔ اس کے معتقدین کی طرف سے کوئی مزاحمت نہیں ہوئی اور ابو طبیب ایک طویل عرصے تک قید و بند کی تکلیفیں برداشت کرتا رہا اور وہیں اس نے ایک درد بھر قصیدہ لکھا جس میں اپنی تکالیف اور مصیبتوں کا ذکر کیا تھا۔

اس قصیدے کو پڑھ کر امیر کو رحم آیا اور وہ ابو طبیب سے کہنے لگا اکر تو اپنی جھوٹی نبوت سے توبہ کر لے تو میں تجھے آزاد کر دوں گے۔ ابو طبیب نلوم ہوا اور اپنی نبوت کے دعوے سے توبہ کی اور ایک دستلویز لکھ کر امیر کے پرد کی اس دستلویز میں لکھا تھا:

” میں اپنی نبوت کے دعوے میں جھوٹا تھا۔ نبوت خاتم النبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر ختم ہو گئی۔ اب میں توبہ کر کے از سرنو اسلام کی طرف رجوع کرتا ہوں ”

اس دستلویز پر بڑے بڑے سربر آور دہ لوگوں کی شلوتوں میں مرکی گئیں اور ابو طبیب کو قید سے آزاد کر دیا گیا۔

ابو طبیب نے تائب ہونے کے بعد اقرار کیا کہ وہی کا ایک لفظ بھی مجھ پر کبھی ناصل نہیں ہوا اور اپنے بیٹے ہوئے قرآن کو خود ہی تلف کر دیا۔

(۱۸)

”ابوالقاسم احمد بن قسی“

ابتداء میں یہ فغض جمیور مسلمین کے نذہب و مسلک پر کار بند تھا لیکن بعد میں اخواۓ شیطان سے مرزا غلام احمد قلنوانی کی طرح قرآنی آیات کی عجیب عجیب توطیلات بیان کرنا شروع کر دیں اور علموں کی طرح تصویص پر اپنی نفلان اور شیطانی خواہشات کا روغنا قاز ملنے کا پھر نبوت یہاں تک پہنچی کہ اپنی نبوت کا درج عومنی بھی کر دیا۔

اس کو بھی ہزاروں بے وقف متابعت اور عقیدت مندی کے لئے مل گئے۔ شہزاد مراکش علی بن یوسف بن تاشیم کو جب معلوم ہوا کہ ایک فغض احمد بن قسی ہم کا نبوت کا دعویدار ہے تو اس نے اس کو اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ میں نے نہا ہے تم نبوت کے دعویدار ہو؟ اس نے صاف لفظوں میں اپنی نبوت کا اقرار نہیں کیا بلکہ مختلف قسم کی باتیں بنا کر اور جیلے گزہ کر بلاؤ شہزاد کو مطمئن کر کے چلا آیا۔

والپس آنے کے بعد اس نے شیلہ کے ایک گھوں میں ایک مسجد تعمیر کرائی اور اس میں بیٹھ کر اپنے مسلک اور نذہب کا پرچار کرنے لگا۔ جب اس کے ماننے والوں کی تعداد بڑھ گئی تو اس نے شب کے مقلکت احیلہ اور مزیلہ پر بزرگ شیشیر قبضہ کر لیا۔ لیکن تھوڑی ہی دن کے بعد خود اس کا ایک فتحی سردار محمد بن وزیر تھی اس سے برگشتہ ہو کر اس کا مقابلہ ہو گیا اس کو دیکھ کر دوسرے معتقدین بھی اس سے الگ ہو گئے اور اس کو ہلاک کرنے کی تدبیریں سوچنے لگے۔

انہیں ایام میں مراکش کی حکومت شہزاد یوسف بن تاشیم کے ہاتھ سے کھل کر عبد المؤمن کے عہد انتیار میں آگئی۔ یہ فغض بھاگ کر عبد المؤمن کے پاس پہنچا۔ عبد المؤمن نے اس سے کما کر میں نے نہا ہے تم نبوت کے مدی ہو کئے لگا جس طرح مجھ صدق بھی ہوتی ہے اور کلذب بھی اسی طرح نبوت بھی دو طرح کی یعنی صدق اور کلذب۔ میں نبی ہوں مگر کلذب ہوں۔

ذہی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ عبدالمون نے اس کو قید کر دیا۔ اس کے سوا اس کا مزید حل تاریخ میں نہیں ملتے۔ اس کی موت ۵۵۰ھ اور ۵۴۰ھ کے درمیان کسی وقت ہوئی ہے اور اس کے ساتھ ہی اس کی خانہ سازی نبوت بھی دم توڑ گئی۔

○○○

(۱۹)

”عبد الحق بن سعین مرسی“

اس کا پورا نام قطب الدین ابو محمد عبد الحق بن ابراہیم بن محمد بن نصر بن محمد بن سعین تھا۔ مراٹش کے شر مریسہ میں اس نے اپنی نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس کے پروگریزیہ کھلاتے ہیں۔

صاحب علم آذی تھا اور اس کا کلام بھی الکابر صوفیہ کے کلام کی طرح بڑا تھا۔ اور وقت تھا جس کو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا تھا۔ چنانچہ اسمہ ”مس الدين زہبی“ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ عالم اسلام کے ملیہ ناز عالم قاضیۃ التصنۃ نقی الدین ابن وقت چاہشت کے وقت سے لے کر تھر تک اس کے پاس بیٹھے رہے اور اس انشاء میں وہ مختکلو کرتا رہا۔ علامہ نقی الدین اس کے کلام کے الفاظ کو سمجھتے تھے مگر مرکبات ان کے ملنے فہم سے بلا تھے۔

عبد الحق کے عقائد

عبد الحق ایک کلہ کفر کی وجہ سے مغرب سے نکلا گیا۔ اس یکما تھا کہ امر نبوت میں بڑی وسعت اور منجائش تھی لیکن این آمنہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے لانی بحدی (میرے بعد کوئی نبی نہیں بھیجا جائے گا) کہ کہ اس میں بڑی تکلی کرو۔

امم بخاری تکستے ہیں کہ یہ شخص اسی ایک کلہ کی پہلو پر ملت اسلام سے خارج ہو گیا تھا۔ لانکہ رب العالمین کی ذات برتر کے متعلق اس کے جو خیالات تھے وہ کفر میں اس سے بھی بڑے ہوئے تھے۔

عبد الحق کے اعمال

یہ تو عقائد کا حال تھا۔ اعمال کے متعلق علامہ سخنوار فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک صلح آؤ۔ نے جو عبد الحق کے مریدوں کی مجلس میں رہ چکا تھا بیان کیا کہ یہ لوگ نماز اور

وہ سرے نہیں فرانس کو کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے۔

شیخ صنی الدین ہندی کا بیان ہے کہ ۲۲۶ھ میں میری اس سے مکہ مطہر میں ملاقات ہوئی تھی۔ ۲۲۸ھ میں اس نے نصہ کھلوائی خون بدر نہ ہو سکا اسی میں مر گیا۔
کہتے ہیں کہ یہ شخص کیا اور سیما بھی جانتا تھا۔



(۲۰)

”بیزید روشن جاندھری“

پورا ہم بیزید ابن عبد اللہ الغساری ۱۳۴ھ بمقام جاندھر (نجلہ) میں پیدا ہوا۔ بنا

علم اور صاحب تصنیف تحدٰ حقائق و معارف بیان کرنے میں بیڈھلی رکھتا تھا اور لوگوں کے لئے
دل پر اُسکی علیت اور کلمات کا سکھ جانا ہوا تھا۔ اس کے دعویٰ نبوت سے پہلے ہزاروں بلوشہ
کے ~~حلف~~ مرزا محمد کلیم صوبہ دار کلیل نے اپنے دربار میں علیہ سے اس کا مناقبہ کرایا تھا۔
علیئے کلیل جو علوم ~~حصہ~~ سے کلکل تھی دست ~~حصہ~~ روانیوں کے ~~ابھی~~ سے ~~حصہ~~ ہے
کے مقابلے پر آئے گریزید کے سامنے ان کو کامیابی نہ ہو سکی اور صوبہ دار بیزید کی علیت اور ~~حلف~~
نور کلام سے انکا مرغوب ہوا کہ خود ہی اس کا معتقد ہو گیا۔

اللہ کی صحبت سے محرومی کا نتیجہ

ابتداء میں یہ شخص ہر وقت یادِ الہی میں مشغول رہتا اور تقویٰ پر بیزگاری کی زندگی
گزارتا تھا اس وقت اس کے رشتہ داروں میں ایک شخص خواجہ استیعیل نبی اللہ اللہ میں
سے تھا اور صاحب ارشاد بھی تھا۔ ہر یونہ نے بھی اس کے حلتوں ارادت میں داخل ہوتا ہوا
مگر اس کا بہپ صدیقہ ملائی ہوا اور کہنے لگا کہ میرے لئے یہ بات بڑی بے عزمی کی ہے کہ
تم اپنے ہی عزیزوں میں سے ایک غیر مشور آدمی کے ہاتھ پر بیت کرو۔ بہتر یہ ہے کہ
ملکن جلو اور شیخ بخار الدین ذکریاؒ کی ولاد میں سے کسی کو اپنا شیخ بنو۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بیزید
کسی شیخ سے بھی مرد نہیں ہوا اور اللہ اللہ کی صحبت اس کو نسب نہ ہو سکی انجم
کار شیطان کے انگوہ کا شکار ہو گیا۔ تم مثلكم میں پر متفق ہیں کہ جیسے ہی کوئی شخص اللہ
تعلیٰ کی عجلت و اطاعت اور تقویٰ و پر بیزگاری کا راست انتیار کرتا ہے اُبليس کی طرف
سے اس کو اس راستے سے ہٹانے کوششی شروع ہو جاتی ہیں۔ اُبليس کے ہزاروں
کو فریب ہیں وہ علموں، زبانوں، نور عبدوں کو ان کے من بھلتے طریقے سے گمراہ کرتا

ہے۔ خلف نوری مکملوں میں ظاہر ہوتا ہے اور طرح طرح کے بزرگ و کماکر لئے مارجع
علیاً کے مژدوے ناکر ان کو راہ حق سے پھرنسے کی کوششی کرتا ہے۔ اسی حالت میں اگر
کسی سچائی مرشد اور اہل اللہ کا سلیمان سرپر ہوت توبیہ علیہ محفوظ رہتا ہے ورنہ اس
بڑی طرح شیطان اس کے دل و دماغ کو گمراہ کرتا ہے کہ دو اغفل اسلمین میں جاگرتا ہے۔
یا پھر دوسری طریقہ محفوظ رہنے کا یہ ہے کہ اگر کسی شیخ اہل اللہ کی محبت نصیب نہ
ہو تو اپنے ہر عمل کو الہام کو نکھلنا کھلتا ہے شریعت کی سعی پر پر کہ کردیکھ لیں مشکل یہ ہے
کہ علیہ و زاہد اکثر نوری مشکلین دیکھ کر اور طرح طرح کی دل آویز صدائیں سن کر اپنے
اوسان خطا کر دیتے ہیں اور کتب و سنت اور مسلمان سلف صلح سب کو پس پشت ڈال کر
شیطان کے آگے کٹ پلی کی طرح ہاتھ لگتے ہیں۔ آناد احادیث

بیزید بھی اسی طرح گمراہ ہوا

بیزید کا بھی بھی حل ہوا۔ شیطان کا اس پر پورا قبودھ جل گیا اور اپنی ریاضت و عبادت
کے انوار و شرات سے بہک کر اپنے آپ کو عرش بریں پر خیال کرنے لگا اور یہ خیال یہاں
تک پڑھا کہ اپنے آپ کو نبی کرنے لگا اور لوگوں سے کتابخاکہ جبریل امن میرے پاس اللہ
تعالیٰ کی طرف سے پیغام لاتے ہیں اور میں اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتا ہوں۔ اس نے
لوگوں سے کماکہ مجھے غیب سے ندا آئی ہے کہ سب لوگ آج سے تمہیں روشن پیر کما
کریں گے چنانچہ اس کے ماننے والے اس کو یہیش اسی لقب سے یاد کرتے ہیں۔ لیکن علم
مسلمین میں وہ تاریک پیر اور پیر قلالت کے ہم سے مشور تھا۔

اس نے ایک کتاب ہم "خبر البیان" چار زبانوں عربی، فارسی، ہندی اور پشتو میں
لکھی اور اس کو کلام الہی کہہ کر لوگوں کے سامنے پیش کیا اور کماکہ میں نے اس میں وہی
پکھ لکھا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی کیا ہے۔

بیزید جب کا بغیر سے کلف کرم آیا تو یہاں اس نے اپنے عقیدہ تعالیٰ کی اشاعت
شروع کر دی۔ بیزید کا پلپ عبد اللہ جو ایک راجح العقیدہ مسلم تھا بیٹھے کی اس گمراہی

پہبخت غلبتاک ہوا اور غیرت دنی سے مجبور ہو کر بیزید پر چھری لے کر پل پڑا۔ بیزید بری طرح مجبور ہوا اور کامی کرم چھوڑ کر افغانستان کے علاقے نگہ بار چلا آیا اور قبلہ مند میں سلطان احمد کے مکان میں رہنے لگا۔

جب وہاں کے علما کو بیزید کی گمراہی اور بدنه جی کا حامل معلوم ہوا تو سب اس کی خلافت پر تعلق ہو کر اٹھ کمرے ہوئے اور لوگوں کو بیزید کے عقاوید سے آنکھ کرنے لگے اس لئے لوگ اب اس سے دور بھاگنے لگے۔ جب وہاں اس کا جلوہ نہ مل سکا تو یہ پشور جا کر غوریا خیل پھالوں میں رہنے لگا۔ یہ مل چونکہ کوئی عالم دین اس کی مراحت کرنے والا نہیں تھا اس لئے اسے خاطر خواہ کامیابی ہوئی یہ مل تک کہ اس علاقے میں بلا شرکت غیرے اپنی پیشوائی اور شیعہ کا سکھ چلانے لگا اور قریب قریب ساری قوم خیل اس کی الماعت کرنے لگی۔

بیزید یہاں اپنا سلطنت کر کے اب ہشت گروارہ ہوا۔ یہ مل بھی اس کی الماعت اور عقیدت کا بازار گرم ہو گیا۔

ایک دنی عالم اخوند دروزہ سے بیزید کا مناگڑہ ہوا جس میں بیزید مغلوب بھی ہو گیا مگر اس کے مرید ایسے اندر سے خوش اعتقاد اور طاقتور تھے کہ اخوند دروزہ کی ساری کوششی بیکار ہو گئی۔

جب بیزید کی مددی گار گھری کا حامل کھل کے گورنر محسن خان نے ساچوں اکبر پولشہ کی طرف سے کھل کا حاکم تھا تو وہ بہ نفس نہیں ہشت گھر آیا اور بیزید کو گرفتار کر کے لے گیا اور ایک دن تک اس کو قید میں رکھ کر رہا کر دیا۔ بیزید ہشت گھر آگیا اور اپنے مریدوں کو جمع کر کے آس پاس کے پھانڈوں میں جا کر مورچہ بند ہو گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے آفریدی اور درگزی پھانڈوں کو بھی اپنے مریدی کے رام میں چھانس لیا اور مل سرحد کے دلوں میں اس کی عقیدت کی گری اس طرح دوڑنے لگی جس طرح رگوں میں خون دوڑتا ہے۔

ایک عالم حق سے بایزید کام کالہ

جس طرح اعلیٰ ہندوستان کے جھوٹے نبی مرتا قدیمی کو اپنی جھوٹی نورانی فکھیں دکھلایا کرتا تھا اور مرتا اگرہا ہو کر اس کو اپنا معبود برحق سمجھتا تھا اسی طرح بایزید بھی اعلیٰ کے شعبدے اور اس کی فرمی نورانی فکھل دیکھ کر اس کو (صلوات اللہ) خداۓ بر تسمیہ بینا تقد چانپے اسی تھیں کی بدولت کر میں نے خدا کو دیکھا ہے تو رسول سے یہ سوال کیا کرتا تھا کہ تم لوگ کلمہ شہادت "اَشْهَدُ لِأَنَّ اللَّهَ أَكْبَرُ" پڑھنے میں جھوٹے ہو۔ کیونکہ جس نے خدا کو تھیں دیکھا پھر وہ کے کر میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ اپنے قول میں جھوٹا ہے کیونکہ جو شخص خدا کو تھیں دیکھا وہ اس کو پہچانتا بھی نہیں۔

ایک سرحدی عالم کے ساتھ بایزید کی بحث ہوئی۔

عالم صاحب : تھیں کشف القلوب کا دعویٰ ہے تھا اس وقت میرے دل میں کیا ہے بایزید (از الحمد للہ عباری سے کام لیتے ہوئے) میں تو یقیناً کشف قلوب اور لوگوں کے خیالات سے آگہ ہوں جن چونکہ تمہارے سینے میں تو دل یعنی نہیں ہے اس نے میں کیا تا اسکا ہوں۔

عالم صاحب : اس کا نیمہ بہت آسان ہے۔ یہ قوم کے لوگ سن رہے ہیں۔ تم مجھے قلقل کر دو اگر میرے سینے سے دل برآمد ہو جائے تو پھر لوگ میرے قصاص میں تھیں بھی قتل کر دیں گے۔

بایزید : یہ دل جس کو تم دل سمجھتے ہو یہ تو گئے تکمیلی اور کتنے تک میں موجود ہے۔ دل سے مراد گوشت کا کھوا چسیں دل لوز یعنی چیز چانپے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

"قَلْبُ الْمُؤْمِنِ أَكْبَرُ مِنَ الْعَرْشِ وَرَوْسُعَ مِنَ الْكَرْسِيِّ"

"مَوْسُونَ كَالْلَّلَ عَرْشَ سَعَ زِيَادَه بِالْأَوْرَ كَرْسِيَ سَعَ زِيَادَه وَسَعَ"

(بایزید کا یہ بیان پاکل نتو ہے دل اسی گوشت کے لو تھوڑے لٹا لکھتے ہیں بھو صوفیا نے کرام کی اصلاح میں لفیضہ قلب کی تکمیل کی ہے اور حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسم میں گوشت کا ایک لو تھوا ہے اگر اس کی اصلاح ہو جائے تو سارے

جسم کی اصلاح ہو جاتی ہے اور جب اس میں فساد رونما ہو تو سارا جسم قاسد ہو جاتا ہے اور وہ لو تمہارا دل ہے ۳) حضرت صرفیہ طرح طرح کے محادیت اور ذکر و اشغال سے اسی قلب کی اصلاح میں کوشش رہتے ہیں جب پر حلف ہو جاتا ہے اور ماہوا کے غبار سے پاک ہو جاتا ہے تو اس پر حجیلیت اللہی کا اوار و ہوتا ہے لور یہ صرف اللہی کے نور سے جگتا ہوتا ہے اور اسی دل کی آنکھوں سے اللہ اللہ خدا نے بزرگ ویرت کو دیکھتے ہیں اور وہ سروں کے حلقات اور خیالات سے باخبر ہونے کی ملاجیت بھی اس میں پیدا ہو جاتی ہے اور یہ زیندگی کو پچھلے کشف قلوب کا دعویٰ قیاس لئے عالم صاحب اس سے اپنے دل کا راز دریافت کرنے میں حق بجا ہے تھے گریزینہ نے میتھے کہ جھوٹے دجالوں ہمیں اور شعبدہ ہانوں کا طریقہ ہے اس سوال کو بتوں میں ازا دوا اور اُمومیں کے دل کا عرش سے بنا ہوتا اور کری سے دستیح ہونے کا مقابلہ جو یہ زیندگی نے حضرت خیر البشر مصلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا وہ محض جھوٹ ہے جو قول ہو سکتا ہے کسکی صوفی کا ہو مگر حضور علیہ السلام سے ثابت نہیں)

عالم صاحب دام عطا تمہیر بھی دعویٰ کرتے ہو کہ تمہیں کشف تمہاروں تماہیے ہم تمارے ساتھ قبرستان پڑتے ہیں لور دیکھتے ہیں کہ کلئی جو تم سے ہم کلام ہوتا ہے یا نہیں یوں منور ہے۔

یہ زیندگی کے ذمہ سے یقیناً ہم کلام ہو گر مشکل یہ ہے کہ تم کچھ نہیں سن سکو کے اگر تم ہو رے کی آواز سن سکتے تو میں تمہیں کافر کہیں کہتے اس جواب پر لوگ کہتے گئے کہ پھر ہم کس طرح یقین کریں کہ تم چھے ہو۔ یہ زیندگی بولا کر تم میں سب سے بہتر اور فاضل شخص ہمہ پہنچ کر کھڑے رہے اور یہی طریقہ کے مطابق صلوات و رحمۃ رحمائی پھر اس سے قصدیں کر لیں گے پاکستان کے جھوٹے نبی مرتضیٰ حسینی مرتضیٰ نبی مسیح کی ایک سیکھ خیر شرطیت کی تھی کہ جو کوئی میرا مجھہ رکھتا ہے وہ قبولان آئے اور نبیت حسن اعتقاد کے ساتھ ایک سلسلہ نکھلے رہے اس کے بعد میں مجھہ کو کھاروں گے۔

بایزید مغل بلوشہ اکبر کے مقابلے پر

سرحد کے عقیدت مندوں سے طاقت حاصل کر کے بایزید نے سرحد میں اپنے قدم مظبوطی سے جا لیے ہیں تک کہ اکبر بلوشہ کی اطاعت سے باہر ہو کر علی الاعلان اس کا حریف بن کر مقابلے پر آگیڈ بایزید اپنی تقریروں میں کہتا کہ مغل بڑے ظالم اور جفا پیش ہیں انہوں نے افغانوں پر بڑے قلم توڑے ہیں۔ اس کے علاوہ اکبر بلوشہ سخت بے دین ہے اس لئے اس کی اطاعت ہر کلمہ گو پر حرام ہے۔ ان تقریروں کا یہ اثر ہوا کہ ہر جگہ مظیہ سلطنت کے خلاف اشتغال پیدا ہو گیا اور اکثر سرحدی قبائل اکبر بلوشہ سے مخفف ہو گئے۔

جب بایزید کی بعثت حد سے بڑھ گئی تو اکبر کے ہلن کھڑے ہوئے اور اس نے ایک لٹکڑا جو اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا مگر مقابلہ ہوتے ہی بایزید کے ہاتھوں لکھت کما گیا۔ اس ^{تھی} سے بایزید کے حوصلے اور بڑھ گئے اور افغانوں کی نظر میں شاہی فوج کی کوئی حقیقت نہ رہی اور ان کے علاقوں میں اکبری حکومت کے خلاف ایسے ایسے مفاد پیدا ہوئے جو کسی طرح بھی ایک حکومت کے زوال کا باعث ہو سکتے تھے۔

اکبر بلوشہ یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا لہذا اس نے ایک شاطرانہ چال چلی اور وہ یہ کہ اس نے سب سے پہلے الیں تیرہ کو اندر دن خانہ خوب انعام و اکرام لور مل و دولت سے نواز کر ہم نواہا لیا۔ اب بظاہر تو الیں تیرہ بایزید کا کلمہ پڑستہ تھے مگر ہم ان سلطنت مظیہ کے وفادار تھے۔ جب بایزید کو الیں تیرہ کے اس مکروہ فریب کا حل معلوم ہوا تو اس نے ان پر حملہ کر کے سینکلوں کو قتل اور سینکلوں کو طلب بدر کر کے پورے علاقے پر اپنا تسلیم قائم کر لیا۔ اس کے بعد اس نے شنگر ہار پر حملہ کر کے اس کو بھی قبضے میں لے لیا اور جن بستیوں نے اس کے حکم سے ذرا بھی سرتبلی کی انسیں لوٹ کر بیٹھا کر دیا اس طرح اب سرحد میں کسی کو اس کی اطاعت سے انکار کی جرات نہیں رہی۔ مگر بایزید کے ظلم سے لور لوٹ مارے لوگوں کے دل میں اس کی عقیدت کم ہونے لگی اور بعض قبائل نے اس سے مخفف بھی

ہونا چلا مگر چونکہ اس کی قوت اور شلن و شوکت سے سب مرعوب تھے اس لئے کوئی مقابلہ کامیابی نہ ہو سکی۔

اکبر پادشاہ بایزید کی بڑی قوت دیکھ کر ہر وقت اس کی سرکوبی کے منصوبے بناتا تھا آخر کار اس نے بڑے اعتماد کے ساتھ ایک فوج گراں اس کے مقابلے کے لئے روانہ کی اور کلیل کے صوبہ دار محض خان کو بھی حکم دیا کہ ایک طرف وہ اس پر حملہ کرے چنانچہ کلیل سے محض خان اور دوسری طرف شاہی افواج نے بایزید کی فوج پر حملہ کر دیا۔ میدان جنگ آتش قتل سے بھڑک اٹھا ہر چند ہر طرف سے قبائلی بایزید کی حمایت میں آ رہے تھے مگر اب بایزید کا ستارہ روپہ زوال ہو چکا تھا وہ دو طرفہ فوجوں کے مقابلہ میں ٹھہر نہیں سکا اور گلست کھا کر بھاگا بہت سے اس کے فوقی مارے گئے بلکہ نکرنے دشوار گزار پہاڑوں پر چڑھ کر جان بچائی خود بایزید ہشت مگر آ کر از سرنو لٹکر کی ترتیب میں مشغول ہوا مگر اس کی عمر کا پیانہ لبریز ہو چکا تھا۔ افغانستان کے سلسلہ کوہ میں بھیتر پور کی پہاڑیوں میں اس کا آخری وقت گزر اور اسی علاقے میں اس کی قبر واقع ہے۔

خانہ ساز نبی کی خود ساختہ شریعت

جیسے کہ آج تک کذاب بیان سے لے کر کذاب قدویان تک ہر جوئے نبوت کے دعویداروں نے اپنی خانہ ساز شریعتیں جاری کیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ میں ترمیم و تثنیخ کی جارت کی اسی طرح بایزید نے بھی اپنی شریعت گزی تھی اور عربی عبارتیں لکھ کر اپنی مرضی کے مطابق ڈھعل کر اس کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کر دیا تھا مثاکتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

الشريعيته كمثل الليل والطيريقته كمثل
النجوم والحقيقة كمثل القمر والمعرفة
كمثل الشمس وليس فوق الشمس شي

ترجمہ: شریعت رات کی طرح ہے اور طریقت ستاروں کی طرح۔ حقیقت چاند کی مانند ہے اور معرفت آفتاب کی طرح ہے اور آفتاب سے بہہ کر کوئی شے نہیں۔“

حالانکہ یہ دعویٰ بالکل غلط اور باطل ہے کہ شریعت رات کی طرح ہے ان خرافات کا قائل سوائے ٹھہروں اور زندہ یقون کے کوئی اور نہیں ہوتا چہ جا تکہ ان خرافات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنے۔

بایزید کی نفسانی شریعت کے احکام

نحو موجودات جتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ کے جتنے بھی احکام ہیں وہ سب انسن کے نفس امارہ کی خواہشات کی مختلف پرمی ہیں تاکہ انسان ان پر عمل کر کے اپنے نفس امارہ پر غالب آئے اور اس کو صفائی نفس نصیب ہو اور قلب حق تعالیٰ کی تجلیات کا متحمل ہو سکے اس حدیث شریف میں اسی طرف اشارہ ہے:

”الا وَانِ الْجَنَّةَ حَفَتُ بِالْمَكَارِهِ وَانِ النَّارَ

حفت بالشهوات“

ترجمہ: ”من لو جنت نفس کے خلاف کام کرنے سے ماضی ہو گی اور دوزخ میں لوگ

اپنے نفس کی شهوات کی بیودی کی وجہ سے جائیں گے۔“

چنانچہ جتنے شریعت مطہرہ کے احکام ہیں وہ سب نفس کے خلاف ہیں مثا روزہ، خیرات، نماز، وضو، زکوٰۃ، حج، عسل جنبت وغیرہ اور یہ سب انسان کو جنت میں لے جانے والے اعمال ہیں۔

اس کے بر عکس آج تک جتنے جھوٹے نبوت کے دعویدار کذاب یمامہ سے کذب قویان تک ظاہر ہوئے ہیں ان سب میں ایک پیز مشترک رہی ہے اور وہ ہے ان کی خود ساختہ شہوت انگیز اور نفس امارہ کی خواہشوں کے میں مطابق ان کا دین اور شیطانی شریعت۔ چنانچہ مکسی نے نمازوں پلچر کی بجائے دو کر دیں کسی نے روزے اڑا دیے کسی نے

حج ختم کر دیا کسی نے زنا کو جائز قرار دے دیا کوئی غسل جنابت کو لے اڑا۔ کہیں شراب حلال ہو گئی غرضیکہ جنم میں جانے کا پورا پورا بندوبست اور سامان مہیا کر دیا گیا چنانچہ اب بازیزید کی شریعت کا با کمپن دیکھئے۔

- (۱) غسل جنابت کی ضرورت نہیں۔ ہوا لگنے سے بدن خود بخود پاک ہو جاتا ہے کیونکہ حاروں عناصر ہوا، آگ، پانی اور مٹی پاک کرنے والے ہیں۔
- (۲) جو شخص مجھ پر ایمان نہ لائے وہ مسلمان نہیں۔
- (۳) ایسے شخص کا ذبیحہ حرام ہے۔
- (۴) قبلہ کی طرف رخ کرنا ضروری نہیں۔ جدھر چاہو منہ کر کے نماز پڑھ لو۔
- (۵) مسلمانوں کی میراث ان کے وارثوں کی نہیں بلکہ میرے مردوں کی ہے۔
- (۶) جو لوگ مجھ پر ایمان لائے بس وہی زندہ ہیں باقی سب مسلمان مردہ ہیں اور مردوں کو میراث نہیں ملا کرتی۔
- (۷) ایسے مردہ مسلمانوں کو قتل کروانا واجب ہے۔

بازیزید اور اس کے مرنے کے بعد اس کی اولاد نے ایک عرصے تک مسلمانوں پر لوث مار اور قتل و غارت کری کا بازار گرم رکھا۔ مغل بادشاہ اکبر اور اس کے بیٹے جہانگیر سے اس کی اولاد کا نکراوہ ہوتا رہتا تھا آخر کار شاہجہان بادشاہ کے زمانے میں اس کی اولاد مغل سلطنت کی مطیع ہو گئی اور جھوٹی نبوت کے پیرو بھی ختم ہو گئے۔



(۲۱)

”میر محمد حسین مشدی“

ایران کے شرمشد کارپئے والا تحد سلطان اور گنگ زیب عالمگیر کے آخری زمانے میں دولت دنیا کی تحصیل کا شوق اس کو ہندوستان کھینچ لایا۔ اس بے پسلے یہ کلکل گیا جمل امیر خان حاکم تھا اور اس کی دادو بہش اور فیض گستربی کا ایران بھر میں بڑا شہر تحد۔ میر محمد حسین عالم آدمی تھا اس لئے کامل میں اس کی بڑی پڑی آئی ہوئی یہاں تک کہ امیر خان نے اپنی لڑکوں کی تعلیم و تربیتی بھی اس کے سپرد کر دی امیر خان کی یہوی صاحب جی کے کوئی اولاد نہیں تھی اس نے اپنے ملازم کی لڑکی لے کر پال رکھی تھی اور امیر خان سے کہ دیا تھا کہ کوئی ذی علم نیک آدمی مل جائے تو س لڑکی کا اس سے نکاح کرو۔ امیر خان نے میر محمد حسین کی علمی قابلیت دیکھ کر اس لڑکی سے نکاح کر دیا۔ اس تقریب سے اس کو امیر خان کے دربار میں مزید تقرب حاصل ہو گیا اور امیر خان کا لڑکا ہلوی علی خلن تو گویا میر محمد حسین کا بھیزے زر خرید غلام کی طرح پیش آنے لگا۔

کچھ دن کے بعد امیر خان کا انقلاب ہو گیا تو میری محمد خان بہت نیس اور بیش بہا عطیات کے تھانے لے کر اور گنگ زیب سے ملنے دہلی آیا تھا کہ اس کے دربار میں رسائی حاصل کر کے کوئی بڑا منصب حاصل کرے لیکن یہ ایسی لاہور تک پہنچا تھا کہ اور گنگی زیب کا انقلاب ہو گیا۔

نئے مذہب کی ابتداء

میر محمد خان کا اول غاب بخوت و خود بینی سے بھرپا تھا اور راجح الوقت مذاہب کی بیروی کو اپنے لئے نک و عار سمجھتا تھا اس لئے اس نے ایک نیا مذہب روشناس کرنے کا منصوبہ بٹایا۔ چنانچہ اپنے شاگرد رشید منتی زادے سے کہا کہ ایک ایسی مشکل آن پڑی ہے کہ جس کی عقدہ کشائی تمہارے ہی ناخن تدبیر سے ہو سکتی ہے اگر تم مدد اور تعلوں کا وعدہ

کرو تو یہ راز تم پر آشکارا کروں غرض خوب قول و اقرار لے کر اس کے سامنے یہ تجویز پیش کی۔

ہم تم دونوں مل کر ایک نیا مذہب جدید قواعد اور نئی زبان میں ایجاد کر کے نزول دی کا دعویٰ کریں اور اپنے لئے ایک نیا مرتبہ تجویز کریں جو نبوت اور امامت کے درمیان ہو تاکہ انہیاء اور اولیاء دونوں کی شکن اپنے اندر پائے جانے کا دعویٰ درست ہو سکے۔ وینا کا منصب عیش و عشت اور ریاست و سرداری حاصل کرنے کا یہ ایک ایسا طریقہ ہے کہ اس سے بہتر ممکن نہیں۔ دونوں استادوں اور شاگرد ایک ہی خیر سے اٹھے تھے شاگرد نے بڑی خوشی اور گرچھو شی سے اس تجویز کو قبول کر لیا۔

مذہبی اختراعات و ایجادوں

اپنے منسوبہ کے مطابق محمد حسین نے ایک کتاب لکھی جس کو فارسی کے جدید الفاظ سے مزین کیا اور اس میں متروک اور غیر مانوس الفاظ کی خوب بھوار کی اور بست سے پرانے اور فارسی الفاظ عربی طریقہ پر ترجم کر کے ورج کیے اور اس کو الہامی کتاب کا درجہ دیا اور اس کا نام "آقوزہ مقدمہ" رکھلے۔

اس کتاب کی اشاعت کے بعد اس نے نزول دی اور اپنے کو "بیگوگیت" کہنا شروع کر دیا اور دعویٰ کیا کہ یہ رتبہ نبوت اور امامت کے درمیان ہے اور کماکہ ہر اول العزم پیغمبر کے نو بیگوک تھے چنانچہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی نو بیگوک تھے:

(۱) حضرت علی کرم اللہ وجہ (۲) امام حسن رضی اللہ عنہ

(۳) امام حسین رضی اللہ عنہ (۴) امام زین العابدین

(۵) امام محمد باقر (۶) امام جعفر صدق

(۷) امام موسیٰ کاظم (۸) امام علی رضا

(۹) امام علی رضا تک امامت اور بیگوگیت دونوں جمع رہیں پھر یہ دونوں منصب الگ الگ ہو گئے چنانچہ امام علی رضا کے بعد درجہ بیگوگیت میری طرف منتقل ہو گیا اور امامت امام محمد

تھی کوئی اس طرح اب میں خاتم بیکوگیت ہوں۔ شیعوں کے سامنے اس قسم کی باتیں کرتا اور جب اہل سنّت والجماعت سے ملتا تو ظفرا کے ہم لے کر نواں بیگوگ اپنی ذات کو بتاتا اور کہا کہ مجھے کسی خاص ذہب سے کوئی سروکار نہیں بلکہ میں تو تمام ذہب کا جراغ روشن کرنے والا ہوں اور وہ یہ بھی کہتا تھا کہ (معلو اللہ) حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بوج حمل ساقط ہوا تھا اور جس کا نام محسن رکھا گیا تھا وہ دراصل میں ہی تھا۔

(۲) اپنے ماننے والوں کا لقب "فریودی" رکھا تھا اور اسلام کے عیدین کی طرح کچھ ایام اس نے بھی مخصوص کیے تھے جن کا احراام عید کی طرح کیا جاتا تھا۔

(۳) کہتا تھا کہ مجھ پر دو طرح وحی نازل ہوتی ہے ایک توجہ میں قرص آفتاب پر نظر کرتا ہوں تو اس پر کچھ کلمات لکھے ہوئے نظر آتے ہیں ان سے اکتاب علم کر لیتا ہوں بعض مرتبہ اس کا نور اس قدر بمعطر ہو جاتا ہے کہ برواشت نہیں ہو سکتا بلکہ ہوش و حواس بھی بجا نہیں رہتے اور دوسرے اس طرح کہ ایک آواز سنائی دیتی ہے چنانچہ میں جو کچھ اپنے ماننے والوں سے کہتا ہوں وہ اسی آواز کے مطابق ہوتا ہے۔

(۴) جس روز اس پر پہلی وحی نازل ہوئی (شیطان القا) اس دن کا نام یوم جشن قرار دیا اور جس جگہ نازل ہوئی اس مقام کو غار حراء سے شیشہ رہتا تھا ہر سل ایک جم غیر کے ساتھ اس مقام پر جا کر جشن منیا جاتا تھا اور سب سے کہتا تھا کہ یہی مقام تمہارے بیگوگ کا محیط وحی ہے یہ جشن سات دن تک جاری رہتا تھا۔

(۵) اس نے پانچ وقت کی نماز کی جگہ ہر روز تین مرتبہ اپنی زیارت فرض کی تھی پہلا وقت زیارت طلوع آفتاب کے بعد دوسرا نصف اپیار کے وقت اور تیسرا غروب آفتاب کے وقت اور اس زیارت کے بھی بڑے عجیب و غریب اور مفعکہ خیز طریقے اور کلمات رائج تھے جو بوقت زیارت زائرین پڑھتے جاتے تھے۔

(۶) خلفائے راشدین کی نقل کرتے ہوئے اپنے بھی چار خلیفہ مقرر کیے تھے پہلا خلیفہ اس کا وہی شاگرد رشید فتحی زادہ تھا جس سے مل کر اس نے نیادین گھڑا تھا اور اس فتحی زادہ کو اپنی زبان میں "دوہی یار" کہتا تھا۔ اسی طرز پر اپنے اور اپنے معتقدین کے عجیب عجیب نام

تجویز کرتا تھا۔

دہلی میں فربودی تحریک

میر محمد حسین کو اپنی خود ساختہ فربودی تحریک کے لئے لاہور کی آب دہوا کچھ زیادہ سازگار نہ ثابت ہوئی تو اس نے دہلی جا کر مستقل بود و باش اختیار کر لی اور اپنے زہد کا سکر جانے کے لئے اس نے یہ ڈھنگ اختیار کیا کہ کسی سے کوئی نذر و نیاز قول نہیں کرتا تھا قائدے کی بات ہے کہ بے طمع فقیر کی لوگوں کے دلوں میں عزت و قوت بڑھ جاتی ہے چنانچہ تھوڑے ہی عرصے میں، اس کے زہد و توکل اور تقویٰ و تقدس کا اعتقاد لوگوں کے دلوں میں جنم گیا۔

میر محمد حسین نے جب فضا اپنے موافق دیکھی تو اس نے اپنے عقايد اور اپنا خود ساختہ دین علی الاعلان پھیلانا شروع کر دیا۔ کامل کے صوبیدار کالاڑ کا ہلوی علی خلن جو میر محمد حسین کے پرستاروں میں سے تھا اور انہی عقیدت رکھتا تھا اس وقت دہلی میں تھا اس کی عقیدہ تمندی اور والمانہ ارادت کو دیکھ کر دہلی کے بڑے بڑے مدیناں بصیرت بھی محمد حسین کے گردیدہ ہو گئے اور ان کی دیکھا دیکھی تقریباً ہر طبقے کے لوگوں میں اس کے تقدس کا کلمہ پڑھا جانے لگا اور رفتہ رفتہ اس کی جماعت کی تعداد میں پہنچیں ہزار تک جا پہنچی مرازا غلام احمد قدویانی کی طرح اس نے بھی اپنے تقدس کی تجارت سے بہت کچھ دنیا کا نفع حاصل کیا اور بہت جلد کوئے گناہی سے نکل کر بام شہر پر پہنچ گیا۔

باوشاہ فرخ سیر کی خوش اعقاوی

دہلی کے لوگوں کا جوش عقیدت دیکھ کر فرخ سیر شاہ دہلی کے دل میں بھی محمد حسین کی بزرگی اور پارسائی کے خیالات پکنے لگے اور تخت دہلی پر قدم رکھتے ہی اس کی زیارت کے لئے چند امراء کو ساتھ لے کر اس کے کاشنڈ زہد کی طرف روانہ ہوا۔

جب خود (میر محمد حسین نے اپنا قلب رکھا تھا) کو معلوم ہوا کہ دہلی کا باوشاہ فرخ سیر

اس کی زیارت کے بعد سے آ رہا ہے تو اس کا ساغر دل خوشی سے چکل انھا اور بادشاہ اور اس کے امراء پر اپنے زہد و استغنا کا سکھ جانے کی غرض سے اپنے گمراہ دروازہ مغلی کر دیا۔ جب بادشاہ نے دروازہ کھولنے کی درخواست کی تو اندر سے بولا فقیروں کو بادشاہوں اور امیروں سے کیا کام تم لوگ کیوں ہمیں پریشان کرتے ہو جاؤ چلے جاؤ۔ جب بادشاہ بہت دیر تک منت و ساجد تھا اور مریدوں نے بھی بہت کچھ عرض و معروض کی تو دروازہ کھول دیا۔ بادشاہ نے جھک کر بڑے ادب سے سلام کیا اور دور ایک کونے میں بیٹھ گیا۔ خود نے ہر کی کھل پاؤ شاہ کے بیٹھنے کو دی اور یہ شعر پڑھا۔

پوست تخت گدائی و شدی
ہمہ داریم آں چے می خواہی

بادشاہ اس کی بے نیازی اور فقیرانہ استغنا کو دیکھ کر بہت متاثر ہوا اور ہزاروں روپے اشرفیاں جو نذرانے کے طور پر لایا تھا پیش کیں مگر اس ڈرامہ بازنے خاتمت سے ان کو ٹھکرا دیا جب بادشاہ بہت بھند ہوا تو اس نے اپنے ہاتھ کے لکھنے ہوئے مصحف کے عوض ستر روپے لے لیے اور بادشاہ کی روائی کے بعد یہ روپے بھی لوگوں میں تقسیم کر دیے اور جس مقصد کے لئے یہ سارا کھیل کھیلا تھا وہ پورا ہو گیا اور لوگ اس کی عقیدت میں زمین و آسمان کے قلابے ملانے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کے مریدوں کی تعداد ہزاروں سے تجاوز کر کے لاکھوں تک پہنچ گئی۔

نمود کی گرفتاری اور وزیر کا درود قونخ ایک ساتھ شروع ہوا
لوگ نمود کی کرامت بھجھے

فرخ سیر بادشاہ کے بعد دہلی کے تحت سلطنت پر محمد شاہ کا پھر بربرا نہ لگا محمد امین اس کا وزیر تھا محمد امین نے جب نمود کے اقوال سے اور اس کی حرکتیں دیکھیں اور ایمان د

اسلام کی سپلندی کی توب رکھنے والے ہزاروں لاکھوں دلوں کا خون ہوتے دیکھا تو اس نے نمود کو گرفتار کر کے اس فتنے کو ختم کرنے کا ارادہ کر لیا۔

تقدیر الٰہی کی نیزگی دیکھیے کہ جیسے ہی محمد امین کے سپاہی نمود کی قیام گاہ پر اس کو گرفتار کرنے پہنچے محمد امین پر ورد قونج کا زبردست حملہ ہوا اور وہ اس کی تکلیف سے ترپنے لگ۔ لوگ امین کے مرض کو نمود کی کرامت اور اس کی بدوعالا کا اثر سمجھے۔ سارے شر میں اس واقعہ کا چچا ہونے لگا ان سپاہیوں تک بھی یہ خبر پہنچی جو نمود کو گرفتار کرنے گئے تھے وہ بے چارے گھبرا کر صحیح صورت حال معلوم کرنے کے لئے امین خان کے پاس واپس آگئے امین خان کو یہ پرانا مرض تھا اور کبھی کبھی اس کا حملہ اس پر ہوتا تھا اس وقت بھی وہ درد کے مارے لوٹ رہا تھا اور ہوش میں نہیں تھا۔ جب ذرا ہوش بحال ہوئے تو کو قول سے پوچھا کہ نمود کو گرفتار کر کے کمال رکھا ہے کوتوال نے عرض کیا کہ آپ کی اس تشویشناک حالت کی خبر سن کر ہم بد جواب ہو گئے اور واپس آگئے۔

امین خان نے نہایت خود اعتمادی اور ثابت قدمی کے ساتھ حکم دیا کہ اب تو وقت نہیں تامہم کل صحیح فوراً اس کو گرفتار کر کے حاضر کرو۔

رات کو امین خان کی بیماری شدت اختیار کر گئی اور صحیح اس کی زندگی سے لوگ ناامید ہونے لگے۔ نمود کا معتقد ہادی علی خان لمحظہ بہ لمحہ امین خان کے جل بلب ہونے کی خبریں نمود کو پہنچا رہا تھا۔ امین خان کے سپاہی جب امین کی بیماری کا سن کر نمود کو گرفتار کیے بغیر واپس آگئے تو نمود نے دہلی سے بھاگ جانے کا ارادہ کر لیا تھا مگر امین خان کی شدت علاالت کی خبریں سن کر اس کی جان میں جان آتی جا رہی تھی اور جب اس نے یہ سنا کہ امین خان قریب المرگ ہے تو اپنے گھر سے نکل کر مسجد میں آ کر بیٹھ گیا۔ خودش اعتقاد مردین یہ سمجھ کر کہ امین کی بیماری نمود کی بدوعالا کا اثر ہے نمود کو اپنے سر آنکھوں پر بخا رہے تھے اور مسجد میں ایک مجمع لگا رہنے لگا۔

امین کے لڑکے کی عذرخواہی اور نمود کا مکرو فریب

محمد امین خان کا لڑکا قمر الدین نے اپنے والد کی جب حد سے زیادہ بگزٹی ہوئی حالت دیکھی تو اس بے چارے کو بھی یہ یقین ہوا چلا کہ یہ نمود کی تاراضی اور بد دعا کا اثر ہے چنانچہ اپنے دیوان کے ہاتھ پانچ ہزار روپیہ نقد نمود کو نذر کر کے طور پر روانہ کیا اور معافی کی درخواست کے بعد امین کے لئے دعا اور صحت یابی کے لئے تعویذ کی التجاکی۔

نمود کو پہلے ہی امین کی حالت نزع کا علم ہوا چکا تھا بڑے غور سے کرنے لگا کہ میں نے اس کافر کے گجر پر ایسا تیر مارا ہے کہ اب وہ جاتبرند ہو سکے گا اور میں بھی شوق شادت میں اس مسجد میں آکر بیٹھ گیا ہوں اور میرے جد اعلیٰ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی مسجد ہی میں شہید ہوئے تھے۔ دیوان نے کافی منت و ساجدت کی اور روپیہ نذر کے صحت یابی کے لئے دعا اور تعویذ کی بھی درخواست کی۔ جب دیوان بے چارہ کسی طرح سے بغیر تعویذ کے راضی نہ ہوا تو نمود نے اپنے شاگرد دوہی یار کو مخاطب کر کے کہا لکھا:

”ونزل من القرآن ما هو شفاء و رحمته للملومين ولا يزيد“

الطلمين الاخساره“

یہ آیت لکھ کر دیوان کو دی اور کہنے لگا تیری ضد سے ہم نے یہ تعویذ لکھ دیا لیکن اس سے پہلے کہ یہ تعویذ امین کے گھنے میں ڈالا جائے وہ مر جا گا۔ پھر نمود اپنے عقیدہ تمندوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا امین فتح سکتا ہے اور اس کی صورت صرف یہ ہے کہ وہ توبہ کرے اور خلوص دل سے میری بیعت کرے پھر دیکھے کہ میرا اعجاز سیجائی کس طرح اس کو دوسرا زندگی بخشتا ہے۔

ادھر محمد امین کی میعاد زندگی پوری ہو چکی تھی چنانچہ اس کا انتقال ہو گیا۔ اس وقعد سے نمود کی تحریک میں ایک نیا ولولہ اور جوش پیدا ہو گیا اور اس کی علت کے لوگ گنگے اس کرامت کا ولی میں برا چھا ہوا۔ اکثر لوگوں نے محمد امین کی موت کو نمود کی بد دعا کا اثر سمجھا اور یہ سمجھے کہ اس سے بڑی کرامت کا صدور ہوا ہے حالانکہ امین کی موت کو نمود کی دعا اور گرفتاری سے کوئی تعلق نہیں مگر انہے معتقد کب کسی کی سننے

نہود کی موت، اس کے لڑکے نما نہود کا دو جی یار سے جھگڑا

محمد امین کی رحلت کے بعد نہود بھی تین سل کے بعد طبی موت مر گیا اس کے بعد اس کا بیٹا نہود اس کا جانشین ہوا۔ اس نے عطا یا اور نذر و نیاز کے ان حصوں میں جو دو جی یار کے لئے کالل میں باہمی اتفاق رائے سے طے ہوئے تھے اور جن کو نہود مرتے دم تک باقاعدہ دو جی یار کو دینا رہا تھا از راہ کوتاہ انسکی کی کرنی چاہی۔ اس بناء پر دو جی یار اور نہود میں رنجش اور مقاصت شروع ہو گئی۔ دو جی نے لاکھ سمجھلیا کہ میں تمہارے باپ کا دسازو ہم راز ہوں میرے ساتھ جھنڈا کر ہمناسب نہیں مگر نہود کے سر پر حرص و طمع کا بھوت سوار تھا۔ دو جی نے یہاں تک سمجھلیا کہ کس طرح اس کے باپ نے کالل میں مجھ سے مشورہ لیا تھا کہ کس طرح ایک نیا نامہ ہب جاری کریں اور نقدس کی دو کلان کھول کر دنیا کا مامل و متعاق جمع کریں دو جی نے وہ سارے حالات اور منصوبہ بندیاں اور مکرو فریب جو اس نے نہود کے ساتھ مل کر کیے تھے اور لوگوں کو اپنا عقیدت مند بنا لیا تھا اور وہ محلہ جس کے تحت ایک خاص حصہ آمنی کا دو جی یار کو ملا کرے گا جو نہود مرتے وقت تک ادا کر تھا ان سب کی تفصیل نہود کو بتائی اور آخر میں یہ بھی کہا کہ تمہاری اس مکرو فریب کی تحریک کو جو کچھ بھی ترقی حاصل ہوئی اس میں اس خاکسار کا حصہ تمہارے باپ سے بھی زیادہ ہے لذ اخذ چھوڑ کر جو آمنی کا حصہ میرے لئے مقرر ہوا ہے بے تامل ادا کرنے کا عہد کرو تو بہتر و نہ تمہارے مذہب تھماری کتابیں اور تھماری تحریک کا ابھی بھانڈا چھوڑے دیتا ہوں۔

گھر کا بھیدی لنکاڑھا ہے۔ دو جی یار نے مکرو فریب کا پر دہ چاک کر دیا

دو جی یار نے جب یہ دیکھا کہ نہود کی صورت اس کا مقررہ حصہ دینے پر راضی نہیں تو ناچار اجتماع جشن کی تقریب پر جب کہ فربودی بکثرت جمع تھے اور دوسرے

تماشائیوں کا بھی بڑا ہجوم تھا اپنک کھڑے ہو کر ایک تقریر کی جس میں محمد حسین المعرف نمود کے خواص خذہب اور اور دعویٰ نبوت کی ساری سازشیں لوگوں کے سامنے ظاہر کر دیں۔ نمود کی عیاری اور اپنی شرکت کا سارا ماجرا اول سے آخر تک حاضرین جلسہ کو سنائے جیران کرویا۔

دوجی یار نے پھر لوگوں سے کمادوستو کیا تم میرا اور نمود کا لکھا پچان سکتے ہو بت سے لوگوں نے اقرار کیا کہ ہم تم دونوں کا خط پچانتے ہیں۔ اس پر دوجی یار نے وہ مسودات اور منصوبہ بندیاں جو محمد حسین اور دوجی یار نے باہم صلاح و مشورہ سے مرتب کیے تھے نکال کر وکھائے اور کہا کہ یہ ذہب میری اور نمود کی عیاری سے وجود میں آیا ہے نہ کسی کو نبوت ملی نہ کسی پر کتب اور دوہی اتری یہ سب ہماری شعبدہ بازیاں تھیں۔

لوگوں نے ان مسودات کو غور سے دیکھا اور حرف بہ حرف دوجی کے بیان کی تصدیق کی۔ اس وقت جمع سے ہزار ہا آدمی جن کو خدا نے نظرت سلیمانہ عطا فرمائی تھی اس باطل ذہب سے توبہ کر کے از سرنو اسلام میں داخل ہوئے اور رفتہ رفتہ اس واقعہ کموفریب کی اطلاع اور اجتماع میں دوجی یار کی تقریر کی تفصیل پورے دہلی اور قرب و جوار کے علاقوں میں پھیلتی گئی اور لوگ اس تحیر ک سے مخرف اور بیزار ہوتے گئے اور نصف صدی سے بھی پہلے یہ ذہب گہاٹی کی قبر میں دفن ہو گیا۔

فقط دابر القوم الذين ظلموا والحمد لله رب العالمين۔

(۲۲)

”کذاب قادریان“

مرزا غلام احمد قادریانی

یہ شخص ۱۸۳۹ء میں ضلع گوراپیور پنجاب کے ایک موضع قادریان میں پیدا ہوا اس کا ذکر ہم ذرا تفصیل کے ساتھ کریں گے کیونکہ اس نے ابتداء میں تقدس کا لبادہ اوڑھ کر بر صیرہ ہند پاکستان کے مسلمانوں کی متاع ایمان کو بہت برباد کیا ہے اور اس کے دجل و فریب شیطانی الہامات، ابلیسی وحی اور قرآن و حدیث کی تحریکات نے عالم اسلام کی جزیں کھو دنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور بے چارے سلاہ لوح مسلمان کثرت سے اس کے جل میں گرفتار ہوئے نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۹۴۷ء میں حکومت پاکستان نے عوام کے شدید اصرار پر اور دس ہزار مسلمانوں کی شہوت کے بعد پارلیمنٹ کے اندر ان کے علماء اور خلیفہ کا اہل سنت والجماعت کے علماء سے باقاعدہ کئی روز مناظرو کرایا اور ان کے کافرانہ عقائد خود ان کے خلیفہ مرزا ناصر سے اقرار کرنے کے بعد متفقہ طور پر بذریعہ قانون قادریوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کے تبلیغی مرکز روہ کو جو ایک متوازی حکومت کے طور پر کام کرتا تھا کھلا شر قرار دے دیا۔ پاکستان کے بعد ساؤتھ افریقہ سعودی عرب، علیبیا اور دوسرے ممالک نے بھی قادریانی عقیدہ رکھنے والوں کو خارج از اسلام قرار دیا۔ اب قادریوں نے اپنا تبلیغی مرکز لندن منتقل کر دیا ہے جس سے یورپ کے تمام ڈرائیں ابلاغ کے ذریعہ اپنے عقائد کا پرچار کرتے ہیں۔ یہودی حکومت کے ساتھ ان کے خاص روابط ہیں اور وہاں ان کو اپنا کام کرنے کی پوری آزادی ہے اور ظاہر ہے کہ جو کام عالم اسلام کے خلاف ہو گا یہودی حکومت یہی خوشی سے اس میں تعاون کرے گی۔ لیکن اب کچھ تفصیل

اس جھوٹے نبی کے حالات کی ملاحظہ فرمائیں :

مرزا غلام احمد قادیانی

مرزا غلام احمد بن حکیم غلام مرتفعی موضع قدیان تحصیل پڑالہ، ضلع گورنمنٹ سپور (بنجاب) کا رہنے والا تھا۔ ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوا۔

دعووں کی کثرت و تنوع

اس کتاب میں جس قدر خود ساختہ نبیوں کے حالات اور اق ساقیہ میں قلم بند ہوئے ہیں ان میں سے ہر ایک کے ساتھ اس کا دعویٰ بھی درج کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام کو ان حالات کا مطالعہ کرتے وقت معلوم ہو گا کہ یہ لوگ عموماً ایک ایک منصب کے دعوے دار رہے ہیں۔ اور بت کم مدی ایسے گزرے ہیں جن کے دعووں کی تعداد دو یا تین تک پہنچی ہو۔ البتہ ایک مرزا غلام احمد اس عموم سے مستثنی ہے۔ سطحی نظر سے قادیانی کے جو دعوے اس کی کتابوں میں دکھائی دیتے ہیں۔ ان کی تعداد تقریباً چھوڑ رہی ہے آپ بھی ذرا ان مضمون کیزد عدوں کو ملاحظہ فرمائیں :

ارشلو ہوتا ہے میں حدث ہوں، امام الزمان ہوں، مجدد ہوں، میشل مسیح ہوں، مریم ہوں، مسیح موعود ہوں، ملیم ہوں، حائل دھی ہوں، مهدی ہوں، حارث موعود ہوں، رجل فارسی ہوں، سلمان ہوں، چینی الاصل موعود ہوں، خاتم الانبیاء ہوں، خاتم الاولیاء ہوں، خاتم الملائے ہوں، حسین سے بہتر ہوں، حسین سے افضل ہوں، مسیح ابن مریم سے بہتر ہوں، یسوع کا ملجم ہوں، رسول ہوں، مظہر خدا ہوں، خدا ہوں، مانند خدا ہوں، خالق ہوں، نطفہ خدا ہوں، خدا کا بیٹا ہوں، خدا کا بیپ ہوں، خدا مجھ سے ظاہر ہوا، اور میں خدا سے ظاہر ہوا

ہوں، تشریعی نبی ہوں، آدم ہوں، شیث ہوں، نوح ہوں، ابراہیم ہوں، اسحاق ہوں، اسلیل ہوں، یعقوب ہوں، یوسف ہوں، موسیٰ ہوں، واود ہوں، عیسیٰ ہوں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر اتم ہوں، ذوالقرنین ہوں، احمد فخار ہوں، بشارت اسمہ احمد کا خداوند ہوں، میکائیل ہوں، بیت اللہ ہوں، رور گوپال یعنی آریوں کا بیلو شاہ ہوں، کلکنی او تار ہوں، شیر ہوں، شش ہوں، دقر ہوں، محی ہوں، میمت ہوں، صاحب اختیارات کن فیکون ہوں، اشجع الناس ہوں، مججون مرکب ہوں، داعی الی اللہ ہوں، سراج منیر ہوں، متوكل ہوں، آسلمان اور زمین میرے ساتھ ہیں، وجہ حضرت باری ہوں، زائد الجمود ہوں، محی الدین ہوں، مقتیم الشریعہ ہوں، منصور ہوں، مراد اللہ ہوں، اللہ کا محمود ہوں، یعنی اللہ میری تعریف کرتا ہے، نور اللہ ہوں، رحمۃ اللعلیمین ہوں وہ ہوں جس سے خدا نے بیعت کی۔ غرض دنیا جہان میں جو کچھ تھا۔ مرزا تھا لیکن سوال یہ ہے کہ۔

یوں تو مددی بھی ہو یعنی بھی ہو مسلمان بھی ہو
تم بھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

اوہموري تعلیم اور اس کا انجام

مرزا غلام احمد قدویانی کے ایام طفولت میں اس کے والد حکیم غلام مرٹنے صاحب قصبہ بیالہ میں مطب کرتے تھے اور غلام احمد بھی باپ ہی کے پاس بیالہ میں رہتا تھا۔ اس نے چھ سال کی عمر میں قرآن پڑھنا شروع کیا۔ قرآن مجید کے بعد چند فارسی کتابیں پڑھنے کا اتفاق ہوا ابھی تیرہ چودہ سال کی ہی عمر تھی کہ باپ نے شلوی کے بندھنوں میں جکڑ دیا یہ پہلی بیوی قدویانی کے حقیقی ماموں کی بیٹی تھی۔ یہ وہی محترمہ حرمت بی بی خان بدلور مرزا سلطان احمد کی والدہ تھیں جنہیں قدویانی نے محلہ کر رکھا تھا۔ کبھی ملن و نفقہ دیا اور نہ طلاق دے کر ہی پیچاری کی گلوخلاصی کی۔ ابھی سولہ سال ہی کی عمر تھی کہ غلام احمد کے گھر میں مرزا سلطان احمد متولد ہوئے مترة اخبارہ سال کی عمر میں والد نے غلام احمد کو گل علی

شاہ پالوی نام ایک مدرس کے سپرد کر دیا جو شیعی المذهب تھے ان کی شاگردی میں منطق اور فلسفہ کی چند کتابیں پڑھنے کا انتقال ہوا بس یہی قادریانی کی ساری علمی بساط تھی، تفسیر، حدیث، فقہ اور دوسرے دینی علوم سے قطعاً محروم رہا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بیچارہ ”نیم ملا خطرہ ایمان“ کے درجہ سے ترقی نہ کر سکا ورنہ اگر صحاح ست نہیں تو کم از کم مسکوہ ہی باقاعدہ کسی استلو سے پڑھ لی ہوتی تو اس کے دین میں شاید اتنا فتورانہ پیدا ہو سکتا۔ جس قدر کہ بعد میں مشاہدہ میں آیا۔

منطق و فلسفہ کی چند کتابیوں کے تحلیم کے بعد والد نے طب کی چند کتابیں پڑھائیں مگر چوں کہ علم طب کی بھی تینکیل نہ کی۔ اس فن میں بھی بمشکل نیم حکیم خطرہ جان ہی کی حیثیت اختیار کر سکا ورنہ اگر اسی فن میں اچھی دستت گاہ حاصل کر لی ہوتی تو ایک معقول ذریعہ معاش ہاتھ آ جاتا۔ اور آئندہ تقدس کی دکان کھول کر خلق خدا کو گمراہ کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ ان ایام میں قادریان کے مثل خاندان کو حکومت کی طرف سے سات سو روپیہ سالانہ وظیفہ ملتا تھا۔ ایک مرتبہ مرزا غلام احمد اپنے عم زاد بھائی مرزا الام الدین کے ساتھ پیش لینے کے لئے گورا اسپور گیا۔ سات سو روپیہ وصول کرنے کے بعد یہ صلاح ٹھہری کہ ذرا لاہور اور امرتسر کی سیر کر آئیں۔ دونوں بھائی امرتسر اور لاہور آ کر سیرو تفرغ میں مصروف رہے۔ باوجود یہ کہ بڑا ارزانی کا زمانہ تھا سات سو روپیہ کی رقم خییر چند روز میں اڑا دی۔ حالانکہ متعدد گھر انوں کی معيشت کا مدار اسی پیش نہ تھا۔ رقم تلف کرنے کے بعد غلام احمد نے سوچا کہ قادریان جا کر والدین کو کیا منہ دکھاؤں گا یہاں سے بھاگ کر سیالکوٹ کا رخ کیا۔ یہ جھوٹے نبی کا بچپن تھا۔

سیالکوٹ کی ملازمت، مختاری کا امتحان

سیالکوٹ میں اس کا ایک ہندو دوست اللہ مسیم میں جو بیالہ میں ہم سبق رہ چکا تھا موجود تھا۔ مرزا اللہ مسیم میں کی سی و سفارش سے سیالکوٹ کے ضلع کچمرے میں دس پندرہ روپیہ ملہنہ کی نوکری مل گئی۔ چند سال غشی گری کی ملازمت میں برکیے۔ آخر ایک

دفعہ معلوم ہوا کہ اس کا دوست اللہ نعم میں مختاری کے امتحان کی تیاری کر رہا ہے۔ اس نے بھی مختاری کا امتحان دینے کا قصد کیا چنانچہ اسی دن سے تیاری شروع کر دی۔ لیکن جب امتحان ہوا تو اللہ میں میں کامیاب اور مرزا غلام احمد ناکام رہا۔

اس ناکامی کے بعد شاید خود بخود نفسی گری کی نوکری چھوڑ کر قادریان کو مراجعت کی چوں کہ قانون کا مطالعہ کیا تھا باپ نے اہل پاکرا سے مقدمہ بازی میں لگادیا آٹھ سال تک مقدموں کی ہجروتی میں پھریوں کی خاک چھاتا پھرا بزرگوں کے دہمات خاندان کے قبضہ سے نکل چکے تھے۔ اور مقدمہ بازی کے پلو جو واپس نہ ملے تھے اس لئے حزن و ملال رنج و اضطراب ہر وقت مرزا غلام مرتضی کے نفس زندگی بنے ہوئے تھے ان حالات کے پیش نظر مرزا غلام احمد رات دن اسی خیال میں غلطال و بیچاں رہتا تھا کہ خاندانی زوال کا مردا کیا ہو سکتا ہے اور ترقی و عروج کی راہیں کیوں کر کھل سکتی ہیں، ملازمت سے وہ سیر ہو چکا تھا۔ مختاری کے ایوان میں باریابی نہ ہو سکی تھی فوج یا پولیس کی نوکری سے بھی بوجہ قلت مشاہروں کوئی روپی نہ تھی تجارتی کاروبار سے بھی قاصر تھا کیونکہ اس کوچہ سے تبلد ہونے کے علاوہ سرمایہ بھی موجود نہ تھا۔

اب لے دے کے تقدس کی دکان آرائی ہی ایک ایسا کاروبار رہ گیا تھا جسے غلام احمد زر طلبی کا وسیلہ بنا سکتا تھا اور یہی ایک ایسا مشفظہ تھا جس کی زرپاشیں حصول عزوجاہ کی کفیل ہو سکتی تھیں میں چند بزرگ ہستیوں کی طرف بڑا جو جو خلافت تھا۔ شلاقبہ بیالہ میں سلسلہ عالیہ قدوریہ کے مشتبہ پیر سید ظہور الحسن اور پیر سید ظہور الحسن صاحبین افلاہ خلق میں معروف تھے۔ موضع رتچھتر میں پیر سید المام علی شہ صاحب نقش بندی مسند آراء تھے۔ اسی طرح موضع مسائیاں میں بھی ایک بڑی گدی تھی۔ ان حضرات کو مراجع امام دیکھ کر مرزا غلام احمد کے منہ سے بھی رال نہک رہی تھی کہ جس طرح بن پڑے شیعیت اور پیری مریدی کا کاروبار جاری کرنا چاہئے۔

لاہور میں مذہبی چھیڑ چھاڑ

غلام احمد ابھی اسی اوپر بن میں تھا کہ اتنے میں خبر آئی کہ اس کے بچپن کے رفق و ہم کتب مولوی محمد حسین ابو سعید محمد حسین صاحب بیالوی جو ولی میں مولانا نظیر حسین صاحب (معروف بہ میان صاحب) سے حدیث پڑھ کر چند روز پہلے لاہور اقامت گزین ہوئے تھے بیالہ آئے ہیں۔ غلام احمد نے بیالہ آکران سے ملاقات کی اور کہا میری خواہش ہے کہ قلیاں چھوڑ کر کسی شرمن قست آنائی کروں"

مولوی صاحب نے کہا کہ اگر لاہور کا قیام پسند ہو تو وہاں میں ہر طرح سے تماری مدد کر سکتا ہوں۔ قلیانی نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ فیر اسلامی ادبیات کے رو میں ایک کتاب لکھوں۔ "مولوی محمد حسین نے کہا ہیں یہ مبارک خیال ہے۔ لیکن ہر ہی وقت یہ ہے کہ فیر معروف نصافت کی کتاب مشکل سے فروخت ہوتی ہے۔ مرزا نے کہا کہ حصول شریت کوں سا مشکل کام ہے؟ اصل مشکل یہ ہے کہ تکلیف و اشاعت کا کام سریلیہ کا ممکن ہے اور اپنے پاس روپیہ نہیں ہے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ تم لاہور چل کر کام شروع کرو اور اس مقصد کو مشترکوں میں بھی کوشش کروں گا۔ حق تعالیٰ سبب الاصابہ ہے۔ لیکن یہ کام قلیانی میں رہ کر نہیں ہو سکتے۔ غرض لاہور آنے کا سعیم ارادہ ہو گیا مرزا غلام احمد نے لاہور پہنچ کر مولوی محمد حسین کی صوابیدہ کے بموجب اپنے مستقبل کا جلوائجہ عمل تجویز کیا اس کی پہلی کڑی غیر مسلموں سے الجھ کر شریت و نمود کی دنیا میں قدم رکھنا تھا۔

یہ وہ زمانہ تھا جب کہ پنڈت دیانند سرسوتی نے اپنی ہنگامہ خیزیوں سے ملک کی نہ ہی فضامیں سخت تمویج و مکدر بیپا کر رکھا تھا اور پاپری لوگ بھی اسلام کے خلاف ملک کے طول و عرض میں بست کچھ زہر اگل رہے تھے۔ مولوی محمد حسین صاحب بیالوی اس وقت اعلیٰ حدیث کی مسجد مہینیاں لاہور میں خطیب تھے۔ مرزا نے لاہور آکر انہی کے پاس مسجد مہینیاں میں قیام کیا۔ اور شب و روز "تحفۃ الند" "تحفۃ الندو" خلعت الندو اور عیسائیوں اور مسلمانوں کے مناظروں کی کتابوں کے مطالعہ میں مصروف رہنے لگا۔ جب ان کتابوں کے مضامین اچھی طرح ذہن نہیں ہو گئے تو پہلے آریوں سے چھیڑ خلی شروع کی اور پھر عیسائیوں کے مقبد میں مل من مبارز (کوئی مقابلہ کرے گا) کا انہوں لگایا۔

ان ایام میں آریوں کا کوئی نہ کوئی پرچار ک اور عیسائیوں کا ایک آدھ مشنری لوباری دروازہ کے باہر باغ میں آ جاتا تھا اور آتے ہی قدمیانی سے ان کی نگریں ہونے لگتی تھیں غرض اسلام کا یہ پہلوان ہر وقت کشتنی کے لئے جوڑ کی حاش میں رہتا تھا اور اسے جمع کو اپنے گرد جمع کر کے پہلوانی مکمل دکھانے کی دھن گئی رہتی تھی۔ قدمیانی اپنے مخلولوں اور اشتخار بازیوں میں اپنے تین خلوم دین اور نمائندہ اسلام ظاہر کرتا تھا اور نہ تو ابھی تک کوئی جھوٹا دعویٰ کیا تھا اور نہ الخلو و زندقہ کے کوچہ میں قدم رکھا تھا۔ اس لیے ہر خیال و عقیدہ کا مسلمان اس کا حاجی و ناصر تھا چند ملے تک مخلولانہ ہنگامے بپار کھنے کے بعد مرزا غلام احمد قدویان چلا گیا اور دہیں سے آریوں کے خلاف اشتخار بازی کا سلسلہ شروع کر کے مقابلہ و مناظرو کے نمائشی تبلیغ وینے شروع کیے۔ چونکہ بحث مباحثہ مقصود نہیں تھا بلکہ حقیق غرض ہم و نمودار شریت طیبی تھی اس لیے آریوں کے شرائط کے مقابلہ میں بالکل چکنے گھرے کامداد اپنا ہوا تھا۔ ان کی ہر شرط اور مطالبہ کو بلطائف الحیل میل جاتا تھا۔ اور اپنی طرف سے ایسی ناقابل قبول شریں پیش کر دیتا تھا کہ مناظرو کی نوبت ہی نہ آتی تھی۔ اگر میرے بیان کی تصدیق چاہو تو مرزا کے مجموعہ اشتخارات موسومہ پہ تبلیغ رسالت کی جلد اول کے ابتدائی اور اق کامطالعہ کرو۔

الہام بازی کا آغاز

اب مرزا نے ان جھنوں قصیوں کو چھوڑ کر الہام بازی کی دنیا میں قدم رکھا اور اپنے علم و متجاب الدعوات ہونے کا پروپیگنڈہ شروع کیا۔ شریت تو پہلے ہی ہو چکی تھی اہل حاجات کی آمد و رفت شروع ہو گئی۔ مرزا جس بلاخانہ میں بیٹھ کر یا لیٹ کر الہام سوچا کرتا تھا اس کو بہت انکھوں سوچنے کی جگہ) سے موسوم کیا جاتا تھا ان دونوں الملکت کی آمد بہت تھی اور ان کا یاد رکھنا دشوار تھا اس لیے اپنے الہام ساتھ ہی ساتھ ایک پاکٹ بک میں نوٹ کر لیتا تھا کچھ دونوں کے بعد ایک بڑے جنم کی کاپی بٹلی اور ایک دوازدہ سالہ ہندو لڑکے شام لال کو الہام نوٹی کے لئے نوکر رکھ لیا۔ قدمیانی اپنا الہام لکھوا کر اس پر شام لال کے

و سخن کرایتا تھا۔ تاکہ وہ بوقت ضرورت الامام نازل ہوئے کا گواہ رہے یہ لذکار نامیت سادہ لوح تھا مسلمانوں کو چھوڑ کر ایک سادہ لوح بلبغ ہندو لڑکے کو شاید اس لئے انتخاب کیا کہ موم کی ناک بن کر رہے اور اس سے ہر قسم کی شہادت دلائی جاسکے۔

ان دونوں میں لالہ شرپت رائے اور لالہ طلاؤاللہ ہم قدویان کے دو ہندو مرزا کے مشیر خاص اور رات دن کے حاشیہ نشین تھے۔ اب معتقدین کا بھی عکھٹا ہوئے لگ ک خوشیدی، مفت خورے ہیں میں ہیں ملانے والے بھی ہرف سے امنڈ آئے لکھر جاری کر دیا گیا۔ کہ ہر شخص الہامی کے طبع سے کھانا کھا کر جائے اور شہرت و نمود کا باعث ہو چونکہ مستحب الدعوات ہوئے کے اشتخاروں نے اور اس سے پہنچر لاہور کے منافقوں اور اشتخار بازیوں نے پہلے سے ہم شہرت پر پہنچا رکھا تھا نذر و نیاز اور چھلاؤں کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔ رجوعات و فتوحات کا شجر آرزو پار آور ہوا اور تمدنوں کی کشت زار لمباتی نظر آئی۔ اب لوگوں نے بیعت کی درخواستیں کیں۔ قدویان کا الہامی ہر ایک کو کبی جواب دینا تھا کہ ابھی ہم کو کسی سے بیعت لینے کا حکم نہیں ہوا۔ اس وقت تک صبر کرو جب کہ اس بارہ میں حکم خداوندی آپنے پہنچے۔

براہین احمدیہ کی تدوین و اشاعت

مرزا کاسب سے برا اعلیٰ کارنامہ جس پر مرزا بیوں کو بنا تاز ہے۔ کتاب براہین احمدیہ ہے یہ ۵۲۳ صفحات کی کتاب ہے جس کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ مرزا غلام احمد نے اس کتاب میں اپنی کلوش طبع سے ایک حرف بھی نہ لکھا بلکہ جو کچھ نہیں رب رقم فرمیا وہ یادو علمائے سلف کی کتبوں سے اخذ کیا یا علمائے معاصرین کے سامنے کاسہ گدائی پھرا کر ان کی علمی تحقیقت حاصل کر لیں۔ اور قدویان کے "سلطان القلم" نے اپنی کو بحوالہ نہست قرطاس ① بنا لالا۔

ابھی یہ کتاب زیر تایف تھی کہ مرزا نے اس کی طباعت میں امداد ویسے جانے کے لئے بے پناہ پروپیگنڈہ شروع کر دیا۔ مرزا نے اپنے اشتخارات میں وعدہ کیا تھا کہ غیر مسلم

اقوام میں سے جو کوئی اس کتاب کا جواب لکھنے گا اس کو دس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا اسلامی روایات میں جوئے کا یہ پہلا موقع تھا جو یورپ کی تقدیم سے نہ ہب کے نام پر کھیلا گیا۔ البتہ اتنی ہوشیاری کی کہ شرطی جوئے کو انعام کے نام سے موسم کر کے بے خبروں کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ دس ہزار روپیہ انعام کا وعدہ پڑھ کر مسلمانوں نے تین کیا کہ واقعی اسلام کی تائید میں یہ کوئی بہت برا توب خانہ ہو گا جو اغیار کے نہ ہی قلعوں کو پاش پاش کر دے گا نتیجہ یہ ہوا کہ چاروں طرف سے روپیہ کی بارش شروع ہو گئی اور مرزا کا دل اپنی اسکیم کی کامیابی پر کنول کے پھول کی طرح کھل گیا۔

(۱) تفصیل کے لئے دیکھو کتاب "رمیں قادریان" ۲۰

حریص تاجروں کا جذبہ حرص دا آز قلیل نفع سے تسلیم نہیں پاتا لیکن ہمارا مرزا ایسا تاجر تھا جو کثیر نفع پر بھی مطمئن نہ ہوا تو قیمت پانچ کی جگہ دس روپے کروی اور صرف یہ نہیں کہ لوگوں سے پہنچی قیمت وصول کی گئی۔ بلکہ والیان ریاست اور اغیار سے فی سبیل اللہ امداد کرنے کی بھی درخواستیں کیں۔ چنانچہ نواب شاہ جمل بنیگم صاحبہ والیہ بھوپال نواب صاحب لوہارو، وزیر اعظم پٹیالہ، وزیر اعظم بہاول پور، وزیر ریاست تالہ گڑھ، نواب مکرم الدولہ رکن حیدر آباد کن اور بہت سے رؤسائے ہر طرح سے امداد کے وعدے فرمائے۔

کتاب برائیں کلب و لجد ایسا خراب ہے کہ ممکن نہیں کہ کوئی ہندو یا عیسائی پڑھے اور مشتعل نہ ہو۔ وہی باتیں جو جارحانہ الفاظ اور مبارزانہ انداز میں لکھی تھیں نہ زم لجد اور دلکش الفاظ میں بھی لکھی جاسکتی تھیں۔ اس کتاب نے اسلام اور اہل اسلام کے خلاف آریوں اور عیسائیوں کے دلوں میں عنود مخالفت کی مستقل ختم ریزی کروی۔ پنڈت لیکھ رام نے "برائیں احمدیہ" کا جواب مکذب براہیم احمدیہ کے نام سے شائع کیا۔

لیکن یہ جواب کیا تھا۔ دشمن وہی اور بدگوئی کا شرمناک مرقع تھا اور یقین ہے کہ جب سے بنی نوع انسان عالم وجود میں آیا کسی بد نمود عدو سے حق نے خدا کے برگزیدہ انبیاء و رسول اور دوسرے مقربین پار گلا احتیت کو اتنی گالیاں نہ دی ہوں گی جتنی کہ پڑت لیکہ رام نے اس کتاب میں دیں۔

اس تمام دشام گوئی کی ذمہ داری مرزا پر عائد ہوتی تھی۔ اسلام کے اس نادان دوست نے ہندوؤں اور ان کے بزرگوں پر لعن طعن کر کے انبیاء کرام کو گالیاں والا میں۔ برائیں احمدیہ میں مرازا ایں اہللت کی بھی بھردار تھی۔ اور یہی وہ اہللات تھے جو آئندہ وعدوؤں کے لئے عموماً سُکْ بُنیاد کا حکم رکھتے تھے۔ گو برائیں کی طباعت کے بعد بھی بعض علماء حسن نل کے سنبھلی جال میں پہنچنے رہے لیکن اکثر علماء ایسے تھے جن کی فراست ایمانی نے اس حقیقت کو بھات پ لیا تھا کہ یہ شخص کسی نہ کسی دن ضرور دعویٰ نبوت کرے گا۔

دعوائے مجددیت اور حکیم نور الدین سے ملاقات

ان دنوں میں حکیم محمد شریف کلانوری نے جو مرزا کا یار غار تھا امرتری میں مطب کھول رکھا تھا۔ مرزا جب کبھی قادیانی سے امر ترا آتا تو اسی کے پاس ٹھرا کرتا۔ برائیں کی اشاعت کے بعد حکیم مذکور نے مرزا کو مشورہ دیا کہ تم مجدو ہونے کا دعویٰ کر دو۔ کیونکہ اس زمانے کے لئے بھی کسی مجدو کی ضرورت ہے چنانچہ مرزا نے اپنی مجددیت کا ڈھنڈوڑہ پیٹنا شروع کیا۔ قادیانی چنچ کر یہ ورنی لوگوں کے پتے مٹکوانے اور ان کے ہم خطوط بھیجنے شروع کیے دوں یورپ، امریکہ، افریقہ کے تمام تاجدار ان اور ان کے وزراء عمل حکومت دنیا کے مدربوں، مصنفوں، نوابوں، راجاؤں اور دنیا کے تمام مذہبی پیشواؤں کے پاس حسب ضرورت انگریزی یا اردو اشتہارات بھجوائے۔ ان اشتہاروں میں اپنے دعویٰ مجددیت کے بعد مکتب الیم کو دعوت اسلام وی گئی تھی۔ لیکن مرازا تجدید کے جذب و اثر کا کمال دیکھو کہ بیس ہزار دعویٰ اشتہارات کی ترسیل کے باوجود ایک غیر مسلم بھی حلقة اسلام میں داخل نہ ہوا ان ایام میں حکیم نور الدین بھیروی ریاست جموں و کشمیر میں ریاستی طیسوں

کے زمرہ میں ملازم تھا۔

یہ حکیم نور الدین ایک لائف ہب شخص تھا۔ اور اگر کسی نہ ہب سے کوئی لگاؤ تھا تو وہ نچپی نہ ہب تھا (دیکھو سیرۃ المحدثی جلد ۲ صفحہ ۵) ان ایام میں سرید احمد خاں سے حکیم نور الدین کی کچھ خط و کتابت ہوئی جب مرزا غلام احمد کو اس خط و کتابت کا علم ہوا تو اسے یقین ہوا۔ کہ اس شخص کی رفاقت ہر طرح سے بام مقصد تک پہنچا سکتی ہے۔ چنانچہ جوں جا کر حکیم سے ملاقات کی اور یہ معلوم کر کے مرت کی کوئی انتہائی رہی کہ حکیم بالکل اسی کا ہم فناق واقع ہوا ہے ان ایام میں حکیم نور الدین شیخ فتح محمد رئیس جوں کا کرایہ دار تھا یہاں دس بارہ روز تک مختلف مسائل پر منتفگلو رہی۔ آخر آئندہ کالائجہ عمل تیار کیا گیا اور مرزا نے قدویان کو مراجعت کی۔ ان واقعات کی تفصیل کتاب ”رئیس قادریاں“ میں ملے گی کچھ دنوں کے بعد مرزا الدھیانہ گیا اور اپنی مجددیت کا اعلان کیا۔ چنانچہ بہت سے سلوہ لوح آدمی حلقة مریدین میں داخل ہوئے۔

مولوی محمد، مولوی عبداللہ اور مولوی استیعیل صاحبین نے جو تینوں حقیقی بھائی تھے۔ اور علائے لدھیانہ میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔ کمیں سے کتاب ”براہین احمدیہ“ حاصل کر کے اس کا مطالعہ شروع کر دیا۔ اسکیں الحاد و زندق کے طوار نظر آئے انہوں نے شر میں اعلان کر دیا کہ یہ شخص مجدد نہیں بلکہ مدد و زنداق ہے۔ اس کے بعد علاء لدھیانہ نے مرزا کی مکفیر کا فتویٰ بھی دیا۔ اور اشتمارات چھپا کر تقسیم کرائے۔ تھوڑی ملن کے بعد علائے حرمین کی طرف سے بھی مرزا کے کفر کے فتوے ہندوستان پہنچ گئے۔

سنہ ۱۸۸۳ء میں براہین احمدیہ کا چوتھا یڈیشن شائع کیا۔ انہی ایام میں مرزا نے دہلی جا کر نفترت بیگم ہم ایک نوک تھد الاڑکی سے شلوٹی کی۔ چہلی بیوی تو پہلے ہی اپنے میکے میں اجزی بیٹھی تھی۔ دوسرو بیوی کی آمد پر پہلی کے آبلو ہونے کی رہی سی امید بھی منقطعہ گئی جب مرزا نے دیکھا کہ علائے حرمین کا فتویٰ مکفیر راہ ترقی میں حائل ہو رہا ہے تو سنہ ۱۸۸۵ء کے اوائل میں اس مضمون کے آٹھ ہزار انگریزی اور شاید ہزار ہاڑو اشتمارات طبع کر کر تقسیم کرائے۔ کہ جو شخص قدویاں آکر صبر و استقلال اور حسن نیت کے ساتھ ایک سال

تک میری صحبت میں رہے گا اسے مجرمے دکھائے جائیں گے۔
 اعجاز نملیٰ کے وعدوں کے استئثار یورپی پادریوں کو سب سے زیادہ بھیجے گئے تھے اور
 مرزا کو یقین تھا کہ کثیر التعداد پادری قبیان آئیں گے اس لئے ان موبہوم مسلمانوں کے قیام
 کے لئے اپنے مکان سے ملحق بڑی عجلت سے ایک گول کمرہ تعمیر کرایا۔ لیکن افسوس کہ کسی
 یورپی پادری کو قبیان آئے اور اس گول کمرے میں قیام کرنے کی سعادت نصیب نہ ہوئی
 البتہ پنڈت لیکھ رام نے مجرمہ دیکھنے کے اشتیاق میں قبیان کے یک سالہ قیام و انتظار پر
 آلوگی ظاہر کی۔ مرزا نے اس کے متعلق خط و کتبہ شروع کی لیکن پانچ چھ مہینوں کی خط و
 کتابت کے بلوجوں کوئی نتیجہ برآمدہ نہ ہوا۔ انجام کارپنڈت بذات خود قبیان پہنچ کر مرزا کے
 گلے کا ہار ہو گیا۔ آخر مرزا نے بہ ہزار مشکل اس "جن" سے پچھا چھوڑایا۔ پنڈت لیکھ رام
 کی ولچپ خط و کتابت کے لئے کتاب "رمیں قبیان" کی طرف رجوع فرمائیے اسی طرح
 رسالہ "سراج نبیر" اور دوسرے رسالوں کی اشاعت کے سبزیاغ و کھا کر مرزا نے مسلمانوں
 سے جو پیشگوئی رقبیں وصول کیں اور پھر خواب بے اختہائی میں سو گیا۔

ہوشیار پور میں چلہ کشی اور پسروعد کی پیشگوئی

مرزا غلام احمد نے کسی پیدا طریقت کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلوک حاصل نہ کیا
 تھا۔ ایک مرتبہ چلہ کشی کا ضرور قصد کیا۔ وہ بے چارہ اس حقیقت سے بے خبر تھا کہ
 کسی شیخ کامل کی راہ نملیٰ کے بغیر اس کوچہ میں قدم رکھنا کس درجہ خطرناک ہے۔ بہر حال
 اس غرض کے لیے تین مریدوں کو ساتھ لے کر ہوشیار پور کو روانہ ہوا۔ اور شیخ مرعلی کے
 طویلہ میں قیام کیا۔ چونکہ مید و وقت کا کوئی کام نام و نمود اور شرست طلبی کے جذبات سے
 خلل نہ تھا اس لیے چلہ کشی کی نمائش بھی ضروری تھی۔ مرزا نے دستی استئثارات چھپوا کر
 اپنے چلے کا اعلان کر دیا اور حکم دیا کہ چالیس دن تک کوئی شخص ملنے کوئی آئے۔ چلے گزر
 جانے کے بعد بیس دن تک ہوشیار پور میں قیام رہے گے۔ اس وقت ہر شخص ملاقات کر سکے
 گا۔

صوفیہ کرام چلوں میں سدر مقی سے زیادہ غذا نہیں کھاتے۔ دن کو روزہ رکھتے ہیں اور رات بھر عبادات کرتے ہیں لیکن مجدد وقت اپنے ہام نہلو چلے میں بھی بدستور کھاتا پیتا رہا۔ معلوم نہیں اس چلہ کی غرض و غایبت کیا تھی؟ بظاہر تو شیاطین کو مسخر اور تملح فرمان بیناً مقصود تھا۔ اگر واقعی یہی مقصود تھا تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کوشش میں مرزا کو ضرور کلمیابی ہوئی۔ کیونکہ کوئی نورانی، ہستی آکر مرزا سے باقیں کرتی رہتی تھی۔ چنانچہ مرزا نے ایک وفہ عبد اللہ سنوری سے جو مرزا کو بلاخانہ پر کھانا پہچانے جایا کرتا تھا کما کہ خدا تعالیٰ بعض اوقات دیر دیر تک مجھ سے باقیں کرتا رہتا ہے۔ اقبال مندرجہ بیٹھے کے متعلق اسی چلہ میں الہلات ہوئے تھے۔ ان ایام میں نصرت نیکم صاحبہ حللہ تھیں، مرزا نے یہ سمجھ کر کہ پسر موعود کے الہام کرنے والا رب العالمین ہے قدوں اجتنبیتی وہڑلے سے پسر موعود کی پیش گوئی کر دی مگر پیشین گوئی جھوٹی نکلی اور مرزا کو بست کچھ تخت اٹھلی پڑی۔ اس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ دیر دیر تک باقیں کرنیوالی کون ذات شریف تھی؟ مرزا کو اس کے پسر موعود کا ہام عنموائیل بتیا گیا تھا۔ ۲۰ فوری ۱۸۸۶ء کو عنموائیل کی موعدہ آمد کا اعلان کیا۔ اس اعلان میں اپنا یہ الہام درج کیا۔

تجھے بشارت ہو کہ ایک وجہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ اس کا ہام عنموائیل اور بیشتر بھی ہے۔ مبارک ہے وہ جو آسمان سے آتا ہے وہ صاحب شکوه اور صاحب عظمت و دولت ہو گا۔ وہ اپنے مسیگی نش اور روح الحق کی برکت سے لوگوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا فرزندِ بلند گرای ارجمند مظہر الاول و الآخر مظہر الحق و العلا کالا اللہ نزل من السماء وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔

ایک پادری نے اس پیشین گوئی کا نہاد اڑایا تو مرزا نے ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کو ایک اور اشتخار شائع کیا۔ جس میں کھا کہ یہ صرف حدشن گوئی ہی نہیں بلکہ عظیم الشان آسمان نشان ہے جس کو خدا نے کریم جل شانہ نے ہمارے نبی کریم رووف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی

صدق و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے اور وہ حقیقت یہ نہیں ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صد بار جو اعلیٰ و اولیٰ و اکمل و افضل ہے۔ خدا نے ایسی پابرکت روح کے سچینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی ایسا لوگا بوجب وعدہ الہی نوبرس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا۔

اس کے بعد ایک اشتمار میں لکھا کہ آج ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کو اللہ جل شانہ کی طرف سے اس عازیز پر کھل گیا کہ ایک لڑکا بست ہی قریب ہونے والا ہے۔ ان ایام میں مرزا کے میرے بھی دعائیں مانگ رہے تھے کہ پر موعود جلد پیدا ہو۔ غرض ہزار انتظار کے بعد وضع حمل کا وقت آیا۔ لیکن پر موعود کی جگہ لڑکی پیدا ہوئی۔

لوگوں نے مرزا کا خوب مذاق اڑایا۔ اور اعتراضات کی آندھیاں افغان قدویاں پر ہر طرف سے امنڈ آئیں۔ لڑکی کی پیدائش پر استہزا و تمثیر کی جو گرم بازاری ہوتی اس نے قدویاں پر بہت کچھ افرادگی طاری کر دی۔ اس لئے مرزا ہر وقت دست بدعا تھا کہ کسی طرح یوئی مکر حملہ ہو کر لڑکا جنس۔ اور وہ لوگوں کو عنموائیل کی پیدائش کا مژہہ سنائے کہ سرخرو ہو سکے۔ آخر خدا خدا کر کے گوہر شاہوار صد رحم میں منعقد ہوا۔ اور نصرت بیگم صاحبہ نے نومینہ کے بعد اپنی کوکھ سے عنموائیل برآمد کر کے مرزا کی گود میں ڈال دیا۔ یہ دیکھ کر مرزا کی باچیں کھل گئیں اور زمین و آسمان مسرت کے گوارے بن گئے۔

۷ اگست ۱۸۸۷ء کو عنموائیل پیدا ہوا۔ اور مرزا نے اسی دن ”خوشخبری“ کے عنوان سے ایک اشتمار شائع کیا جس میں لکھا ہے ناظرین میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کے لئے میں نے ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کے اشتمار میں ہشن گوئی کی تھی وہ آج ۲۳ بجے رات کے پیدا ہو گیل۔ فالمحمد للہ علی ذالک

اب دیکھنا چاہئے کہ یہ کس قدر بزرگ ہستکوئی ہے جو ظہور میں آئی عنموائیل قرباً سو اسال تک زندہ رہے۔ اس کے بعد ۳ نومبر ۱۸۸۸ء کو طبعہ اجل ہو گیل اسکے مرنے پر طعن و تمثیر کے طوفان ہر طرف سے اٹھے۔ لیکن مرزا کے لئے خاموشی کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ چونکہ اعتراضات کی آندھیاں برابر چلتی رہتی تھیں۔ اس لئے قرباً سو اسال

کے بعد یعنی جنوری ۱۸۹۷ء کو ایک اشتہار زیر عنوان "مصنفین کے غور کے لائق" شائع کیا۔ جس میں لکھا کہ میں نے غلطی سے اس لڑکے کو پرمو عود خیال کر لیا تھا۔ اس میں الام الہی کا کوئی قصور نہیں ہے۔"

اس مذکورت خواہی کے سازی سے سات سال بعد یعنی ۱۷ جون ۱۸۹۹ء کو جب مرزا کے گھر میں ایک لڑکا "مبارک احمد" پیدا ہوا تو مرزا نے اسی کو عنوان اُنل قرار دینے کی کوشش کی (دیکھو مرزا کی کتب "تربیۃ القلوب" طبع اول صفحہ ۲۰) حالانکہ مبارک احمد رسول کی مدت معینہ کے سوا چار سال بعد پیدا ہوا تھا۔ مگر مرزا کی بد نصیحتی سے یہ لڑکا بھی عالم طفولیت ہی میں داغ مغارقت دے گیا۔ اور اس طرح فرزند موعود کی اقبال مندیوں کے سارے افسانے طلاق اہل پر رکھے رہ گئے۔ آج کل مرزا ای لوگ خلیفہ المسیح مرزا محمود احمد کے سر پر عنوان ایلیت کا تاج رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مگر ان کی یہ کوشش بے سود ہے۔ کیونکہ خود مرزا نے یہاں محمود احمد کو کبھی عنوان اُنل موعود نہ بتایا۔

مرزا محمود احمد کی پیدائش ۱۸۸۹ء میں ہوئی تھی۔ اس کے فوراً بعد مرزا قلام احمد نے ازسرنو عنوان اُنل کی پیدائش کی پیشین گوئی ۱۸۹۱ء میں اس وقت کی جب میاں محمود احمد کی عمر پونے دو سال کی تھی چنانچہ کتاب ازالہ ادہم میں جو ۱۸۹۱ء میں شائع ہوئی مرزا نے لکھا کہ خدا نے ایک قطبی اور پیغمبری پیش گوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذریت سے ایک شخص پیدا ہو گا۔ جس کو کئی باقتوں میں مسیح سے مشتملت ہو گی۔ وہ اسیوں کو رستگاری بخشے گا لور ان کو جو شہادت کے زنجیروں میں مقید ہیں رہائی دے گا۔

مسیح بننے کے لئے مضحکہ خیز سخن سازی

مرزا نے اوسی میں بہت دن تک دعویٰ مجددت ہی پر اتفاق کیا تھا۔ مگر چونکہ ہر راجح العلم قاطع بدعتات عالم دین مجدد ہو سکتا ہے اس لیے بظاہر اس منصب کو کچھ غیر دقیع سا سمجھ کر ترقی و اقدام کی ہوں دامن گیر ہوئی۔ اور کوئی عظیم القدر شخص دعویٰ کر کے اپنی عظمت کو ثڑیا سے ہم دوش کرنے کا قصد کیا۔ آخر طبیعت نے فیصلہ کیا کہ میسیحت کا

تلخ نسب سرکرنا چاہئے لیکن کمل ہوشیاری اور معاملہ فنی سے کام لے کر یک بیک مسح نہ بنا۔ بلکہ تدریج کو لمحظ رکھا سب سے پہلے حضرت مسح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات اور آپ کی آمد ہانی سے انکار کیا۔ حالانکہ کتاب ”براہین احمدیہ“ صفحہ ۲۹۸ میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی حیات اور آمد ہانی کا اقرار کر چکا تھا۔ اس کے بعد یہود و نصاریٰ کی طرح یہ کہنا شروع کیا کہ حضرت مسح علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے تھے۔ (نزول المسح مولفہ مرتضیٰ مرتضیٰ ص ۱۸) اس کے بعد یہ پروپیگنڈہ شروع کیا کہ میں مثل مسح ہوں۔ جب مرد اس دعویٰ کے متحمل ہو گئے تو کچھ عرصے کے بعد یہ کہنا اور لکھنا شروع کر دیا کہ احادیث نبویہ میں جس مسح کے آنے کی مہشن گوئی تھی وہ میں ہوں۔

جب اس سے کہا گیا کہ حد مثول میں تو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے تشریف لانے کی مشینگوئی ہے اور تم غلام احمد بن غلام مرتنے ہو تو جوب دیا کہ میں ہی عیسیٰ بن مریم ہنا دیا گیا ہوں۔ پوچھا گیا کہ ایک شخص دوسری خصوصیت میں کیوں کرتبدیل ہو سکتا ہے؟ تو کہنے لگا کہ حضرت عیسیٰ کی بعض روحلی صفات طبع علوٰت اور اخلاق وغیرہ خدا تعالیٰ نے میری فطرت میں بھی رکھی ہیں اور دوسرے کئی امور میں میری زندگی کو مسح بن مریم کی زندگی سے اشد مشابحت ہے۔ اس بنا پر مسح ہوں (ازالہ اوہام طبع پنجم ص ۷۹) لیکن جب کہا گیا کہ جناب عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض روحلی صفات، طبع اور علوٰت اور اخلاق وغیرہ تو خداۓ بر تبرت سے اہل اللہ کی فطرت میں بھی ودیعت فرمادیا ہے اور ان کی زندگی کو حضرت مسح بن مریم علیہ السلام کی زندگی سے اشد مشابحت ہوتی ہے تو پھر وہ سب حضرات بھی مسح موعود ہونے چاہئیں۔ اس میں تمہاری کوئی خصوصیت ہے کوئی وجہ نہیں کہ تم تو کسی من گھرست مناسبت کی بنا پر مسح بن مریم بن جاؤ۔ اور عارفین حقیقی اشتراک صفات کے پلے موجود ”مسح موعود“ نہ سمجھے جاسکیں۔

با تمعقول تھی مرتضیٰ اس کا کوئی جواب نہ بن پڑا۔ آخر گیارہ سال کی سخت و مانگ کدوکلوش کے بعد کشتنی نوح میں جسے ۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو شائع کیا تھا اپنے مسح بن مریم بن جانے کا یہ وحکومتہ پیش کیا۔ ”گو خدا نے براہین احمدیہ کے تیرے حصہ میں میراثام مریم

رکھ لے پھر دو برس تک صفتِ مرمیت میں میں نے پرورش پائی اور پرودہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گزر گئے تو جیسا کہ ”برائین احمدیہ“ کے حصہ چارم صفحہ ۳۹۶ میں درج ہے مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھے میں قائم کی گئی اور استغفار کے رنگ میں مجھے حاملہ ظہرا یا گیا۔ اور آخر کمی مہینے کے بعد جو دوں مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس المام کے جو سب سے آخر برائین کے صفحہ ۵۵۶ میں درج ہے۔ مجھے مریم سے عیسیٰ بتایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ظہرا۔ (کشی نوح صفحہ ۳۷۳)

جب مرزا یک وقت جبکہ قلم ایک خیالی حمل کے ذریعے سے مسیح بن مریم بن چکا تو ہر طرف سے مطالبہ ہونے لگا کہ اگر تم پچھے مسیح ہو تو تم بھی حضرت روح اللہ کی طرح کوئی مسیحی اور دکھانو۔ زیادہ نہیں تو مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انہی مجرمات میں سے کوئی مجرمہ دکھانو۔ جو قرآن پاک میں دو جگہ مذکور ہیں۔ یہ مطالبہ نہیت معقول تھا۔ لیکن مرزا کے پاس سخن سازی کے سوار کھلائی کیا تھا۔ سو پہنچے لگا کہ اب کیا بلت ہتاں! آخر اس کے سوا کوئی چارہ کار نظر نہ آیا کہ سرے سے مجرمات مسیح علیہ السلام کے وجود ہی سے انکار کر دے۔ واقعی کسی چیز کی ذمہ داری سے پہنچنے کا یہ نہیت آسان علاج ہے کہ اس چیز کے وجود ہی سے انکار کر دیا جائے۔ مرزا نے مجرمات مسیح علیہ السلام کا صرف انکار ہی نہیں کیا بلکہ اپنی بد نصیت سے ان کا مذاق اڑانا شروع کر دیا۔ حالانکہ یہ مجرمات مسیح علیہ السلام کا مذاق نہیں تھا۔ بلکہ فی الحقيقة کلام الہی کا مذاق اور انکار و استخفاف تھا۔ انہی ایام میں مولوی محمد حسین بٹالوی سے مرزا کی سخت کشیدگی ہو گئی۔

حکیم نور الدین کاجموں سے اخراج

حکیم نور الدین مماراچہ جموں و کشمیر کا خاص طبیب تھا۔ وہ ریاست سے کیوں خارج کیا گیا؟ اس کی وجہ پر تفصیل آپ کو کتب ”رئیس قربان“ میں ملے گی۔ مختصر یہ ہے کہ وہ ریاست کشمیر کے علاقہ کشتواڑ میں ایک مرزا یہ سلطنت قائم کرنا چاہتا تھا اور اس کے لئے

اسباب میا کیے جا رہے تھے۔ حکیم نور الدین کی کوششوں سے مرزا یت کو ریاست جموں و کشمیر میں جتنا فروغ نصیب ہوا اس سے کہیں زیادہ اس کا پنجاب میں نشوونبو ہو رہا تھا۔ اور جوں جوں یہ جماعت ترقی کرتی تھی حکم کا سورج نبھی بڑھتا جاتا تھا کیونکہ انہیں یہ خوف تھا کہ مبلغہ مرزا غلام احمد بھی محمد احمد سوڈانی کی طرح زور پکڑ کر مشکلات کا موجب بن جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ گو مرزا نے نقوس کی دلکشی ابتداء میں محض شکم پری کے لئے کھوئی تھی۔ لیکن ترقی کر کے سلطنت پر فائز ہونے کا لائچہ عمل بھی شروع سے اس کے پیش نظر تھا۔ آخر کیوں نہ ہوتا مغل اعظم سلطان عالم گیر اور نگز نبیغ غازی کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا مگر افسوس کہ حکیم نور الدین کے اخراج سے مرزا یت سلطنت کے بننے بنائے قش بگز کئے اور متوقع سلطنت کی جگہ حکومت کی دشمنی خریدی۔

اعتراض کیا جاتا ہے کہ اگر حکیم نور الدین کو ریاست سے خارج نہ کیا جاتا تو بھی وہ اور مرزا غلام احمد قیام سلطنت میں کامیاب نہ ہو سکتے۔ کیونکہ جب مرزا غلام احمد مدحت العبر قباریان کی ان مسجدوں کو بھی آزاد نہ کر اسکے جنہیں سکھوں نے اب تک وحہم شلهہ بنا رکھا تھا (دیکھو ازالہ اوبام طبع پنجم صفحہ ۵) تو پھر سلطنت کا قیام ایک موہوم چیز تھی۔ لیکن یہ اعتراض صحیح نہیں کیونکہ اگر وہ لوگ کسی طرح قیام سلطنت میں کامیاب ہو جاتے تو قباریان کی مسجدیں خود ہی آزاد ہو جاتیں۔

مجھے بتایا گیا ہے کہ حکیم نور الدین کے اخراج کے بعد حکومت وقت حکیم نور الدین اور مرزا غلام احمد پر بغلتوت کا مقدمہ چلانا چاہتی تھی۔ لیکن انہوں نے کچھ قول و قرار کیے جس کی بنا پر کسی تشدد کی ضرورت نہ رہی۔ ”عجب نہیں کہ یہ بیان صحیح ہو کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ان واقعات کے بعد مرزا غلام احمد کے رویہ میں یک بیک تبدیلی پیدا ہو گئی اور قیام سلطنت کی توقعات کو تین سو سال تک موخر کر کے انگریز کی خوشابد اور درج و توصیف کا نفع چھیڑ دیا۔ اور پھر خوشلہ میں اعدال اور میانہ روی محفوظ رہتی تو بھی ایک بات تھی لیکن مرزا نے تو اپنی انقدر طبیعت سے مجبور ہو کر تعلق و خوشلہ کا خوف ناک طوفان برپا کر

دیا یہ ملک کے خوشنام اس کا اوڑھنا پچھوٹا بن گئی۔ اس خوشنام شعراً کی چند باتیں
ظاہر ہوں۔ لکھتا ہے۔

”پھر میں پوچھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے سرکار انگریزی کی لادا دو
خفا من اور جلوی خیالات کے روکنے کے لئے برابر سترہ سل ملک
پورے جوش سے پوری استقامت سے کھم لیا کیا اس کھم کی اور اس
خدمت نمایاں کی اور اس مدت دراز کی دوسری مسلمانوں میں جو سیرے
مخالف ہیں کوئی نظریہ ہے۔ یہ سلسلہ ایک دو دن کا نہیں، بلکہ برابر سترہ
سلسلہ کا ہے۔“

(کتاب البرہہ صفحہ ۷)

سول ملٹری گزٹ لاہور میں میری نسبت ایک ٹھاط اور خلاف
واقع رائے شائع کی گئی ہے کہ گویا میں گورنمنٹ انگریزی کا بد خواہ
اور مخالفانہ ارادوے رکھتا ہوں لیکن یہ خیال سراسر باطل اور دراز
انصاف ہے میرے والد نے ۱۸۵۷ء کے غدر میں پچاس گھوڑے
خرید کر اور پچاس سوار بھیم پنچا کر گورنمنٹ کی نذر کیے تبلیغ
رسالت جلد ۳ ص ۱۴۳) میری عمر کا آخر حصہ اس سلطنت انگریزی
کی تائید و حملیت میں گذرا ہے میں نے مماغت جلو اور انگریزی
اطاعت کے بارہ میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتمار شائع کیے
ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں
ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے الی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور
مصر اور شام اور روم ملک پہنچا دیا ہے۔

میری ہیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے بچے
خیر خواہ ہو جائیں اور مددی خوبیں اور مسیح خوبیں کی جائیں کہے اصل
رواتیں اور جلو کے جوش والے والے مسائل جو احمقوں کے ولیوں

کو خراب کرتے ہیں ان کے دلوں سے محدود ہو جائیں (تریاق القلوب) انگریزوں کا اس ملک میں آنا مسلمانوں کے لئے درحقیقت ایک نہایت بزرگ فحش الہی ہے۔ تو پھر جو شخص خدا تعالیٰ کی نعمت کو بے عزیزی کی تفہیر سے دیکھے وہ بلاشبہ بد ذات اور بد کار اور (ایام اللہ) میں جانتا ہوں کہ بعض جلال مولوی میری ان تحفیزات سے ہزارضیں ہیں اور مجھے علاوه اور دعوہ کے اس وجہ سے بھی کافر قرار دیتے ہیں لیکن مجھے ان کی دلائل کی سچھ پرواہ نہیں۔ تبلیغ رسالت

جلد ۳۔

دعوائے مددویت

اس وقت تک مرزا مسیحیت ہی کامدی تھا۔ مددی نہیں بنا تھا۔ احادیث نبویہ کے رو سے حضرت مسیح علیہ السلام اور جناب مددی علیہ السلام ایک ہی زمانہ میں ظاہر ہوں گے ۱۸۹۲ء میں ایک عالم رباني نے مرزا سے پوچھا کہ تم مسیح ہو تو حضرت مددی علیہ السلام کہاں ہیں؟ جوان کے عمد سعادت میں ظاہر ہونے والے تھے؟ مرزا نے کہا وہ بھی میں ہوں۔ لیکن اس کے بعد دعوے مددویت میں مرزا کی بیشہ گوگو حالت رہی۔ کبھی تو مددویت کامدی بن بیٹھتا تھا اور کبھی حکومت کے خوف سے کانون پر ہاتھ رکھنے لگتا تھا۔

چونکہ مرزا کو تائید رباني حاصل نہ تھی۔ اور باوجود بڑی بڑی لعن ترانیوں اور خود ستائیوں کے قلم اور زبان کی دنیا سے باہر نکل کر اپنے دعووں کی تائید میں کوئی پیروں شادوت پیش نہیں کر سکتا تھا۔ اس لیے اس کی دوکانداری کا سارا امداد خن سازی پر تھا۔

ایک مرتبہ اسے شوق چ رایا کہ اپنے مددی ہونے کی کوئی پیروں شادوت پیش کرے اس کوشش میں اس نے ۲۶ مئی ۱۸۹۲ء کو ”نشان آسمانی“ کے نام سے ایک رسالہ شائع کیا جس میں اپنے مددی آخر الزمال ہونے کے ثبوت میں شاہ نعمت اللہ کمانی کا قصیدہ پیش کیا۔ لیکن قصیدہ کا صحیح مصدقہ کرنے کی کوشش میں اس پر تحریف و تبدیل کے کچھ ایسے کند ہتھیار چلائے کہ اس کا حلیہ ہی بگزگیا۔ مرزا نے صرف قصیدہ کے اشعار کی ترتیب حسب مراد بدل ڈالی اور بعض الفاظ و تراکیب کو مقدم موخر کر دیا بلکہ خود مددی علیہ السلام کے اسم گرامی میں بھی تحریف کر دی۔ ہر شخص جانتا ہے کہ حضرت مددی علیہ السلام کا نام مبارک محمد بن عبد اللہ ہو گا۔ شاہ نعمت اللہ کے قصیدہ میں بھی احادیث نبویہ کے بوجب حضرت مددی علیہ السلام کا نام ناہی محمدی مذکور ہے۔ چنانچہ پروفیسر براؤن نے ”تاریخ ادبیات ایران“ میں جملہ یہ قصیدہ نقل کیا ہے وہاں یہ شعریوں درج کیا ہے۔

اح� و والے خوانم نام او نمادرے نینم

مرزا ایسوں کے ”سلطان القلم“ نے شعر میں تصرف تو کیا۔ لیکن تصرف و تحریف کے

لے بھی سلیقہ درکار ہے۔ مرزا اس روبدل کے وقت اتنا بھی احساس نہ کر سکا کہ اس سے شعر کا وزن درست نہ رہے گا۔ اس نے اپنی کم سوادی سے میم اور الف کو ہم وزن سمجھ لیا۔

حضرت پیر مرعلی شاہ کو دعوت مبارزت

مرزا بیت کی تروید میں آج تک جو ہزاروں لاکھوں کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں شاید سب سے پہلی کتاب "مسالیہ" تھی جو حضرت پیر مرعلی شاہ صاحب گولبوی نے جو علم حدیث میں مولانا احمد علی صاحب محدث سارن پوری مرحوم کے شاگرد ہیں۔ آج سے قبل بیانیں سلسلے پہلے زیب رقم فرمائی۔ اس کتاب میں مسئلہ حیات "حکیم علی السلام کو اس طرح منقح کیا گیا ہے کہ اس کے بعد کسی دلیل کی حاجت نہیں رہتی۔ جب یہ کتاب شائع ہوئی تو مرزا کی حلتوں میں کرام مجھ گیل کچھ عرصہ کے بعد مرزا نے اپنے حواری خاص مولوی محمد حسن امروی سے اس کا جواب ہاں "مس بازغہ" لکھوا کر شائع کیا۔ حضرت پیر صاحب نے "مس بازغہ" کی تروید میں کتاب "سیف چشتیائی" لکھی۔ یہ کتاب آج تک کئی مرتبہ چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ لیکن گزشتہ ۲۸ سل کی طویل مدت میں امت مرزا یہ کو اس کا جواب لکھنے کا حوصلہ نہیں ہوا۔ جب کتاب "سیف چشتیائی" نے مرزا بیت کے سارے بخیے اوپر زدیے اور مرزا بیت کا جتازہ ذات درسوائی کے بحر ظلمات میں ڈوبتا نظر آیا تو مرزا غلام احمد نے اس تن مردوں میں از سرنو زندگی کی روح پوکنی چاہی۔

چنانچہ اس کوشش میں جولائی ۱۹۰۰ء کو ایک مطبوعہ اعلان میں حضرت پیر مرعلی شاہ صاحب اور ہندوستان بھر کے دوسرے چھیاٹی علائے کرام و صوفیا نے عظام کو لاہور آ کر مناگھہ کرنے کی دعوت دی اور لکھا کہ "مرعلی شاہ صاحب اپنی رسی شیلت کے غور سے اس خیال میں لگے ہوئے ہیں کہ کسی طرح اس سلسلہ آسمانی کو مٹا دیں۔ اس غرض سے انہوں نے دو کتابیں بھی لکھی ہیں جو اس بلت پر کافی دلیل ہیں کہ وہ علم قرآن اور حدیث سے کیسے بے بہرہ اور بے نصیب ہیں۔ وہ اپنی کتاب کے ذخیرہ لغویات میں ایک بھی

اگر بات پیش نہیں کر سکے جس کے اندر کچھ روشنی ہو معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ صرف اس دعوکا میں پڑے ہوئے ہیں کہ بعض حدیثوں میں لکھا ہے کہ صحیح موعود آسمان سے نازل ہو گے۔ حلا نکہ کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوا کہ کب اور کس زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسم عضری کے ساتھ آسمان پر پڑھ گئے تھے اور حق نزول کے لفظ کے اللئے سینے کرتے ہیں اگر مر علی شہ صاحب اپنی ضد سے باز نہیں آتے تو میں فیصلہ کئے لئے ایک سل طریق پیش کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ پیر صاحب میرے مقابل سات گھنٹہ تک زانوبہ زانوبیٹھ کر چالیس آیات قرآنی کی عربی تفسیر لکھیں۔ جو تقطیع کلام کے میں ورق سے کم نہ ہو۔ پھر دونوں تفسیریں تین عالموں کو جن کا اہتمام حاضری و انتخاب پیر مر علی شاہ صاحب کے فمد ہو گا سنائی جائیں۔ جس کی تفسیر کو وہ حلقوپسند کریں وہ موید من اللہ سمجھا جائے مجھے منتظر ہے کہ پیر مر علی شہ صاحب اس شہادت کے لئے مولوی محمد حسین پیاللوی اور مولوی عبد الجبار غزنوی امر تسری اور مولوی عبداللہ پروفیسر لاہوری کو یا تین اور مولوی مفتی کر لیں جو ان کے مرید اور پیروں نہ ہوں۔

اگر پیر صاحب کی تفسیر بہتر ثابت ہوئی تو میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی تمام کتابیں جو اپنے دعووں کے متعلق ہیں جلا دوں گا اور اپنے تین مخدوں اور مردود کچھ لوں گا اور اگر وہ مقابلہ میں مغلوب ہو گئے یا انسوں نے مباحث سے انکار کر دیا تو ان پر واجب ہو گا کہ وہ توبہ کر کے مجھ سے بیعت کریں میں سمجھ رکھتا ہوں کہ پیر صاحب مباحث میں بالکل ناکام رہیں گے بلکہ مباحث کے لئے لاہور ہی نہیں آئیں گے اور میرا غالب رہنا اسی صورت میں متصور ہو گا جب کہ پیر مر علی شہ صاحب پیر ایک ذلیل اور قاتل شرم اور رکیک عبارت اور لغو تحریر کے کچھ بھی نہ لکھ سکیں اور ایسی تحریر کریں جس پر اہل علم تھوکیں اور نفرت کریں۔ کیونکہ میں نے خدا سے یہی دعا کی ہے کہ وہ ایسا ہی کرے اور میں جانتا ہوں کہ وہ ایسا ہی کرے گا اور اگر پیر مر علی شہ صاحب بھی اپنے تین مومن مستجاب الدعوات جانتے ہیں تو وہ بھی ایسی ہی دعا کریں اور یاد رہے کہ خدا تعالیٰ ان کی دعا ہرگز قبول نہیں کرے گا۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے مأمور مرسل کے دشمن ہیں اس لئے آسمان پر ان کی عزت نہیں۔ یاد

رہے کہ مقام بحث بجلی لاہور کے جو مرکز پنجاب ہے اور کوئی خدھ ہو گا اگر میں حاضر ہوا تو اس صورت میں بھی کٹب سماجیوں گا انتظام مکن جلسہ ہر صاحب کے اختیار میں ہو گا اگر ضرورت ہو گی تو بعض پولیس کے افسروں نے جائیں کے اور لفعت ہواں پر جو تخلف یا انکار کرے۔"

مرزا کو پورا یقین تھا کہ ہر صاحب جو نمائت معمور اللوقت اور عربت گزدیں بزرگ ہیں اور ذکر ان کا دن رات کا مشغله ہے مناگرو کے لئے ہرگز نہیں آئیں گے اور مریدوں کے سامنے یہ شیخی بھمارنے کا موقع مل جائے گا کہ ہر صاحب کو لوٹی جیسا فاضل اہل جس کے لاکھوں مرید ہیں میرے مقابلہ کی حراثت نہیں کر سکتے لیکن یہ دیکھ کر مرزا کی حرمت کی کوئی اختناش رہی۔ کہ ہر صاحب نے حقیقی اس حقیقی کو منکور کر لیا اور ۲۵ جولائی ۱۹۰۰ء کو لکھ بھیجا کہ "مرزا غلام احمد صاحب قبولی کا اشتہار آن ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء کو نیازمند کی نظر سے گذر لکھا کارڈ کو دعوت حاضری جلسہ لاہور میں شرائط مجوہہ مرزا صاحب منکور ہے لیکن دو خواست یہ ہے کہ میری بھی ایک گزارش کو پہلے اپنی سیاحت و مددعیت کے والاں پیش کریں۔ اور میں مرزا صاحب کے والاں کا جواب دوں" اگر مرزا صاحب کے تجویز کردہ تینوں حکم اس پلت کو حلیم کر لیں کہ مرزا صاحب اپنے زوجے کو پاہی تھوت سمجھ نہیں پہنچا سکے تو وہ میرے ہاتھ پر توہہ کریں۔ میں اپنی طرف سے تاریخ مناگرو ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء بمقام لاہور مقرر کرتا ہوں اور ملا کیم تک پتا نہیں مقررہ پر لاہور پہنچ چلیے لاہور امیر تریخ اور بعض دوسرے مقابلہت کے ملکا کو ہم خود جمع کر لیں کے جو دوسرے علماء کے جمع کرنے کا ذمہ نہیں ملے رکھتے"

الفرض جب تمام مراحل ملے ہو گئے تو حضرت ہر صاحب مجوہہ ۱۲ اگست ۱۹۰۰ء کو علماء کی ایک جماعت کے ساتھ جن میں سے اکثر کے تمام مرزا کی فہرست میں درج تھے لاہور تشریف لے لئے مناگرو لاہور کی شیخی مسجد میں قرار لیا۔ ہر شخص کو یقین تھا کہ قبولی کی وجہ میں مسجد پر پہنچ جائے گے

گمراہے حق کے رعب نے مقابلہ پر آئے کی اجازت نہ دی البتہ اس کی جگہ ایک مطبوعہ اشتخار لاہور میں تقسیم کراویا کہ پیر صاحب مقابلہ سے بھاگ گئے۔ واقعی یہ بھی صبح قدویان کا ایک معمجوہ تھا کہ قدویان کے باہر قدم رکھنے کی تو خود جرات نہ ہوئی اور مقابلہ سے رہا فرار پیر صاحب نے اقتیار کی اور صرف یہی نہیں کہ پیر صاحب کو ہریت و فرار کے اشتخار ان کی مراجعت کے بعد شائع کیے گئے ہوں بلکہ مولوی شاء اللہ صاحب امرتسری لکھتے ہیں کہ جب یوم مباحثہ کی صبح کو پیر صاحب اور دوسرے لوگ شلیعی مسجد کی طرف جا رہے تھے تو راستے میں ہر جگہ نہایت چوب قلم اشتخارات لاہور کی دیواروں پر چپاں پائے گئے جن کا یہ عنوان تھا "پیر مرعلی کا فرار" جو لوگ پیر صاحب کو چشم خود لاہور میں دیکھ رہے تھے وہ بزبان حل کہہ رہے تھے۔

این چہ می نہنم پہیداری ست یارب یا بخواب

آخر جب پیر صاحب ۲۹ اگست کے روز بعد انتظار بسیار لاہور سے مراجعت فرمے تو مرازا کا ایک زرد رنگہ اشتخار جو بزبان حل مرازاً ہریت اور زردوائی کی شہادت دے رہا تھا بلا تاریخ نکلا جس میں لکھا تھا کہ پیر صاحب نے ہمارا طریق فیصلہ منظور نہ کیا اور چال بازی کی۔ اس کے بعد ایک اور اعلان بھی شائع کیا جس کا عنوان "آخری حیله" تھا کو اس اشتخار پر تاریخ طبع ۲۸ درج تھی لیکن یہ لاہور میں پیر صاحب کی مراجعت کے کئی دن بعد تفصیل ہوا۔ اس میں لکھا تھا "اب مجھے معلوم ہوا کہ لاہور کے گلی کوچوں میں پیر صاحب کے مرید اور ہم شرب شرت دے رہے ہیں کہ پیر صاحب تو بالقلائل تغیر لکھنے کے لئے لاہور میں پہنچ گئے تھے مگر مرازا بھاگ گیا۔ حالانکہ یہ تمام باتیں خلاف واقع ہیں۔ بلکہ خود پیر صاحب بھاگ گئے ہیں میں بھر جا لاؤ پہنچ جاتا۔ مگر میں نے سنا ہے کہ اکثر سلفہ اور کمینڈ طبع لوگ گلی کوچوں میں مستوں کی طرح گالیاں دیتے پھرتے ہیں اور نیز مختلف مولوی بڑے جوش سے وعظ کر رہے ہیں کہ یہ شخص واجب القتل ہے تو اس صورت میں لاہور جانا بغیر کسی احسن انتظام کے کس طرح مناسب ہے اس فتنہ اور اشتعل کے وقت میں بھجو شر کے رئیسوں کی پوری طرح کی ذمہ داری کے لاہور میں قدم رکھنا کویا آگ میں قدم

رکھا ہے (تلخ رسالت جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۹)۔

اس اعلان کے متعلق فتنی الی بخش صاحب الکو شٹ لاہور نے جو سالہاں تک مرزا کی رہنے کے بعد مرزا سنت سے تائب ہوئے تھے۔ کتاب "عصائے موسیٰ" میں لکھا جب مرزا صاحب لاہور آنے سے ایسے ہر اسال و ترسال تھے تو اول خود ہی اشتمار دے کر اپنی جان کو خطرے میں کیوں ڈالا؟ مرزا صاحب نے خود ہی تو تمام دنیا کو مقابلہ کے لئے بلا یا اور اشتمار پر اشتمار شائع کیے اور جب آپ کے حکم کی تعمیل میں حضرت پیر صاحب اور دوسرے حضرات جمع ہوئے تو فرمائے گئے کہ ایسے مجمع میں جانا تو گویا آگ میں کوو پڑتا ہے۔ ذرا غور کرو کہ اللہ کے رسول توقع صحیح و سکتی ہوئی آگ میں ڈاے دیئے گئے۔ لیکن حافظ حقیق نے انہیں ہر طرح سے محفوظ رکھا لیکن آپ محض خیالی اور مجازی آگ میں قدم رکھنے سے بھی ڈر گئے جو خود بدولت ہی کی سلسلی ہوئی تھی سچا مومن تو خير الحافظين کے حفظ و امن اور اس کی نصرت ملکیوں کا بھروسہ کر کے ہر خطرے کا مقابلہ کرتا ہے لیکن منافق لوگ اس طرح قدم رکھتے ہوئے ڈرتے ہیں۔

بے خطر کو ڈا آتش نمود میں عشق
عشق ہے محو تہشی لب بام ابھی

گو مرزا صاحب کو لاہور آنے کی جرأت نہ ہوئی لیکن ہر کس و ناکس کو مرزا صاحب کے اس قول کی تصدیق ہو گئی کہ اگر میں حاضر نہ ہوا تب بھی کذب سمجھا جاؤں گا (عصائے موسیٰ صفحہ ۲۲۱) اس کے بعد مرزا نے اپنے رسالہ اربعین کے نمبر ۲ میں لکھوہ کیا کہ پیر صاحب نے اپنے جو ابی اشتمار میں تحریری مقابلہ سے پہلے فصوص قرآن و حدیث کے رو سے مبادیہ کیے جانے کی کیوں خواہش کی؟ افسوس مرزا نے یہ شکایت کرتے وقت اتنا انصاف نہ کیا کہ انہوں نے خود ہی تو پیر صاحب کو علم قرآن و حدیث سے بے بہرہ بتایا تھا اور ان کی کتاب "مشی الدایہ" کو جو مرزا سنت ہیں میں بہترین کتاب ہے۔ ذخیرہ نفویات قرار دیتے ہوئے ان سے رفع و نزول مسجح علیہ السلام کے دلائل عدیکرنے کا مطالبہ کیا تھا

حالانکہ پیر صاحب شش المدایہ میں اس کے بیسیوں دلائل پیش کرچکے تھے۔ پس اگر پیر صاحب نے تفسیر نویسی کے مقابلہ سے پہلے مرزا جی کج روی اور رفع و نزول سچ علیہ السلام کو قرآن و حدیث سے ثابت کرنے کے لئے تھوڑے سے زبانی مناظرہ کی بھی خواہش کی تو کیا بے جا کیا؟ اور پھر یہ کہ جب مرزا جی نے حضرت پیر صاحب کے مطالباہ کو شرف قولت نہ بخشا تو پیر صاحب نے بھی اس پر کچھ اصرار د فرمایا تھا بلکہ مرزا کی دس شرطوں کو ہی قول فرمائے کہ مقابلہ تفسیر نویسی کے لئے لاہور تشریف لے آئے تھے اور پیر صاحب کے اشتیار سورخہ ۲۱ اگست ۱۹۰۰ء میں مرزا کے تمام شرائط منظور ہو کر ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء کو جانبین کا لاہور پہنچ جانا قرار پا چکا تھا جس کے لئے مرزا کے پاس بشرط انصاف و دیانت کی عذر خواہی اور حیلہ گری کی گنجائش نہ تھی (عصائے موسیٰ) بہر حال مرزا کی اس شاندار پسپائی نے قدویاں کے خلاف لفبغہ طامت کے بہت سے پہنچ کس دیئے اور مرزا یوں کے لئے گھروں سے باہر لکھنا مشکل ہو گیا۔

۱۲۸ اگست کے اشتیار میں تو مرزا نے لکھا تھا کہ میں نے سرحدی پٹھانوں کے خوف سے لاہور کا رخ نہیں کیا لیکن کچھ دنوں کے بعد رسالہ اربعین میں یہ لکھ مارا کہ اگر پیر مرعلی شاہ صاحب منولی مناظرہ اور اپنی بیعت کی شرط پیش نہ کرتے تو اگر لاہور اور قادیان میں برف کے پھاؤ بھی ہوتے اور جائزے کے دن ہوتے تو میں تب بھی لاہور پہنچتا اور ان کو دکھلاتا کہ آسمانی نشان اس کو کہتے ہیں (اربعین نمبر ۳ صفحہ ۲۱)۔

اس کے بعد ہاد سبمر ۱۹۰۰ء کو مرزا یوں لکھوہ سخن ہوا کہ پاوصف اس کے کہ اس معاملہ کو دو مینے سے زیادہ عرصہ گزر گیا مگر اب تک پیر مرعلی شاہ کے متعلقین سب و شتم سے باز نہیں آئے اور ہر ہفتہ میں کوئی نہ کوئی ایسا اشتیار پہنچ جاتا ہے جس میں پیر مرعلی شاہ کو آسمان پر چڑھایا جاتا ہے اور مجھے گالیاں دی ہوتی ہیں اور میری نسبت کہتے ہیں کہ دیکھو اس شخص نے کس قدر ظلم کیا کہ پیر مرعلی شاہ صاحب جیسے مقدس انہیں بالمقابل تفسیر لکھنے کے لئے صعوبت سزا لھا کر لامہ اور میں پہنچے مگر یہ شخص اس بات پر اطلاع پا کر کہ وہ حقیقت وہ بزرگ نابغہ زمان اور سحیبان دوران اور علم معارف قرآن میں لاٹاںی

روزگار ہیں اپنے گھر کی کسی کوٹھری میں چھپ گیا۔ ورنہ حضرت پیر صاحب کی طرف سے معارف قرآنی کے بیان کرنے اور زبان عربی کی بلاغت دکھلانے میں برداشت خاہر ہوتا۔
(ضیمہ اربعین ۳ صفحہ ۲۵۷)

بہرحال مرزا نے مقابلہ سے فرار کرنے کے متعلق اپنی طرف سے دو گونہ صفاتیں پیش کیں جو اوپر درج کی گئی ہیں لیکن عجب نہیں کہ اس کی ایک تیسری وجہ بھی ہو اور شلیکہ وہی حقیقی وجہ ہو جو خود تقدس ماب مرزا غلام احمد نے "ضیمہ گولڑویہ" (طبع سوم کے صفحہ ۳۳) میں لکھی ہے کہ "میدان میں لکھنا کسی مخت کا کام نہیں" یاد رہے کہ میں مرزا کو خدا نخواست مخت یا شغل نہیں کتا بلکہ "شیر" سمجھتا ہوں جو اپنے ڈکار "پیر صاحب" پر حملہ کرنے کے لئے ڈکارتا ہوا قلعیان سے لاہور آپنچا تھا۔ چنانچہ خود "شیر قدیاں" لکھتا ہے اس وقت مرعلی شاہ صاحب کمل ہے۔ جس نے گونڈہ کو بدنام کیا؟ کیا وہ مرد ہے جو باہر نہیں نکلے گا۔ اور شیر تو ضرور نہ رہا مرتا ہے۔ (اعجاز احمدی مولفہ مرزا غلام احمد صفحہ ۳۹۹)۔

حضرت پیر صاحب کے مقابلہ میں مرزا کو جو زخم آئے ان کو دو مینے تک سینکتا رہا آخر جب زخم اچھے ہو گئے تو پیر صاحب سے از سرن مقابلہ کی خواہش کا اظہار کرنے لگا اور لکھا کہ اگر کشتی دو پہلوانوں کی شبہ ہو جائے تو دسری مرتبہ کرائی جاتی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ایک فرق تو دوبارہ کشتی کے لئے "قدیاں" کے کونے میں وباکا" کھڑا ہے اور دوسرا جو جیتا ہے وہ مقابلہ پر نہیں آتا (ضیمہ اربعین نمبر ۳ صفحہ ۲۵۷) لیکن اگر دو بچارہ کسی حقیقی پہلوان ہی سے پوچھ لیتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ غالب اپنے مغلوب پہلوان سے دوبارہ کشتی نہیں لڑا کر تا اور مغلوب بھی وہ جس کا حقیقی محض نمائش ہو۔ اگر کبھی کوئی حقیقی سلطنت آموجو ہو تو گھر کے دروازے بند کر کے کسی کو نہیں میں جا چھپے۔

مرزا سیت کے مأخذ اور اصول مذہب

مرزا غلام احمد نے اپنا جو دین جاری کیا وہ مختلف ادیان و مذاہب سے مأخذ تھا اس نے اسلام، آریہ دھرم، یہودیت، الفرانسیت، باطیت، مہدویت، بابیت اور بہائیت کے تحوزے

توڑے اصول لے کر ان کو اپنالیا اور ایک مجنون مرکب تیار کر کے اس کا ہم احمدت رکھ دیا ذیل میں آپ کو معلوم ہو گا کہ سعی قدویان نے کون کون سا عقیدہ کہل کہل سے اڑایا! اس نے جو اصول و عقائد اسلام سے اخذ کئے وہ تو ہر ایک کو معلوم ہیں۔ اس لیے ان کا اندر ارج غیر ضروری ہے البتہ اس نے غیر اسلامی مذہب کے سامنے سکول گدائی پھر اکرتے حاصل کیے ان پر مختصر ارد شنی ڈالی جاتی ہے :

یہود کی پیروی اور ہم نوائی

قدیوان کے خانہ ساز سعی نے جن مسائل میں اسلام کی صراط مستقیم کو چھوڑ کر یہود کی تقلید کی ان میں سے چند امور نموذج درج کے جاتے ہیں۔

یہود حضرت مریم بتوں (ملیما السلام) کو (معاذ اللہ) زاویہ اور حضرت سعی علیہ السلام کو (خاکم بدھن) ناجائز تعلقات کا نتیجہ قرار دیتے ہیں مرا نے بھی ان کی تقلید میں حضرت مریم بتوں سلام اللہ ملیما کی شلن پاک میں وہی گندگی اچھلی۔ چنانچہ "ایام الصلح" میں لکھا کہ "یہود کی طرح انفاؤں میں بھی رواج ہے کہ اگر ان کی لڑکیں نکاح سے پہلے اپنے منسوب سے میل ملاقت رکھیں تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں سمجھتے مثلاً مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ اختلاط اور اس کے ساتھ گھر سے باہر چکر لگانا اس رسم کی شہادت دیتا ہے اور بعض پہاڑی خواتین کی لڑکیں اپنے منسوبوں سے حاملہ بھی ہو جاتی ہیں۔ اس میں کچھ نک و عار نہیں سمجھا جاتا۔ (ترجمہ از ایام الصلح مولفہ مرا غلام احمد صفحہ ۶۵ حاشیہ)۔

اور "کشی نوح" میں لکھا "مریم کی دہ شلن ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تینیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم تورت میں حمل میں کیوں نکاح کیا گیا اور بتوں ہونے کے بعد کو کیوں ناقص توڑا اور تعداد ازواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی یعنی بوجودو یہ کہ یوسف نجار کے گھر میں پہلی بیوی موجود تھی پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں

آؤے گر میں کتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں (کشی نوح صفحہ ۲)۔ اور ”چشمہ سمجھی“ میں لکھا کہ جب چھ سات صینیہ کا حمل نمایاں ہو گیا تب حمل کی حالت میں ہی قوم کے بزرگوں نے مریم کا یوسف نام ایک نجار سے نکل کر دیا اور اس کے گمرا جاتے ہی ایک دو ماہ کے بعد مریم کے پیٹا پیدا ہوا۔ وہی سیسلی یا یسوع کے نام سے موسوم ہوا (چشمہ سمجھی صفحہ ۱۶)۔

ان اقتباسات سے ظاہر ہے کہ خدا کے ایک بر گزیدہ رسول کو غیر طاہر قرار دینے میں مرزا نے کس طبقات کے ساتھ یہود کی ٹپاک سنت کی تجدید کی جس طرح یہود حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محبوات کا انکار کرتے ہیں اسی طرح مرزا نے بھی انکار کیا چنانچہ لکھا کہ یہ سائیوں نے آپ کے بہت سے محبوات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی محبужہ ظاہر نہیں ہوا۔ (حاشیہ ضمیرہ انعام آنکھ صفحہ ۷)۔

جس طرح یہود حضرت مسیح علیہ السلام کو گالیاں دیتے ہیں اسی طرح قدومنی نے بھی دیں چنانچہ لکھا کہ ہم ایسے ٹپاک خیال اور مکابر اور راست بازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدی بھی قرار نہیں دے سکتے چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔ (حاشیہ ضمیرہ انعام آنکھ صفحہ ۷)۔

مرزا نے حضرت مسیح علیہ السلام کو جو گالیاں دیں۔ ان کو مرزا کی کتابیں ضمیرہ انعام آنکھ اور ”وافع ابلاؤ“ میں دیکھئے۔ خدا کے بر گزیدہ رسول حضرت مسیح علیہ السلام کی روشنی میں مرزا کی شدت انہاک کا یہ عالم تھا کہ اس نے آپ کو خاص وہ گالیاں دینے کے لئے جو تیرہ بخت یہود دیتے ہیں۔ یہود کی کتابیں محفوظ کر ترجمہ کرائیں۔ (دیکھو مکتوبات احمدیہ ۵ حصہ اول صفحہ ۵)۔

جس طرح یہود تورت میں تحریف کرتے رہتے تھے چنانچہ ارشاد رباني (کلام اللہ میں تحریف و تبدیل کرتے تھے) اس پر گواہ ہے اسی طرح مرزا نے قرآن اک اور احادیث نبویہ میں سینکڑوں تحریفیں کیں مرزا غلام احمد کی تحریفات کے نمونے آئندہ صفحات پر حوالہ قلم ہوں گے حکیم نور الدین کی تحریفات کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

۴ دسمبر ۱۹۷۶ء کو سورہ صاف کے درس میں کسی مانع نے حکیم نور الدین سے درخواست کی کہ اس آیت کی تشریع فرمادیجئے۔

(حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی کہ میرے بعد ایک رسول مبعوث ہوں گے جن کا اسم گرامی احمد مجتبی صلی اللہ علیہ وسلم ہو گا لیکن جب آپ مigrations خاہرہ کے ساتھ تشریف لے آئے تو کفار کرنے لگے کہ یہ تو صریح جلاو ہے حکیم نور الدین نے سائل سے کہا کہ تم بڑے نلوان ہو سنو جس احمد کی بشارت اس آیت میں دی گئی ہے وہ مشیح (مرزا غلام احمد) ہے اس کے بعد کماں اپنی ذوقی باتیں بت کم بیان کیا کرتا ہوں تم تو صرف احمد کے متعلق تشریع چاہتے ہو یہاں تو خدا نے احمد کے بعد نور کی طرف بھی اشارہ کر دیا ہے اس کے آگے دین کا لفظ بھی ہے اور اس نور کو نہ ماننے کے متعلق بھی یہ وعدہ فرمائی ہے۔ (صفحہ ۳۳) حکیم نور الدین کا نور اور دین کا اشارہ اس آیہ کی طرف تھا۔ ان تحریفات سے آپ کو معلوم ہو گا کہ مرزا تی بد نصیبوں نے یہود کی مانند کس طرح کلام اللہ اعلیٰ احوالیت رسول اور آثار سلف کو اپنی نفسی خواہشوں کا آہ کار بنا رکھا ہے۔

نصاریٰ کے مشرکانہ عقیدوں پر پیر مرزا قاویانی کا ایمان

مسلمانوں کا مسلم عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام صلیب پر نہیں چڑھائے گئے تھے چنانچہ قرآن پاک میں ہے۔

(نہ یہود نے مسیح کو قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا بلکہ ان کو امشبہ ہو گیا اس کے خلاف نصاریٰ کا عقیدہ ہے کہ یہود نے آنحضرت کو صلیب پر چڑھایا اور لطف یہ ہے کہ بوجود ادعائے صلیب ہیکنی مرزا بھی اس مسئلہ میں نصاریٰ ہی کا پیرو تھا چنانچہ لکھتا ہے۔

کہ حضرت مسیح برذ جمعہ بوقت عصر صلیب پر چڑھائے گئے جب وہ چند گھنٹے کیلوں کی تکلیف اٹھا کر بے ہوش ہو گئے اور خیال کیا گیا کہ مر گئے تو ایک دفعہ سخت آندھی اٹھی (نزول المسیح ۱۸)۔

جب مرزا نے مسیح علیہ السلام کے مصلوب ہونے کے عقیدہ میں اہل صلیب کی ہم

نوائی اقتدار کی تو لاہور کے مسیحی رسولہ جلی نے لکھا کہ مرزا صاحب نے مسلمانوں کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچایا۔ بلکہ وہ مسلمانوں کو اپنے ستری جال میں چھاپ کر بھیش خانہ دوستیں برباد و ردو شمند کوب کے اصول پر کار بند رہے ہیں یہ مسائیوں کو ان کی ذات سے بہت فائدہ پہنچا ہے کہ انہوں نے مسیح کے مصلوب ہونے کو قرآن سے ثابت کر دکھلایا ہے مسائیوں پر جو نجات کے لئے مسیح کی صلیب کو ضروری خیال کرتے ہیں واجب ہے کہ مرزا جی کی اس صلیبی خدمت پر ان کے مرحون احسان ہوں کیونکہ مرزا صاحب حقیقی معنی میں صلیب کے زبردست حادی تھے اور انہوں نے مسائیوں کے خلاف جو کچھ لکھا وہ محض دہڑیوں کے خیالات کو اپنی طرف سے پیش کر دیا تھا۔

جس طرح نصاریٰ حضرت مسیح بن مریم طیہما السلام کے ابن اللہ ہونے کے قائل ہیں اسی طرح مرزا بھی (معلّا اللہ) اپنے تین خدائے بر تر کی اولاد پہلیا کرتا تھا چنانچہ اس کے الہام ملاحظہ فرمائیں۔

"تو بنسز لہ میری اولاد کے ہے"۔ الحکم ۲۰ دسمبر ۱۹۰۶ء

"تو میرے بیٹے کی جگہ ہے" حقیقت الوہی صفحہ ۸۶

(۱) میرے بیٹے سن! المبشری جلد او لطفہ ۹۷۔ ان الہاموں میں مرزا نے ظاہر کیا ہے کہ حق تعالیٰ نے اسے بیٹا کہ کر مقابلہ کیا ایک اور الہام۔

" تو میرے پانی یعنی نطفہ سے ہے اور دوسرے گندی مٹی سے بنے ہیں" "اربعین نمبر ۳ میں مرزا نے اپنے آپ کو معلّا اللہ نطفہ خدا ہاتھیا ہے۔ ان کے علاوہ لکھتا ہے کہ مسیح کا اور میرا مقام ایسا ہے جسے استغفار کے طور پر انسانیت سے علاقہ سے (تو پیغمبر مرام صفحہ ۲) ملا انکہ ولد اور این وغیرہ وہ الفاظ ہیں جنہیں حق تعالیٰ نے قرآن پاک میں شرک قرار دیا ہے اور ان کی پر نور نہ ملت فرمائی ہے مرزا نے اسلام کی پاک توحید کے مقابلہ میں نصاریٰ کی تقلید میں اپنی ایک پاک شیعیت بھی پیش کی تھی چنانچہ لکھتا ہے۔

کہ ان دو محبوّین کے کمل سے جو خالق اور خلق میں پیدا ہو کر نزولوں کا حکم رکھتی ہے اور محبت اللہ کی آنکھ سے ایک تیری چین پیدا ہوتی ہے جس کا نام روح القدس ہے

اس کا ہم تسلیت ہے اس لئے یہ کہ سکتے ہیں کہ وہ ان دونوں کے لئے بطور ابن اللہ کے ہے۔ (از اللہ اوہام)

آریوں سے مرزا کی ہم آہنگی

بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ مرزا نے آریہ و ہرم کا صرف ایک اصول اپنے پنچھے میں داخل کیا مگر اس لحاظ سے کہ وہی ایک عقیدہ جس کے لئے مرزا نیت آریہ و ہرم کی ممنون احسان ہے۔ آریہ مت کی جان اور اس کا بنیادی اصول ہے = اس لئے اس کو بنسزلہ کثیر کے سمجھتا چاہتے قدم وہ ہے جو اذلی ہو یعنی اس کی کوئی ابتداء نہ ہو ہمارا عقیدہ ہے کہ خالق کون و مکان عز اسمہ کے سوا کوئی چیز قدم نہیں آریہ لوگ خالق کردار کی طرح روح اور ملاہ کو بھی قدم اور اذلی مانتے ہیں۔ ان کے نزدیک سلسلہ کائنات قدم پانوں پانوں ہے اور خالق کے ساتھ تخلوق کا بھی کوئی نہ کوئی نوع پانوں سے برابر چلا آ رہا ہے مرزا بھی اسی عقیدہ کا پیرو تھا چنانچہ ”چشمہ معرفت“ میں لکھتا ہے۔

چونکہ خدا تعالیٰ کی صفات کبھی م uphol نہیں رہتیں اس لئے خدا تعالیٰ کی تخلوق میں قدامت نوعی پائی جاتی ہے یعنی تخلوق کی انواع میں سے کوئی نہ کوئی نوع قدم سے موجود چلی آتی ہے۔ مگر معنی قدامت باطل ہے (چشمہ معرفت صفحہ ۲۶۸)۔

ظاہر ہے کہ یہ عقیدہ الحدوں فلسفہ سے بھی بڑھا ہوا ہے کیونکہ وہ صرف آسمان کو قدم پانوں خیال کرتے تھے لیکن مرزا نے آریوں کی طرح اس کی تعمیر کر کے تمام تخلوقات کو قدم پانوں بتا دیا ڈاکٹر گرس دو لڈ نے مرزا تی جماعت اور آریہ سماج میں ایک عجیب مشہد و مطابقت بیان کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ آریہ اور مرزا تی دونوں فرقے ہنجلی ہیں مرزا تی توصیہ ہنجلہ عی کے پاشندے ہیں اور آریہ سماج کو ابتداء بھی میں قائم ہوئی تھی تاہم یہ بھی ایک طرح سے ہنجلی جماعت ہے کیونکہ اس کا زیادہ تر شور ہنجلہ عی میں پیلا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ فرقے میگذھ والوں (نچریوں) اور برہمو سماج والوں سے متفرق ہیں کیونکہ ان کی پیدائش اور نشوونمو کا مقام علی الترتیب صوبہ متحہ اگرہ و اودھ

اور بگل ہے جس طرح اسلام سے علی گزہ والے (نچری) اور مرزاںی نکلے۔ اسی طرح ہندو دھرم سے بھی دو نئے فرقے یعنی آریہ سلنج اور برہو سلنج پیدا ہوئے جس طرح نچری آزاد خیال ہیں اور قدویانی حفاظت دین ہونے کے مدعا ہیں۔ اسی طرح ہندو میں سے برہو سلنج کا رویہ آزادانہ ہے اور آریہ سلنج دھارک مکتبتوں کی حالتی و حفاظت ہونے کی مدعا ہے (مرزا غلام احمد صفحہ ۲۲-۳۵)۔

مرزا ہبیت نے جنم لے کر اسلام کو فائدہ پہنچایا آریہ دھرم کو اس کا فیصلہ خود ایک آریہ اخبار کے بیان سے ہو سکتا ہے۔ آریہ ویر نے اپنی ۱۷۲۲ مارچ ۱۹۲۳ء کی اشاعت میں لکھا کہ اسلامی عقائد متزلزل کرنے میں احمدت نے آریہ سلنج کو الی امداد وی ہے کہ جو کام آریہ سلنج صدیوں میں انجمام دینے کے قتل ہوتا وہ احمدی جماعت کی جدوجہد نے برسوں میں کر دکھلایا ہے۔ بہر حال آریہ سلنج کو مرزا صاحب اور ان کے مرید مرزا یوں کا ملکوں ہونا چاہئے (قدویانی ہدیان صفحہ ۳۸)۔

مرزا مشبہ فلاسفہ اور اہل نجوم کے نقش قدم پر

میسح قدویان نے اپنی عمر کا ایک حصہ علوم نظری کی تو نذر کیا تھا۔ چنانچہ لکھتا ہے کہ میں نے گل علی شاہ پنڈلوی سے خواہ اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم حاصل کیے (کتاب البریہ صفحہ مہا) لیکن دینی تعلیم کسی سے حاصل نہ کی (اربعین نمبر ۲ ص ۰۱۱) اگر منطق اور حکمت کے ساتھ دینی علوم کی بھی تحصیل کی ہوتی تو بڑی امید تھی کہ الحلا و زندقة کی واپیوں میں سرگردان ہونے کے بجائے اسے فلاح و ہدایت کا راستہ مل جاتا۔

اے کہ خواندی حکمت یو ٹیبلیں حکمت ایک تیال راہم بخوان دینی تعلیم سے بے بھرہ رہنے کا یہ اثر ہوا کہ جس غیر اسلامی مذہب کا جو عقیدہ بھی من کو بھلایا اسی پر رسکھ گیا اور اس کی پروانہ کی کہ غیر اسلامی عقائد کا شفت اسے دائرہ اسلام سے خارج کر دے گا آپ نے پڑھا کہ اس نے کس طرح

یہود و نصاریٰ اور آریوں کے عقیدے اختیار کر لئے لیکن یہ معاملہ ابھی بیس پر ختم نہیں ہوا جاتا بلکہ آگے چل کر آپ کو یہ حقیقت اور بھی زیادہ عربان نظر آئے گی کہ اس کے دل و دماغ کو کہیں قرار نہ تھا اس کے قوائے ذہنی باطل قولوں کے سامنے اسی طرح بے بس تھے جس طرح مردہ غسل کے ہاتھ میں بے بس ہوتا ہے۔ ذات باری تعلل کے متعلق اس نے مجسم سے بھی کہیں بے ہودہ اور مٹھکے خیز عقیدہ اختیار کر لیا تھا چنانچہ لکھتا ہے۔

قومِ اطہمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے بے شمار ہاتھ بے شمار پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ کہ تعداد سے خارج اور لا انتہا عرض و طول رکھتا ہے اور بھیل رہی ہیں۔ اور کشش کا کام دے رہی ہیں یہ وہی اعضاء ہیں جن کا دوسرا لفظوں میں نام عالم ہے۔ (توضیح مرام صفحہ ۳۵ اور انوار الاسلام صفحہ ۳۳)۔

توضیح مرام کے صفحہ ۳۰ (۲) مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فلاسفہ کی طرح ملا نکہ کا بھی مکر تھا اس کا عقیدہ تھا کہ جبریل کا تعلق آنفلب سے ہے وہ بذات خود اور حقیقی معنی میں زمین پر نازل نہیں ہوا بلکہ اس کے نزول سے جو شرع میں وارد ہے اس کی تاثیر کا نزول سراد ہے۔ اور جبریل اور دوسرے ملا نکہ کی جو بھل و صورت انبیاء علیهم السلام دیکھتے تھے وہ محض جبریل وغیرہ کی عکسی تصویر تھی۔ ملک الموت بذات خود زمین پر آکر بعض ارواح نہیں کرتا بلکہ اس کی تاثیر سے رومنی بعض ہوتی ہیں ملا نکہ ستاروں کے ارواح ہیں۔ وہ سیاروں کے لیے جل کا حکم رکھتے ہیں۔ اس لئے نہ تو کبھی ان سے جدا ہوتے ہیں اور نہ ذرہ بھر آگے بیکھپے حرکت کر سکتے ہیں اس کے خلاف اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ آنفلب، نہتباً ستارے، افلاک اور طبائع خالق ارض و سماء کے مطیع فرمان ہیں ان میں بذات کوئی فعل و تاثیر موجود نہیں ہے لیکن طبیعیوں اور اہل نجوم کا خیال ہے کہ توسعی سیارہ میں سے ہر ایک سیارہ مستقل بذات ہے تمام موجودات میں انہی کی حرکت موثر ہے وہی نفع و ضرر پہنچاتی ہے وہی انسانی زندگی اور انسانی تنہیٰ و تمدن پر اثر

انداز ہے جیسے کی عقیدہ مرزا غلام احمد کا تھا چنانچہ لکھتا ہے:

ستاروں میں تاثیرات ہیں اور اس انسان سے زیادہ تر کوئی دنیا میں جلال نہیں جو ستاروں کی تاثیرات کا انگر ہے۔ یہ لوگ جو سرپا جہالت میں غرق ہیں اس علمی سلسلہ کو شرک میں واصل کرتے ہیں ان چیزوں کے اندر خاص وہ تاثیرات ہیں جو انسانی زندگی اور انسانی تمدن پر اپنا اثر ڈالتی ہیں جیسا کہ حکماءِ حدائقِ من نے لکھا ہے (تحفہ گولڑویہ ص ۱۸۲)۔

امم محمد غزالی اس مشرکانہ خیال کی تروید میں لکھتے ہیں کہ فلاسفہ اور ان کے پیروؤں کی مثل اس جیونٹی کی ہی ہے جو کافند پر چل رہی ہو اور ویکھے کہ کافند سیاہ ہو رہا ہے اور نقش بنتے جاتے ہیں وہ نگاہ اٹھا کر سر قلم کو دیکھے اور خوش ہو کر کہے کہ میں نے اس فعل کی حقیقت معلوم کر لی کہ یہ نقش قلم کر رہا ہے۔ یہ مثل طبعی کی ہے جو آخری درجہ کے محرك کے سوا کسی کو نہیں جاتا۔

پھر ایک اور جیونٹی جس کی بصارت و نگاہ پہلی سے زیادہ تیز ہو۔ اس کے پاس آکر کہے کہ تجھے غلط فہمی ہوتی۔ میں تو اس قلم کو کسی کا مسخر دیکھتی ہوں اور محسوس کرتی ہوں کہ اس قلم کے سوا کوئی اور چیز ہے جو نقاشی کر رہی ہے۔ یہ جلا کر دوسری جیونٹی نمائیت خوش ہو کر کہے کہ میں نے اس کام کا راز پالیا کہ ہاتھ نقاشی کرتے ہیں نہ کہ قلم کیوں کہ قلم تو ہاتھ کا مسخر ہے یہ مثل بخوبی کی ہے کہ اس کی نظر طبیعی سے کسی قدر آگے تک پہنچی اور دیکھا کہ یہ طبائع ستاروں کے تابع فرمان ہیں۔ لیکن وہ ان درجہوں پر جو اس سے اوپر ہیں نہ پہنچ سکا۔

پھر ایک تیسرا جیونٹی جو قریب ہی موجود ہو۔ ان کی چنگوں سن کر پاس آئے اور کہنے لگے کہ تم دونوں غلطی پر ہو۔ ذرا نظر اٹھا کر اوپر کو دیکھو تو تمہیں معلوم ہو گا کہ قلم اور ہاتھ کو حرکت دینے والی کوئی اور ہی ہستی موجود ہے کہ ہاتھ اور قلم جس کے ارادہ سے حرکت کر رہے ہیں۔ ان کی نظر محسوسات و ممکنات تک محدود نہیں بلکہ وہ سب سے وراء الوراء اور بزرگ ترین ہستی کو ایجاد و تنکوین کا باعث یقین کرتے ہیں کہ آنکہ 'مہتاب' اور

ستارے اس کے حکم پر چل رہے ہیں ”سورج، چاند، ستارے اسی کے حکم کے موافق کام پر
لگے ہیں۔“

مرزا کی باطنی فرقہ سے نسبت تلمذ

اور قرآن و حدیث میں تحریفات

علماء نے لکھا ہے کہ تلویل اس وقت جائز ہے جب کہ ظاہری معنی کے محل ہونے پر کوئی دلیل موجود ہو۔ تلویل کے متعلق قول فعل یہ ہے کہ جس تلویل کی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صراحت نہیں کی۔ اس کی ایجاد و ابداع سے احتراز کیا جائے۔ ظاہر اس کلام کو کہتے ہیں جس کا مطلب صاف ظاہر ہو۔ اور نص وہ ہے جو کسی کلام کی حقیق غرض و عایت ہو۔ بلکہ بعض لوگ تو ہر کلام صریح و ظاہر کو بھی نص ہی کہتے ہیں اور ظاہر اور نص دونوں کی مثل آئت ”ولحل اللہ البیع و حرم الربو حق تعالیٰ نے بیع کو تو حلال کیا اور سود کو حرام نہ کیا“ یہ آئت بیع کی حلت اور سود کی حرمت پر بطور ظاہر کے ولالت کرتی ہے۔

مشرکین عرب کہتے تھے کہ بیع اور سود میں کچھ فرق نہیں۔ یہ آئت اس بات پر نص بھی ہے۔ کیونکہ بیع اور ربا میں حق تعالیٰ کو جو فرق بتانا مقصود تھا اس پر ولالت کرتی ہے۔ تمام علمائے اہل سنت و جماعت اس پر متفق ہیں کہ نصوص ظاہر پر محمول ہیں اور بغیر کسی انتہائی مسحوری کے ان کی تاویل جائز نہیں۔ خود مرزا غلام احمد قادریانی نے اس اصول و بارہا تسلیم کیا ہے چنانچہ لکھتا ہے کہ تمام نصوص حد۔یہ اور قرآنیہ کا یہ حق ہے کہ ان کے معنی ظاہر عبارت کے رو سے کیے جائیں اور ظاہر پر حکم کیا جائے جب تک کہ کوئی قرآنیہ صارقہ پیدا نہ ہو۔ اور بغیر قرینة تو یہ صارف ہرگز خلاف ظاہر معنی نہ کیے جائیں۔ (تحفہ کوثریہ ص ۳۲) اسی طرح لکھا کہ :

یہ معنی نصوص صریحہ میں قرآن میں سے نہ کرنا الحاد ہو گا

کیونکہ مسلم ہے کہ نصوص کو ان کے ظواہر پر عی مجموع کیا جاتا (ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۳)

غرض آیہ و روایت کے ظاہر الفاظ سے جو مطلب سمجھ میں آتا ہے وہی معنی مراد ہوتے ہیں اور ظاہری معنی سے اعراض کرنا فرقہ باطنیہ اور ان کے ہم مشرب علیحدہ کامعول ہے لیکن مرزا غلام احمد لوراس کے چیلوں کی یہ حالت ہے کہ زبان سے تو یہی کے جاتے ہیں کہ نصوص ظاہر پر مجموع ہیں ”لیکن عملہ باطنیوں کے بھی کہن کا نہ ہے۔ باطنی فرقہ کی تاویلیں آپ عبداللہ بن میمون اہوازی کے تذکرہ (باب ۷۱) میں پڑھ چکے ہیں۔ گو مرزا غلام احمد فن تاویل کاری میں باطنیوں ہی کاشاگر درشید تھا لیکن مرزا تحریفات کو دیکھ کر جو نیچے درج کی جاتی ہیں ن آپ کو معلوم ہو گا کہ شاگرد استاد سے بھی بڑھ گیا ہے :

قرآن و حدیث کی آیت و روایت یا ان
کے الفاظ و مفہوم جن پر اجماع امت ہے

مرزای معنی و مفہوم	دجل
با قبل توئیں (ازالہ اوہام ص ۳۳)	" " "
شیطان (ایام الحج ص ۶۶)	" " "
وہ فرقہ جو کلام الٰہی میں تحریف کرتا ہے	" " "
(تحفہ گوئی نوبیہ ص ۳۸)	" " "
شیطان کا اسم اعظم (تحفہ گوئی نوبیہ ص ۷۰)	" " "
سونا (تفیر سورہ جمعہ از حکیم نور الدین ص ۵۷)	" " "
تجارتی کمپنیاں ایضا	" " "
نسور پورٹ (الفضل ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۸ء)	" " "
عیسائی اقوام (تحریک احمدت ص ۱۲۱)	دجل کاتا ہو گا۔
پادریوں میں دینی عقل نہیں (ازالہ ص ۲۰۸)	دجل زنجیروں میں جذرا ہے۔
حمد رسالت میں پادریوں کو موالع پیش تھے (ازالہ ص ۲۰۶)	دجل کیستھ اس کی جنت و دونخ ہو گی۔
عیسائی قوم نے تنعم کے اسباب میا کر لیے ہیں (ازالہ ص ۲۹۶)	دجل مشرق کی طرف سے خروج کرے گا۔
پادری ملک ہند میں ظاہر ہوئے (ازالہ ص ۲۹۷)	

مرزا غلام احمد تلویانی (کشتی نوح ص
(۲۷)

عیینی بن مریم (طیہا السلام)۔

مرزا غلام احمد بن غلام مرتضیٰ (ایضا)
مرزا کے زمانے میں وجالی بدعاں دور ہو
جائیں گی۔ (ایام الصلح ص ۶۶)

حضرت مریم بنت عمران (طیہا السلام)۔
حضرت مسیح دجلہ کو قتل کریں گے۔

ریل گاڑی (ازالہ ص ۴۳)
مرزا کی سکونتی جگہ قادیانی کے مشقی
کنارہ پر ہے (ازالہ ص ۳۳)
مرزا کی صحت اچھی نہیں (ازالہ ص
(۳۶)

وجال کا گردھ۔
مسیح علیہ السلام دمشق کے سفید مشقی
میثار پر نازل ہوں گے۔
حضرت عیینی علیہ السلام نے دو زرد
چادریں پن رکھی ہوں گی۔

مرزا دو بیماریوں میں مبتلا ہے۔
(تذکرۃ الشہادتین ص ۳۳)

حضرت مسیح علیہ السلام خنزیر کو بیود کر
دیں گے۔
مسیح علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں
گے۔

مرزا نے بے حیال لوگوں پر دلائل قاطعہ کا
ہتھیار چلایا۔ (ازالہ ص ۱۸۶)
مرزا کی سچائی کے اتنے دلائل جمع ہوئے
کہ گویا وہ آسمان ہی سے اترتا ہے۔
(تذکرۃ الشہادتین ۲۷)

عیینی علیہ السلام صلیب کو توڑ دیں
گے۔

مرزا کی بعثت پر صلیبی مذہب روپہ زوال
ہوا۔ (ایام الصلح ۵۲)
مرزا کا ہاتھ دو بالغی موکلوں کے سارے
پر ہے۔ (ازالہ ص ۲۸۳)

عیینی علیہ السلام کے ہاتھ دو فرشتوں کے
پروں پر ہوں گے۔

مرزا کے غلبوں کے ساتھ ملائک کے
تقرافت شروع ہو گئے (ایام الصلح ۵۳)

مرزا محمود احمد کے دو ساتھی (الفصل ۲۵)

(نومبر ۱۹۷۳ء)

مرزا کو حکم ہوا کہ مرزا یوں کو ساتھ لے
کر پادریوں سے مقابلہ کرو (چشمہ صرفت
ص ۱۸)

دل کی سچائی کی طرف مائل ہو جائیں
گے۔ (تفسیر مرام ص ۸)

مرزا کو رسول اللہ کا روحانی قرب نصیب
ہوا (حقیقت الوعی ص ۳۳)۔
لیکھ رام مرزا کی بددعا سے ہلاک ہوا۔ (ایضا)

عیسیٰ اسرائیلیوں کا آخری نبی تھا۔ (ملفوظات احمدیہ ص ۱۸۶)

مرزا کے خلاف مرزا کے قتل پر قادر نہ
ہوں گے (ضیغمہ تحفہ گوردویہ ص ۲۵)
اے مرزا! میں واضح دلائل سے تیرا
مقرب ہونا ثابت کروں گا (ضیغمہ تحفہ
گوردویہ ص ۲۵)

مرزا کی دوسرے لوگوں پر غالب رہیں
گے۔

مختلف کی کسی بات میں مرزا کم مقابلہ
نہیں کر سکتے (ازالہ ص ۲۸۳)

عیسیٰ علیہ السلام کو حکم ہو گا کہ اپنے
بیروؤں کو کوہ طور پر لے جائیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جزیہ کا حکم
منسوخ کر دیں گے۔

حضرت مسیح علیہ السلام ختم المرسلین کے
مقبرے میں وفن ہوں گے۔

حضرت مسیح علیہ السلام خنزیر کو ہبود کر
دیں گے۔

انہ لعلم للساعۃ (عیسیٰ علیہ السلام قیامت
کی علامت ہیں۔

یعنی اتنی من توفیک (اے عیسیٰ
میں آپ کو اٹھانے والا ہوں۔

اے عیسیٰ میں آپ کو اپنی طرف اٹھالوں
گا۔

میں آپ کے بیروؤں کو آپ کے
مکروں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔
مسیح علیہ السلام کے دم سے کافر مرن
گے۔

مرزا نے لوگوں کی غلطیاں ظاہر کر دی
ہیں۔ (ازالہ ص ۲۸۵)

قویاں (ازالہ ۳۰)

مرزا محدث و فتح وال (ہے
ان کلورجہ بلند کر دیا۔

تم (امت محمد) میں سے ہوں گے۔
مرزا امت محمدی میں پیدا ہوا۔ تو فتح مرام
ص ۷)

مرزا تی کو مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنی
جاائز نہیں (اربعین نمبر ۳ ص ۳۳)

مرزا میشل مصطفیٰ ہے (ازالہ ص ۶۵)
مرزا میشل مصطفیٰ ہے (ازالہ ص ۶۵)

مرزا کی پیشانی میں نور صدق رکھا گیا۔ (ا
کتاب البریہ ص ۳۷)

مرزا اپنی کبریائی کے استغنا سے بلند
مزاجی دکھئے گئے (ایضاً)

تمام فرقوں میں سے صرف مرزا فرقہ
نجات پائے گئے (اربعین نمبر ۳ ص ۳۸)

میسیٰ علیہ السلام حاکم علال کی حیثیت
سے نازل ہوں گے۔

دمشق

میسیٰ علیہ السلام نبی ہوں گے۔
خدا نے مجھ علیہ السلام کو آسمان کی
طرف اٹھایا۔

مجھ علیہ السلام کے نزول کے وقت
تسارے امام (حضرت مهدی علیہ السلام)

" "

بغیر علیہ السلام نے فرمایا کہ مهدی کا نام
میرے نام سے اور ان کے والد کا نام
میرے والد کے نام سے ملتا ہو گا۔

مهدی علیہ السلام روشن پیشان ہوں
گے۔

مهدی علیہ السلام بلند بنی ہوں گے۔

وَاتَّخَذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ
مَصْلُىٰ۔ (مقام ابراہیم کی جگہ نماز پڑھا
کرو۔)

مرزا کے زمانہ میں اسلام پدر کاٹل ہو
گیا۔ (خطبہ الحامیہ ص ۱۸۲)

خدانے مرزا کو ظاہر کر کے مومنوں کی
مدد کی (اعجاز الحجہ ص ۱۸۳)

مرزا نے اپنی پڑیت آواز لوگوں تک
پہنچائی۔ (چشمہ معرفت ص ۸۰)

یہ طریق عمل الترب (یعنی مسیریزم)
کاشعبہ تھا (ازالہ ص ۳۰۵)

جس میں اشتعل کلامہ زیادہ۔

لقد نصر کم اللہ بیدر۔ خدا نے
تمیس بدر کے میدان میں فتح دی،

ونفح فی الصور فجمعناهم
جماعا (صور پھونکا جائے گا اور ہم سب
کو ایک ایک کر کے جمع کلیں گے)۔

واذ قتلتم نفسا فادرثتم فيها ()
جب تم میں سے کسی نے ایک آدمی
کاخون کر دیا پھر ایک دوسرے کے ذمے
لگائے گے۔

ابولب " " "

(تقاریر سعیح موعود ص ۵)

مولوی نظیر حسین دلوی (مواهب
الرحمن ص ۷۴)

مولوی محمد حسین بیالوی (ضیاء الحق ص
۳۳)

خن جمین عورت (تقاریر سعیح موعود ص
۵)

لوگ توبہ نہیں کریں گے (ازالہ ص
۲۵)

" " "

" " "

حملت العطیب (کشیاں اٹھائے
والی عورت۔

قرب قیامت کو توبہ کلرووازہ بند ہو
جنئے گا

اہل یورپ و امریکہ کو اسلام سے حصہ
ملے گا (ازالہ ص ۲۷)

مرزا کی تبلیغ مرزا بیت کے لئے یورپ
میئے (فضل ۲۹ جولائی ۱۹۲۳)

آپ کی پیروی مکلات نبوت بخشتی ہے (۹۷)
حقیقتہ الوجی ص ۹۷)

مرزا کے زمانے میں دینی برکات کے چیزے
پھوٹ نکلے (ایک غلطی کا ازالہ ص ۵۵)
انگریز اور روس (ازالہ ص ۲۰۹)

انگریز اور روس (ازالہ ص ۲۰۹)

علمائے اسلام (ازالہ ص ۲۰۹)
طاہون کا کیڑا (نزول الحجی ص ۳۰)

ریل گاڑی (سنس پازندہ ص ۳۱)
قط عظیم (ازالہ ص ۲۳۳)

مرزا کے زمانہ میں مسلمانوں کے دلوں پر
قرآن خوانی کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔ ازالہ

مرزا غلام احمد (ازالہ ص ۳۰)

مرزا اسلام کی عزت قائم کرنے کے لئے
کھڑا ہوا (ازالہ ص ۲۳)

مرزا کے وقت میں روحلی مروے زندہ
ہوئے گئے (ازالہ ص ۴۰)

اہل ارض میں ایک تغیر عظیم آئے گا (۱۹)
شہادة القرآن ص ۱۹)

قرب قیامت کو آفتاب مغرب سے
طلوع ہو گے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم
النبیین ہیں۔

انا اعطيك الکوثر اے نبی ہم
نے آپ کو حوض کو شرداً
یا حرج ماجوح
"

وابستہ الارض (زمین کا جانور)

و خان (دھووان)

قیامت کو قرآن آسمان پر اتحادیا جائے گے

حارت

حارت آل محمد کو تقویت دے گے

اذا زلزلت الارض زلزلها الخ (۱)
جب زمین کو زلزلہ کا سخت جھٹکا آئے گے

نئی علوم اور زینی کر ظہور کے گا
(ایضا)

توپیاں کی مرزاںی مسجد (تلخ رسالت)
جلد ۹ ص (۳۰)

آپ کو حضرت آدم اور حضرت غلیل
کے مکملات حاصل ہوئے (ایضا ص ۲۲)
آپ کی ذات میں تمام اسرائیلی انبیاء کے
کملات موجود تھے۔ (ایضا)

آخر حضرت ﷺ کی کشفی نظر مرزا
کے زمانہ تک پہنچ گئی۔ (ایضا)
آپ صفات ایہ کے مظہر ہیں۔ (ایضا)

مع کافور ظاہر ہونے کی جگہ (ایضا ص
(۲۳)

کوئی مصلح پیدا ہوگا (شہادۃ القرآن ص
(۲۴)

تاریکی کا زندہ (ایضا ص ۱۸)

نہن اپنے بوجہ باہر نہل پسکے گی۔

مسجد اقصیٰ

ضیغم بر علیہ السلام کو مسراج ہوئی۔

آن حضرت کو مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی
گئی۔

آن حضرت کا قدم مسجد اقصیٰ تک گیا۔

آن حضرت نے تاب قوسین کامربند
پیا۔ (تلخ رسالت)
 دمشق کا یمار۔

قیامت کو صورت پہنچانا جائے گل

لیلۃ التقدیر۔

ایجلوات و فون زمین سے نکالے جائیں گے۔ (ایضاں ۲۳)

و اذا الارض مدت والقت ما فيها
و تحلت جب زمین کی دسحت بڑھ
جائے گی اور وہ اپنے اندر کی چیزوں کو باہر
اکل کر خلی ہو جائے گی۔

مرزا کے زمانہ میں ریل جاری ہو گئی۔ (ایضاں ۲۲)

و اذا العشار عطلت (جب قریب
الوضع گاہ بن او نشیوں کا بھی کوئی پرسن
حال نہ ہو گا۔

مرزا کے وقت میں مطالع اور ڈاکانے
جاری ہوئے۔ (ایضا)

و اذا الصحف نشرت (جب حلب
کتب کے لیے دفتر اعلیٰ کھولے جائیں
گے

جب علماء کا نور اخلاص جاتا رہے گا۔ (ایضا)

و اذا النجوم كدرت (جب تارے
کدرے ہو جائیں گے)۔

جب علمائے ربیل نوت ہو جائیں گے۔ (ایضا)

و اذا الكواكب انتشرت (جب تارے
بجز جائیں گے)۔

مرزا کے زمانے میں بلاد بعیدہ کے بھی آدم
کے دوستانہ تعلقات بڑھ گئے (ایضا)

و اذا النفوس زوجت (جب قیامت
کو) ایک ایک تم کے لوگ اکٹھے کیے
جائیں گے،

و حشی قوموں نے تنہیب کی طرف
رجوع کیا (ایضاں ۲۳)

و اذا الوحوش حشرت (جب وحشی
جانور گمرا کر جمع ہو جائیں گے)

نہیں جاری ہونے سے زراعت کی
کثرت ہوئی۔

(ایضا)

پہاڑوں میں آدمیوں اور ریل کے چلنے
کی لئے سڑکیں بن گئی ہیں۔ (ایضا)
دنیا پر جہالت اور معصیت کی قلمت
طاری ہوئی (ایضا)

جب مرزا ظاہر ہوا (ایضا)

جب مرزا بھیجا گیا (ایضا ص ۲۳)

مولوی نظیر حسین دلوی (نزول الحجی
ص ۱۵۲)

مولوی نظیر حسین دلوی نے مرزا کی عکفیر
کافتوں تیار کیا۔
(ایضا ص ۲۷)

مرزا کا محلی اسی برس کے غیر محلی سے
بہتر ہے (فتح الاسلام ص ۲۷)

علمائے اسلام (فیاء الحق ص ۳۳)

مسلمانوں میں سے یہودی کملانے والوں
نے مرزا کی عکفیر کی (تذكرة الشؤون
ص ۴۳)

مرزا غلام احمد قاویانی
(اربعین نمبر ۲ ص ۲)

و اذا بالحار سجرت (جب نہیں شق
ہو جانے کے بعد سب شیرس اور شور
سمدر بام مل کر ایک ہو جائیں گے۔

و اذا العجال سیرت (جب پھاڑ اپنی
جگہ سے نہیں جائیں گے)۔

اذا الشمس كورت (جب آنتاب
بے نور ہو جائے گا)۔

اذا السماء انفطرت (جب آسمان
چھٹ جائے گا)۔

و اذا الرسل اقتت (جب تمام رسول
جمع کیے جائیں گے)۔

ہلان

يا هامان ابن لى صرحا (فرعون
نے کما اسے ہلان میرے لئے ایک بلند
عمارت بنوا۔

ليلة القدر خير من الف شهر (لیلۃ
القدر ہزار میتے سے بہتر ہے۔
یہود

غير المغضوب عليهم (ان لوگوں
کا راستہ نہ دکھانا جن پر تیرا غصب بازی
ہوا)۔

بیت اللہ۔

اس امت کو دجال (پاریوں) سے مقابلہ
پڑے گا (تحفہ گولڈویہ ص ۲۵)

یہ عمل الترب یعنی سمریزم کا ایک تجربہ
تعلیمازالہ ص ۳۰۶)

مرزا کو پسلے مریم کا رتبہ ملا پھر عیسیٰ کی
روح پھونگی گئی۔ تب مریم سے عیسیٰ
نکل آیا۔ (تلمیم المدی ص ۲۰)

مرزا کو رو طلن نیابت عطا ہوئی (براہین
احمد ص ۳۹۲۔ ۳۹۳)

مرزا کو آدم سے لے کر آخر تک تمام
انجیاء نام دیئے گئے۔ تاکہ وعدہ رحمت
پورا ہو (نzdل الحج ص ۵)

ملائکہ کو حکم ہے کہ جب کوئی انسان
بقیلہ اللہ کا درجہ حاصل کرے تو اس پر
آسمانی انوار کے ساتھ اترا کرو۔ اور اس
پر صلوٰۃ بھیجا کرو۔ (توضیح مرام ص ۲۳)

کنتم خیر امة اخر جلت للناس (۱)
تم تمام امتوں سے بہترن امت ہو جو
آج تک لوگوں کے لئے ظاہر ہوئیں۔
ابراہیم علیہ السلام کے بلا نے
پر چار پرندوں کے اجزاء جمع ہو کر ان کے
پاس آگئے۔

اے نبی! آپ ازوٰج (ظاہرات) کی
خوشودی خاطر کے لئے اسی چیز کو کیوں
حرام قرار دیتے ہیں جو اللہ نے آپ پر
حلال کر رکھی ہے،
انی جاعل فی الارض خلیفۃ
میں نہیں میں اپنا ایک نائب مقرر کروں
(۲)

حتّی اذا فتحت ياجوج و ماجوج
و هم من كُل حدب ينسلون (۳)
یہاں تک کہ جب یاجوج ماجوج کھول
دیئے جائیں گے تو وہ ہر بلندی کی طرف
سے (مور و مفع کی طرح الم آئیں گے)

حق تعالیٰ نے ملائکہ سے فرمایا کہ
میں مٹی کا ایک بشر بنا لے والا ہوں۔ سو
جب اسے پیدا کر کے اس میں روح
پھوک دوں تو اس کی طرف سر بسود ہو
جائے۔

اس وحی پر بھی یقین رکھتے ہیں جو آخری
دنہ میں حجج موعود (مرزا) پر نازل
ہوگی۔ (سیرۃ المهدی جلد ۲ ص ۳۸)

جب خلیفہ ثانی محمود احمد نے یورپ کا سفر
کیا۔ (الفضل ۶ اگست ۱۹۲۲ء)

یہ پیشین گوئی مرزا غلام احمد کے حق میں
ہے (ازالہ ۲۷۵)

خدا نے مرزا کی مخالفوں کا ہم عیسائی
یہودی اور مشرک رکھ دیا ہے۔ (نزول
المسیح ص ۳)

پہلی حمد سے مراد محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اور دوسرا سے مراد مرزا غلام
احمد۔ (اعجاز المسیح ص ۲۲۲)

مرزا غلام احمد (اعجاز المسیح ص ۳۳)
خداوند مجھے احمد بنا دے۔ (اعجاز المسیح
ص ۲۲۳)

وجہ لعین (اعجاز المسیح ص ۸۳)

و بالآخرة هم يوقنون (اور قیامت
کے دن پر بھی یقین رکھتے ہیں)۔

حتیٰ اذا بلغ مغرب الشمس ()
جب ذوالقرنین آنتاب کے غروب ہونے
کی جگہ پر پہنچے)۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ
اے منی اسرائیل میں تمیں احمد ہم
ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں۔ (سورہ
صف)

غير المغضوب عليهم ولا
الضالين (اللّٰهُ ہمیں یہود و نصاریٰ کا
راستہ نہ دکھانے)

وله الحمد فی الاولی والآخرة ()
اول و آخر میں خدا ہی کے لئے حمد
ہے)۔

یوم الدین (قیامت کلون)۔
ایاک نعبد و ایاک نستعين (اللّٰہ ہم
تیری ہی عبالت کرتے ہیں اور بھی سے
مدد مانگتے ہیں)۔

شیطان رحیم۔

- | | |
|---|--|
| مرزا غلام احمد قدریانی
قدریانی (تذکرۃ الشادتین ص ۳۸)
یہ عمل سmerیزم اور شعبدہ بازی کی قسم
سے تھا۔ (ازالہ ص ۲۸)
وہ ایسی دنادان لوگ جن کو حضرت عیسیٰ
نے اپنا فرش پہلیا (ازالہ ص ۳۸)
یہ مریض تلاab میں خوطہ لگا کر اچھے
ہوتے تھے۔ (ازالہ ادہام ص ۲۰۲) | رجل فارس
کرم
مسیح علیہ السلام نے بیان اللہ مردے
زندہ کیے۔
مسیح علیہ السلام کی مٹی کی چیزیں۔
مسیح علیہ السلام انہوں اور جذامیوں
اور برمس کے مریضوں کو بیان اللہ اچھے
کرتے تھے۔
جلدی سبیل اللہ۔
ابراہیم علیہ السلام پر آگ سرو ہو گئی۔ |
| تریاقی ہوا کی زہریلی ہوا سے روحلی جنگ
(ایام الحسل ص ۶۶)
جنگ اور عدالت کی آگ دھی ہو گئی۔ | ویہ بطنبی اللہ عیسیٰ واصحابی
الی الارض (اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ
السلام اور ان کے پیرو کوہ طور سے زمین
پر اتریں گے۔
عیسیٰ علیہ السلام کے سر سے قطرے
پکتے ہوں گے۔
عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال تک دنیا
میں قیام فرمائیں گے۔ |
| مرزا معارف قرآنی کامالک ہو گا (خش
بازغہ مولفہ محمد احسن امروی ص ۹۳)
مرزا غلام احمد نے چالیس سال کی عمر میں
مجددیت کا دعویٰ کیا (ایضاً ص ۹۶) | (سیرۃ الحمدی جلد اول ص ۳۲)
مرزا غلام احمد کا خلیفہ مرزا محمود احمد اپنے
ساتھیوں کے ساتھ لندن میں وارد ہوا۔
(الفصل ۲۵ نومبر ۱۹۲۳ء) |

مرزاً تحریفات

جن لوگوں نے مرزا کی نماز جنازہ نہیں پڑھی وہ مسلمان نہیں رہے۔
(ایضا)

باب لہبیت المقدس کے دہلات میں سے ایک گاؤں ہے (ازالہ ۹۳) لد معنی بھجز الومزاد لاث پادری جسے مج موعود (مرزا) ہلاک کر رہا ہے۔
(میں بازغہ ص ۱۸)

آں حضرت اطاعت اور محبت الٰی میں سرپا محو ہوئے۔ (براہین احمدیہ ص ۲۹۳)

مسلمانوں کا عقیدہ

مسلمان عیسیٰ علیہ السلام کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔

عیسیٰ علیہ السلام باب لد کے پاس دجل کو قتل کریں گے۔

ان اقتباسات سے آپ پر یہ حقیقت آفتاب کی طرح روشن ہو گئی کہ مرزاً قلوبیان نے کلام الٰی اور احادیث خیر الاتام صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کو علیٰ حالمار کہ کر کسی طرح ان کے مفہوم کو اپنی نفسانی خواہشوں کلپانچہ بنایا۔ سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان کی سرزمین کو بالطفی قند سے پاک کیا تھا لیکن قرباً ہزار سال کے بعد ایک اور بالطفی قند نے قلوبیان سے آسٹھلا۔ کاش وہ لوگ آنکھیں کھو لتے جو مرزاً ہیوں کو دائرہ اسلام میں داخل رکھتے پر مصروف ہیں اور غور کرتے کہ کیا یہود و نصاریٰ آریہ یا دوسرے اعداءِ اسلام بھی کبھی دین خیف کو اتنا نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ جس قدر کہ مرزانے پہنچا؟۔

خرمن مہدویہ سے خوشہ چینی

مندرجہ ذیل اقتباسات سے آپ کو معلوم ہو گا کہ مرزانے اپنے ذخیرہ الہام فروشی میں چیروان سید محمد جوپوری کے خرمن الحلو سے بت کچھ خوشہ چینی کی۔ اور یہ کہ بت

بہت سے امور میں آج کل کی مرزاگیت مددویت کا صحیح چہہ ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔
مرزاگی اقوال
مددوی اقوال

خاتم النبین سے یہ مراد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی صاحب شریعت تشریعی نبی پیدا نہیں ہو گا اور کوئی غیر تشریعی نبی ظاہر ہو تو آئیہ خاتم النبین کے متنلی نہیں اور حضرت مرتضیٰ غلام احمد صاحب غیر تشریعی نبی تھے۔ (ربیوی آف رسلیجن جلد ۲۱ نمبر ۹)۔

مددوی کہتے ہیں کہ خاتم النبین سے یہ مراد ہے کہ کوئی چیغیر صاحب شریعت جدیدہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا نہ ہو گا اور اگر نبی تعالیٰ شریعت محمدیہ کلپیدا ہو تو متنلی آئیہ ”ماکان محمد خاتم النبیین“ الخ کا نہیں ہے اور سید محمد حنفیہ چیغیر تعالیٰ ہیں (ہدیہ مددویہ ۲۸)

ٹیل فضائل وغیرہ کتب مددویہ میں ذکور ہے کہ سید محمد جون پوری کافوس اس سید محمود طقیب ہے حسین وللت شہید کریلامام حسین رضی اللہ عنہ کے برادر ہے یا بھتر ہے۔ (ایضاً صحیح ۳۳)

صحیح قلوبیاں نے نزول الحج (۹۹) میں لکھا کر بلائے است سیرہ آنفر صد حسین است در گربا فم اور نزول الحج (۳۲) پر لکھتا ہے بعض ثوان شیعہ نے یہ اعتراض کیا ہے کہ کیوں کر ممکن ہے کہ یہ شخص الام حسین رضی اللہ عنہ سے افضل ہو لیکن کیا یہ حق نہیں ہے کہ قرآن اور احادیث اور تمام غیوں کی شہادت سے صحیح موعود حسین سے افضل ہے۔

مرزاۓ قویان نے لکھا ہے کہ مجھے علم
غیب پر اس طرح قابو حاصل ہے جس
طرح سوار کو گھوڑے پر ہوتا ہے۔ (۱)
ضدورة اللئام (۳۲)

مجھ قویان نے لکھا اگر خدا کا پاک نبی
اپنی پیش گوئیوں کے ذریعے سے میری
گواہی رہتا ہے تو اپنے نفوں پر ظلم مت
کرو (ایام الصلح ۹)

مولوی نور الدین (خلیفہ اول) فرمایا کرتے
تھے کہ یہ تو صرف نبوت کی بات ہے
میرا تو ایمان ہے کہ اگر حضرت مجھ
موعود علیہ السلام صاحب شریعت نبی
ہونے کا دعویٰ کریں اور قرآنی شریعت کو
منسوخ قرار دیں تو بھی مجھے انکار نہ ہو۔
کیونکہ جب ہم نے آپ کو واقعی سلوق
اور منجاتِ اللہ پالا ہے تو اب جو بھی
آپ فرمائیں گے وہی حق ہو گا اور ہم
سمجھ لیں گے کہ آیہ خاتم النبین کے کوئی
اور معنی ہوں گے (سیرۃ المسدی جلد اول

شوابر الولات میں لکھا ہے کہ سید محمد
جونپوری نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے بندہ
کو جملہ موجودات کے احوال اس طرح
معلوم کرا دیئے ہیں کہ جیسے کوئی رائی
کلوانہ ہاتھ میں رکھتا ہو اور ہر طرف
پھر اس کو کماحہ پہنچائے (ایضاً ۲۹)

مددویہ کا اعتقاد ہے کہ سید محمد جونپوری
وہی مددی ہیں جن کے ظہور کی آں
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت
دی۔ (ایضاً ۷)

ایک دن میاں خوند میر (دامہ و خلیفہ
مددی جونپوری) نے ایک سکریزہ ہاتھ
میں لے کر مهاجرین و خلفاء مددی کے
جمع میں کہا۔ دیکھو یہ کیا ہے۔ سب نے
جواب دیا سکریزہ ہے۔ کما اس کو مددی
موعود علیہ السلام نے جواہر بے بہا کما
ہے تمام مهاجرین و خلفاء نے کما آمنا
و صدقنا ہمارے دیکھنے کا کیا اعتبار ہے
کہ جو کوئی فرمان مددی میں لٹک کرے
یا تولیل کرے وہ آن مددی میں سے
نہیں ہے۔ (ایضاً ۱۸)

قرآن میں یہ پیش گوئی بڑی وضاحت سے آنے والے مسح کی خبر دتی ہے و آخرین منہم لما يلحقوا بهم وهو العزیز الحکیم۔ (یعنی ایک گروہ اور ہے جو آخری زمانے میں ظاہر ہو گا وہ بھی اول تاریکی اور گمراہی میں ہوں گے اور علم اور حکمت اور یقین سے دور ہوں گے تب خدا ان کو بھی صحابہ کے رنگ میں لائے گا۔ یعنی جو کچھ صحابہ نے دیکھا۔ وہ ان کو بھی وکھلایا جائے گا یہاں تک کہ ان کا صدق اور یقین بھی صحابہ کے صدق اور یقین کی ہند ہو جائے گا اور یہ مسح موعد کا گروہ ہے (ایام السطح ص ۵۷۔ ۱۷)

مرزا غلام احمد نے لکھا ایک حج کے ارادہ کرنے والے کے لئے اگر یہ بات پیش آجائے کہ وہ اس مسح موعد کو دیکھ لے جس کا تمہرہ سو برس سے انتقال ہے تو بوجب نفس صریح قرآن اور احادیث کے وہ بغیر اس کی اجازت کے حج کو نہیں جاسکتا (ذکرۃ الشوتین ص ۲۷) ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ خدا تعالیٰ نے تحریک کو اس کام (حج) کے لئے مقرر کیا ہے (نفس از برکت خلافت ص ۵۵)

الصف کرنا چاہئے کہ شیخ جو نبی مددی مددیت نے کس قدر آیات قرآنیہ کے معنی احادیث میتوں اور تفسیرات صحابہ اور جہور مفسرین کے خلاف کیے ہیں۔ چنانچہ سورہ جمعہ میں کو خاص اپنے فرقہ مددیہ پر محاول کیا ہے (ہدیہ مددیہ ص ۲۲)

مددی جو نبی لوگوں کو حج بیت اللہ سے بلوحود فرضیت اور استطاعت کے منع کیا کرتے تھے اور اپنے خلیفہ میاں دلالوں کے مجرے کو بنزٹلہ کعبہ کے ٹھہر لایا تھا کہ اس کے تین طواف کعبت اللہ کے سات طواف بلکہ تماہی ارکان حج کے قائم مقام ہے۔ قرار دیتے تھے۔

(ایہا صفحہ ۲۰۸)

سچ کدویان نے امام زین ہوئے کا
دھونی کرتے ہوئے لکھا کہ خدا تعالیٰ مجھ
سے بست قریب ہو جاتا ہے اور کسی قدر
پر وہ اپنے پاک اور روشن چہرے سے جو
نورِ شخص ہے اتار دیتا ہے (ضورۃ
(اللَّام)

سچ کدویان نے لکھا جس شخص نے مجھ
میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میں کچھ فرق سمجھا۔ نہ تو اس نے مجھے
پہچانا اور نہ مجھے دیکھا میرا وجود میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہو
گیا۔ (خطبہ المائیہ لکھا)

مرزا غلام احمد نے اعیازِ احمدی (صفہ ۸)
میں لکھا کہ میں قربیا بارہ برس جو ایک
نبلہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور
غافل رہا کہ خدا نے مجھے پڑے شہود
سے برائیں میں سچ موعود قرار دیا ہے۔
اور سیرۃ المسنی جلد لول۔ صفحہ ۲۳۱۔
ہے کہ ”اللَّام“ جس میں سچ موعود کو
خدا تعالیٰ کی طرف سے اصلاحِ علق کے
لئے صریح طور پر یادور کیا گیا مارچ
۱۹۸۸ء میں ہوا تھیں (یادور اسرائیل
کے) اس وقت سلسہ بیت شریع
نسیں فرمایا۔ بلکہ منزد حکم تک توفیق کیا
حکمِ الہی کو ملتے رہے چنانچہ جب فرن

سید محمد جوہنوری اس بات کے مدھی تھے
کہ وہ دارِ دنیا میں حق تعالیٰ کو عیناً اسری
آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ (ایضاً ۲۷۹)

حضرت سید محمد جوہنوری کے اصحاب کا
اس پر اتفاق ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ
وسلم اور حضرت مهدی موعود (سید محمد
جوہنوری) ایک ذات ہیں۔
(ایضاً ۲۷۹)

مطلعِ الولایت میں لکھا ہے کہ اول بارہ
برس تک امزالی ہوتا رہا اور مهدی
جوہنوری و سوسہ نس و شیطان سمجھ کر (حکم خدا) ملتے رہے۔ آخر خطاب
باختب ہوا کہ ہم مددوں سے فریستے ہیں
ذ اس کو غیر اللہ سے سمجھتا ہے۔ اس
کے بعد بھی شیخ موصوف اپنی عدمِ لیاقت
و غیوب کا عندر پیش کر کے آئندہ برس لور
ملتے رہے۔ تین برس کے بعد خطا
باختب ہوا کہ قحطائیِ الہی چادری
ہو چکی۔ اگر قول کرے گا ملکوں ہو گا وردہ
محجور ہو گک۔ (ایضاً ۲۷۹)

الی نازل ہوا تو آپ نے بیعت کے لئے
۸۸۸ء میں (یعنی پہلے حکم کے چھ سو
بعد) بیعت لئی شروع کی۔

مرزا نے لکھا کہ جو عرض حکم ہو کر آیا
ہے اس کو اختیار ہے کہ محدثوں کے
ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے
علم پا کر قبول کرے اور جس ذہر کو
چاہے خدا سے علم پا کر رکرے۔ ضمیر
تحفہ گولڈیہ حاشیہ صفحہ ۱۰) جو حدیث
ہمارے تمام کے خلاف ہوا سے ہم روی
میں پھیل دیتے ہیں (اعجاز احمدی ۳۰)

نی کرم کے شاگردون میں سے علاوہ
بست سے محدثوں کے ایک نے نبوت کا
درجہ بھی پایا ہے اور نہ صرف نی بنا بلکہ
اپنے مطابع کے کتابات کو نسل طور پر
حاصل کر کے بعض ادولالعزم نبیوں سے
بھی آگے کل کیا ہے (حقیقتہ النبوة

(۲۵۷)

جو احادیث رسول خدا کی تفسیر قرآن
اگرچہ کیسی عی روایات صحیح سے مروی
ہوں لیکن مددی جو پیوری کے بیان و
احوال سے مطابق کر کے دیکھیں۔ اگر
مطابق ہوں تو صحیح درجہ غلط جائیں (ہدیہ
مددیہ ۷۶)

سید محمد جو پیوری نوائے محمد صلی اللہ علیہ
 وسلم کے ابراہیم، موسیٰ، میلی، نوح،
 آدم اور دوسرے تمام انبیاء و مرسیین
 سے افضل ہیں۔ (احسن)

مرزاۓ قویاں نے کما خدا نے مجھے وہ
بزرگی بخشی جو وینا جمل کے کسی اور
شخص کو نہیں دی (حقیقت الوجی
ص ۷۴) میرا قدم اس بیانہ پر ہے جمل
تمام بلندیاں ختم ہو جاتی ہیں (خطبہ
الہمیہ صفحہ ۳۵) اور لکھا کہ خدا نے
اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ
میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر
شنان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر
تقسیم کیے جائیں تو ان کی ان سے نبوت
ثابت ہو سکتی ہے (چشمہ معرفت صفحہ
۲۱) اور لکھا کہ میں نور ہوں مجدد ماہور
ہوں۔ عبد منصور ہوں۔ مددی موعود
اور سعیج موعود ہوں۔ مجھے کسی کے
ساتھ قیاس مت کرو اور نہ کسی دوسرے
کو میرے ساتھ۔ میں مغز ہوں جس کے
ساتھ چھلکا نہیں اور روح ہوں جس کے
ساتھ جسم نہیں اور سورج ہوں جس کو
دوہاں نہیں چھا سکتا اور ایسا کوئی شخص
ٹلاش کرو جو میری مانند ہو ہرگز نہیں پاؤ
کے

(اقتباس از خطبہ الہمیہ)

مطلع الولایت میں لکھا ہے کہ سید محمد
جو پندری نے فرمایا کہ بندے کے پاس
آدم علیہ السلام سے لے کر اس دم تک
تمام انبیاء و رسول اولیائے عظام اور تمام
مومنین و مومنات کی روحوں کی صحیح
ہوتی ہے کسی نے پوچھا میراں جی صحیح
کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا جب ایک تاجدار
کی جگہ دوسرا بلوشه تخت نشین ہوتا
ہے۔ اور اپنے تمام لفکروں کا معافیہ کرتا
ہے اسے کیا کہتے ہو؟ کہا بعض داخلہ و
موجودات کہتے ہیں اور بعض عرض اور
آمدہ نیادہ بھی کہتے ہیں۔ فرمایا یہ صحیح ہے
آج تین دن ہوئے بالکل فرصت ہر نماز
سے فراغ ہوتے ہی حکم ہوتا ہے کہ سید
محمد خلوت میں جاؤ کہ بقیہ ارواح کا بھی
جاائزہ لے لو۔ انبیاء و مرسیین اور اولیاء و
اتفاقی کی روحلیں سب بندے کے حضور
میں عرض کی جاتی ہیں۔

(الینا ۲۰۷-۲۳۷)

سچ قدویاں نے لکھا جو مجھے نہیں مانتا وہ
خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔ کیون
کہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیش
گوئی موجود ہے
(حقیقت الوجی) ۲۳

مطلع الولات میں ہے کہ جو شخص مددی
جنہوری کے حضور میں مقبول ہوا۔ وہ
خدا کے ہل بھی مقبول ہے اور جو یہاں
مردود ہوا وہ عند اللہ بھی مردود ہے۔
(ایضاً ۲۰)

سچ قدویاں نے لکھا جو میری جماعت میں
داخل ہوا۔ درحقیقت میرے خیر
الرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا۔
(خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷)

پنج فضائل میں ہے کہ ایک روز بعد نماز
نمبر سب (دنی) بھائی صف بستے بیٹھے
تھے۔ شہزاد اور خلیفہ مددی نے اپنی
بیوی سے کہا۔ دیکھو یہ وہ لوگ ہیں کہ
رسول خدا نے جن کی نسبت فرمایا ہے
کہ ہم اخوتی بعنتزلتی یعنی وہ
میرے بھائی ہیں جو میرے ہم رتبہ ہیں
اور ایک روز وکھا کر کہا کہ مرسلین کے
درجہ پر ہیں۔ اور مرسل اسے کہتے ہیں
کہ صتر جبریل اس پر وحی لا سیں۔ اور
پارہ محلی تو اس سے بھی افضل تر ہیں۔
(ایضاً ۲۲)

سچ قہیان نے اپنا ایک کشف بدین الفاظ
بیان کیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں
بینہ اللہ ہوں۔ اور میں نے یقین کر لیا کہ
میں اللہ ہی ہوں اسی حل میں جب کہ میں
بینہ خدا تھا میں نے اپنے ول میں کما کر ہم
دنیا کا کوئی نیا قائم قائم کریں یعنی نیا آسمان
اور نئی زمین بنائیں پس میں نے پسلے زمین
اور آسمان اجملی شکل میں بنائے جن میں
کوئی ترتیب اور تفرق نہیں تھی۔ پھر
میں نے ان میں تفرق کر دی۔ اور جو
ترتیب و رست تھی اس کے موافق ان کو
مرتب کر دیا اس وقت میں اپنے تیس ایسا
پاتا تھا کہ گویا میں ایسا کرنے پر قادر ہوں۔
پھر میں نے آسمانی دنیا کو پیدا کیا اور کما اتنا
زینا السماء الدنیا بامصابیح۔ پھر
میں نے کما کاہم انسان کو مٹی سے بناتے
ہیں۔

(آئینہ کملات ص ۵۲۳-۵۲۵)

سچ قہیان کو الہام ہوا انت منی وانا
منکد (اے مرزا تو مجھ میں سے پیدا
ہو اور میں تجھ میں سے پیدا ہوا) (حقیقت
الوی صفحہ ۱۷۳)

بیٹھ فضائل میں ہے۔ کہ سید محمود نے
اپنے والد سید محمد جوپوری سے روایت
کی۔ کہ میراں جی نے فرمایا کہ نہ میں کسی
سے جنگاں اور نہ میں نے کسی کو جتا۔ اور
ایک روز ان کی خلیفہ ولائر کے سامنے
یوسف ناہی ایک شخص نے بوقت وعظ
سورہ اخلاص پڑھی جب وہ لم یلد و لم یولد پر
پسختا تو ولائر نے کہا نہیں یلد و یولد یوسف
نے کہا نہیں لم یلد و لم یولد۔ ولائر نے کہا
یلد و یولد عبد الملک نے یوسف سے کما کر
بھائی خاموش رہو۔ میراں جی ولایت کا
شرف بیان کرتے ہیں جو کہتے ہیں سو حق
ہے۔ (ہدیہ ۲۳۹)

بیٹھ فضائل میں ہے کہ سید محمد جوپوری
کے خلیفہ میاں نعمت نے کہا۔ گوئیں بندہ
کمینہ نعمت ہوں۔ لیکن کبھی میں خدا بن
جانا ہوں۔ اور کبھی حق تعالیٰ مجھ سے فرماتا
ہے انت منی وانا منکد (تو مجھ سے
پیدا ہوا اور میں تجھ سے پیدا ہوا)
(ہدیہ صفحہ ۲۵۰)

سچ قدوں نے کہتے مجھے خدا کی طرف سے دنیا کو فتاکرنے اور پیدا کرنے کی طاقت دی گئی ہے میں ختم اللولیاء ہوں میرے بعد کوئی ولی نہ ہو گا مگر وہی جو مجھے سے ہو گا اور میرے عمد پر ہو گا۔

(کتب خطبہ الحمایہ صفحہ ۲۳)

پنج فضائل میں ہے کہ سید محمد جوپنوری کے خلیفہ شہزاد نام نے اپنا ایک طویل کشف ظاہر کیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کبھی اللہ تعالیٰ اپنے کسی ہندے کو سرفراز کرنا چاہتا ہے تو مجھ سے دریافت کرتا ہے کہ اگر تو کے تو یہ درجہ اس کو دوں۔ درجہ ہرگز نہ دوں۔ پس میں سفارش کر کے اس (ولی) کو درجہ دلانا ہوں۔ (ہدیہ صفحہ ۲۵۰)

مولوی ظییر الدین مرزا الی متوفی متوطن اردوپ ٹلخ گوروالہ مرزا صاحب کو صاحب شریعت رسول بتاتے ہوئے لکھتا ہے کہ مرزا صاحب کے الہاموں میں لفظ رفق (آ نزی) آیا ہے جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے قرآن میں نہیں آیا۔ (آئیئے کملات) بلکہ مرزا نے بھی بت سے احکام سلامی کو منسوخ قرار دیا اور شرح اس کی آگے آئے گی۔

مددوی لوگ سید محمد جوپنوری کو رسول صاحب شریعت جانتے ہیں اور ان کے بعض احکام کو شروع محمدی کے بعض احکام کا شائع کہتے ہیں۔
(ہدیہ مددویہ ۲۲)

مرزا قبیل نے لکھا ہے کہ اس فحص پر جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے علیحدہ ہو کر نبوت کا دعویٰ کرے مگر یہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہے نہ کوئی ثقی نبوت۔

شوہد کے تبریزیں باب میں لکھا ہے کہ مددوت اور نبوت کا ہم کافر ہے کام اور مقصود ایک ہے۔ بدیہ ۲۳ مام الحقیلہ لکھا ہے کہ مددی موعود فرماتے ہیں جو حکم کہ میں بیان کرتا ہوں۔ خدا کی طرف سے با مرخد ایمان کرتا ہوں۔ جو کوئی ان احکام میں سے ایک حرف کا منکر ہو گلے وہ عند اللہ ما خوذ ہو گلے (بدیہ ۲۵)

(پشرہ معرفت ۲۵-۳۳۳)

مرزا کو بھی کئی زبانوں میں الام ہوتے تھے چند الام ملاحظہ ہوں۔ خاکسار پیغمبر مفت پیش پخت گیل جیتے جیتے جسم میں چلا گیا خدا قبیل میں نائل ہو گا تھی دستی عشرت را دس ازانی ایسی پریش بست دیک روبھی آنے والے ہیں۔ قرآن خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔ دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری میں اس مگر سے جانے والی تھی مگر تیرے واسطے رہ گئی۔ (ابشری و حقیقت الواقی)

سید جونپوری کو ہندی تواریخی اور سمجھاتی میں الام ہوتے تھے۔ منہلہ ان کے یہ ازدواج فقرہ بھی وہی ہوا۔ اے سید محمد دغوری مددوت کا کملاتا ہوئے تو کملانیں تو خلیل میں کروں گلے۔ چنانچہ شوہد الولایت کے باب مذہب میں لکھا ہے۔ واد کیا فتح و بلیغ فخرہ اڑا کہ تمام اہل ہند کو اس کی فصاحت نے حیران کر دیا۔ (بدیہ مددویہ ۲۶)

سچ قدویاں نے لکھا خدا نے مجھے آدم سے
لے کریسوع سچ تک مطر جمیع انبیاء قرار
دا یعنی الف سے حرف یا تک اور پھر
محکیل دائرہ کی غرض سے الف آدم سے
لے کر الف احمد تک صفت مظہرات کا
خاتم بنا یا (نزول المسیح صفحہ ۲) اسی طرح
لکھا آدم نیزاحمد عمار و ربرم جامہ ہمه ابرار
آنچہ داد است ہر نبی راجہم "داو آں جام را
مرا تام" اس سنتے کہ بودھی میں را، ہر
کلامے کہ شد بر والقا و ایں یقین کلیم
بر توراۃ و ایں یقین ہائے سید السلوات کم
نیم زال ہمه بروئے یقین ہر کہ گوید دروغ
ہست و لعن زندہ شد ہر نبی بلد فم۔ ہر
رسولے نہیں بہ مجدد نہیں (نزول المسیح
۹۹۔ ۱۰۰) مرتضیٰ محمد احمد نے کماکر سچ
مواعود کا ذہنی ارتقاء آں حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے زیادہ تھا۔ اس زمانہ میں
ذہنی ترقی زیادہ ہوئی ہے اور یہ جزوی
فضلیت ہے جو سچ مواعود کو آں حضرت پر
حاصل ہے نبی کرم صلم کی ذہنی
استعدادوں کا پورا ظہور بوجہ تمدن کے
نقش کے نہ ہوا۔ اور نہ قلبیت تھی۔ (

قدویانی ریویو جون ۱۹۳۹ء)

شوہد الولایت کے محیسوں باب میں لکھا
ہے کہ سید محمد جنپوری نے فرمایا کہ خدا
تعلیٰ نے اس عاجز کے اوصاف جنپیبوں
کے سامنے بیان فرمائے تھے۔ اس نے اکثر
جنپیبوں کو تمنا تھی کہ اس عاجز کی صحبت
میں پہنچیں اور اکیسوں باب میں لکھا
ہے کہ اکثر انبیاء و مرسلین اولو العزم دعا
ملکتے تھے کہ بار خدا یا ہم کو امت محمدی
میں کر کے مهدی کے گروہ میں کروے ان
میں سے مرتضیٰ کی دعا قبول ہوئی کہ اب
وہ آکر بہرہ یا ب ہوں گے چنانچہ دیوان
مهدی کا مولف سید جنپوری کی نعت میں
لکھتا ہے۔

مل چہ عالم کہ از آدم و میتی
زیجی و خلیل از موئی
بودہ غایت بخش ہوس دله
ہر چہ ہست از ولایت است ظبور
نظر آن دائرة مفصلان
شد متنائے ہم مرسلان
خواست ز حق ہر یکے ازاویں
رب اجعلی لمن الاغریں
ہدیہ مددیہ (۲۳)

سچ قویاں نے لکھا: اگر سچ ابن مريم
میرے زلمنہ میں ہوتا تو وہ کلام جو میں کر سکتا
ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا۔ اور وہ نشان جو مجھ
سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھلا
سکتا۔ (کشتی نوح صفحہ ۵۶)

اور لکھا کہ:

ایک منم محسب بشارات آدم

عینی کجاست تابند پا منیدم

پنچ فضائل میں ہے کہ صدی جو نبیوری
قضاء حاجت کے لئے جاتے تھے۔ حاجی محمد
فرحی نے پوچھا میراں تی خدام تو آئے۔
لیکن عینی علیہ السلام کب آئیں گے۔
میراں نے ہاتھ پیچے کر کے کما کر بندہ کے
پیچے آئیں گے فوراً حاجی محمد فرحی کو عینی
روح اللہ کا مقام حاصل ہو گیا۔ میراں (سید
سید جو نبیوری) کی زندگی بھر تو خاموش رہے
ان کی رحلت کے بعد سنده میں غیر نہضہ
کی طرف جا کر مسیحیت کا دعویٰ کر دیا (ہدیہ
مددیہ صفحہ ۲۲۵)

شوہدِ ولادت (مددیوں کی ایک کتاب)
کے چونیسیوں باب میں لکھا ہے کہ
میراں (سید محمد جو نبیوری) نے فرمایا کہ حق
تعلیٰ نے ارواح اولین و آخرین کو حاضر کر
کے فرمایا کہ اے سید محمد! ان سب ارواح
کا پیشوائبنا قبول کر۔ میں نے اپنی عاجزی کا
خیال کر کے عذر کیا۔ پھر یہ دیکھ کر عنایت
اللہی میرے حل پر مبنی قول ہے۔ قول کر
لیا۔ (ہدیہ مددیہ صفحہ ۲۲۵)

مرزا نے لکھ دعا عرش پر میری تعریف
کرتا ہے۔ انجام آقہم ۵۵، میرے آنے
سے پہلوں کے سورج ڈوب گئے (خطبہ
الہامیہ) زندہ شد ہرنی بلذم۔ ہر رسولے
نمیں ہے پیر منم (درثین ۱۲۰) جس طرح
پہلی رات کا چاند کی روشنی کی وجہ سے
ہلال اور چودھویں کا کمل روشنی کی وجہ سے
سے بدر کھلاتا ہے اسی طرح رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم صدی اول میں ہلال
اور میں چودھویں صدی میں بدر منیر ہوں (ا
خطبہ الہامیہ صفحہ ۷۷۱-۷۷۵ تک کا

(خلاصہ)

مرزا نے لکھا کہ جس شخص نے مجھ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ فرق سمجھا نہ تو اس نے مجھے پوچھا اور نہ مجھے دیکھا (خطبہ الہامیہ من الحکما) میرا وجود میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہو گیا۔ (ایضاً) میں خود محمد اور احمد بن چکا ہوں۔ خود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی اپنے دوسرے وجود میں اپنی نبوت سنپھل لی ہے۔ اور محمد کی نبوت ہی کے پاس رعنی ہے۔ غیر کے پاس نہیں گئی (اشتخار ایک غلطی کا زالہ) اللہ تعالیٰ کا وعدہ قاکر ایک مرتبہ پھر خاتم النبین کو مبعوث کرے گا۔ پس سچ موعود خود رسول اللہ تھے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے (کفتہ الفضل صفحہ ۱۸۵)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قلبیاں میں (بدر جلد ۲۳۴)

وہ آخری مددی جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی وہ میں ہی ہوں۔
(تذکرة الشلوغین صفحہ ۲)

شوہد الولایت کے محبیوں باب میں لکھا ہے کہ دونوں محمدوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے اور فرق کرنے والے کو زیان ہے۔ یعنی جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور سید جو پوری برابر ہیں اور مددویہ کی ایک کتاب ہو ہر نہاد میں لکھا ہے (دو ہر وہ نبی مددی یکذات جانو برابر اجتناد عقلی سوں پاک ظاہر باطن تعلیع متبوع حق مانوکل اور اک مددویوں کی ایک کتاب صراط مستقیم میں ہے کہ نبی و مددی ملیحہ السلام ایک ذات موصوف بیکی صفات سرتاپا مسلمان ظاہر و باطن کلام اللہ سوں برابر فرق کرن ہارے کافر مروود۔

(ہدیہ مددویہ ۲۳۴۲۳۵)

مددویہ کا اعتقاد ہے کہ سید محمد جو پوری ہی مددی موعود تھے اب ان کے سوا کوئی مددی وجود میں نہیں آئے گا اور جو شخص اس عقیدے پر نہیں وہ کافر ہے۔ (ایضاً ۲۵۹)

مرزا غلام احمد نے لکھا "میں وہی مددی ہوں جس کی نسبت محمد ابن سیرن سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابو بکر کے درج پر ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ابو بکر تو کیا وہ تو بعض الخیاء سے بھی بہتر ہے۔ (معیار الاخیار صفحہ ۲)

میان (محفوظ احمد) صاحب (ظیف الدین علی) نے زبانِ سنتگوں میں یہ میں تک فرمادیا کہ اگر میں کوشش کروں تو نبی بن سکتا ہوں۔ اور اگر نبی فاضل جلال الدین (راوی) کو کوشش کریں تو وہ بھی نبی بن سکتے ہیں۔
(التبہ فی الاسلام صفحہ ۲۵۵)

مشترک محمد علی امیر جماعت مرزا شیعہ لاہور زیر عنوان "احمانت اشاعت اسلام کی تحریک" ہے۔ لکھتے ہیں احمانت کا صحیح مفہوم صرف اسی قدر ہے کہ وہ تبلیغ اسلام کی ایک زبردست تحریک ہے اور جس قدر اس کی نمایاں خصوصیات ہیں وہ صرف اسی عظیم الشان غرض کو حاصل کرنے کے ذریعہ ہیں۔ یہ میں تک کہ خود بدلنی تحریک کے دخلوں کو ملتا بھی جعلے خود ایک مقصد نہیں۔ بلکہ تبلیغ اسلام کے اہم متعدد کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔
(تحریک احمانت ص ۹۷)

مددویہ کتنے ہیں کہ سید جوپوری وہی مددی ہے جس کی نسبت محمد بن سیرن نے فرمایا کہ وہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے بہتر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برادر ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ وہ بعض انبیاء علیم السلام پر بھی فضیلت رکھتا ہے۔ (بدیہیہ ۲۸۷)

مددویہ کتنے ہیں کہ نبوت و رسالت کیسی ہے کہ جب ریاضت و مشقتوں زیادہ کرتے ہیں تو حاصل ہو جاتی ہے غرض ان کے نزدیک شرط اتحاق زیادہ مشقتوں ہے لیکن یہ الٰہ ایمان کا یہ فہم نہیں بلکہ یہ للاسف یونہن کا مشرف ہے۔ (۲۸۸)

سید محمد جوپوری کے بیووں نے اپنی دعوت کی بنیاد امر معروف و نبی مکرور پر رکھی۔ ان کے طریقہ کی پہلی شرط یہ تھی کہ ہر عالت میں احکام شریعت کی تبلیغ کریں۔ یہ لوگ جہل کمیں شرہ بازار میں کوئی پھریوں دیکھتے تو حق انصلب ادا کرتے۔ شیخ علائی مددوی خاص طور پر امر معروف و نبی مکرور تھے۔
(ختب التواریخ ص ۲۸۱)

سچ قلوبیان کو الہام ہوا کہ جو شخص تیری
پیروی نہیں کرے گا وہ جو تیری بیت میں
داخل نہیں ہو گا اور جو تیرا مختلف رہے گا
وہ خدا اور رسول کی تافیلی کرنے والا اور
جتنی ہے (اشتمار معیار الاخیار) ۱۸۹۹ء
مرزا نے ڈاکٹر عبدالحکیم خان مرحوم پیالولی
کو لکھا تھا "خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ
ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی
ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ
مسلمان نہیں ہے (جريدة فاروق ۲۱ جنوری
۱۹۳۱ء) جو شخص میرے مختلف ہیں ان کا ہم
یہ سائی یہودی اور مشرک رکھا گیا۔

(تقریب حقیقت الوجی صفحہ ۷)

مرزا غلام احمد نے کہا کہ جو شخص ہمارا انکر
ہے اس کے بیچے ہرگز نماز نہ پڑھی
جائے اور فتویٰ احمدیہ صفحہ ۲۱ میں ہے
کہ سچ موعود نے فرمایا کہ جو شخص جو کو
جائے وہ کہ ممعظمه اپنی جائے قیام پر ہی
نماز پڑھ لے (الفضل ۲۰ مارچ ۱۹۲۸ء)

الصف نامہ کے باب دوم میں لکھا ہے کہ
سید محمد جوپوری نے فرمایا کہ میری
مددویت کا انکار کفر ہے اور ملا احمد
خرسلن نے سید محمد فرزند مددی
جوپوری سے پوچھا کہ مذکورین مددی کی
نبت آپ کیا فرماتے ہیں کہا کافر کہتا
ہوں۔ ملا احمد نے کہا اگر بالفرض میں
انکار کروں کہا کہ اگر سلطان العارفین بیزید
سلطان بھی مددی کا انکار کرے تو وہ کافر ہو
جائے۔ (ہدیہ مددویہ ۱۹۸)

الصف نامہ کے باب سوم میں لکھا ہے کہ
مددی جوپوری نے فرمایا کہ ہمارے
مکروں کے بیچے ہرگز نماز نہ پڑھی جائے
اگر پڑھی ہوں تو انکار کرے۔ (ہدیہ
مددویہ ۱۹۸)

مرزا محمود احمد خلیفہ ہانی نے اپنی تقریر میں
کہا جو شخص احمدی نہیں وہ ہمارا دشمن ہے
ہماری بھلائی کی صرف ایک صورت ہے
کہ ہم تمام دنیا کو اپنادشمن سمجھیں۔ تاکہ
ان پر غالب آئے کی کوشش کریں۔
فکاری (مرزا ای) کو کبھی غافل نہ ہونا
چاہئے۔ اس امر کا برابر خیال رکھنا چاہئے
کہ فکار (مسلمان) بھاگ نہ جائے یا ہم پر
عی حملہ نہ کرو۔ (الفصل ۲۵ اپریل

(۳۰)

ہمارے دشمن (مسلمان) جنگلوں کے سور
ہیں اور ان کی سورتیں کتنیں سے بدتر
ہیں۔ (ثہجت المحدث صفحہ ۲۰)

مرزا نے لکھا کہ انیا گذشت کے کشف نے
اس بات پر مر لگا دی کہ وہ (حمدی)
چودھویں کے سر پریدا ہو گک اور نیز یہ کہ
چخاب میں ہو گک۔ (اربعین نمبر ۲ صفحہ ۲۳)

انصف نامہ کے باب چارم میں لکھا ہے
کہ شرخ نہیں میں میراں اپنی مددویت کی
تبیخ کر رہے تھے ایک شخص اپنے لڑکے
کے لئے ملجمی دعا ہوا۔ مددی جو نپوری نے
جواب دیا کہ اگر حق تعالیٰ قوت دے تو میں
(دعا کی جگہ) تم لوگوں سے جزیہ لوں اور
خوند میری خلیفہ مددی کما کرتا تھا کہ مکر
لوگ حلی ہیں۔ (ہدیہ مددویہ ۱۹۸)

ابوداؤد کی حدیث ہے۔ کہ ہر صدی کے
سر پر ایک مجدد ہو گک اور اس کے
شار صن اور نووی لکھتے ہیں کہ دسویں
صدی کے سر پر مددی مجدد ہوں گے اور
سید جو نپوری کی ذات بھی اسی تاریخ پر
ہوئی۔ (۸۷)

مرزا نے حکم دیا کہ اس قبرستان میں وہی
دفنون ہو گا جو اپنی جائیداد کے دوسوں
حصہ یا اس سے زیادہ کی دعیت کر دے
(الویت ص ۲۹)

مرزا نے تدبیان کی بھی عدالت تھی کہ
ایسے الفاظ کے عد نکالنے کے درپے
رہتے تھے جن سے وہ کسی طرح بچے
بسمجے جاسکیں۔ ازالہ صفحہ ۵۸ میں لکھا
کہ ”غلام احمد تدبیانی کے اعداد تیرہ سو
ہیں اور صرف میرا ہی دعویٰ کرنا اس امر
کی ولیل ہے کہ میں ہی اس صدی میں
میخ ہو کر آیا ورنہ تم آسمان سے میخ کو
اتار لاؤ

مرزا تحریف و تبدیل میں بالکل فرقہ
باطنیہ کا نقش ہائی تھا۔ چنانچہ لکھا کہ علماء
کو روشنی کوچہ میں داخل ہی نہیں۔
یہودیوں کے علماء کی طرح ہر ایک بات کو
بسیاری قلب میں ڈھالے جاتے ہیں۔
لیکن ایک دوسرا گروہ (باطنیہ اور مرزا یہ
کا) بھی ہے جو آسمانی پتوں کو آسمان
قانون قدرت کے موافق سمجھتا چاہتے
ہیں اور استخارات اور حجازات کے
قابل ہیں مگر افسوس کہ وہ بست
تھوڑے ہیں۔
(ازالہ صفحہ ۴۰)

سید جوہری نے حکم دیا کہ کسی کے پاس
قیل مل ہو یا کثیر، اس کا دسوائی حصہ
خیرات کرنا اس پر فرض ہے
(الینا ص ۲۸)

کتب مددویہ میں لکھا ہے کہ مددی
جوہری کی عدالت تھی کہ جب دعویٰ
کرتے تھے تو الفاظ دعویٰ سے تاریخ نکلا
کرتی تھی چنانچہ یہاں فرمایا قال من
لبغی فہو مومن۔ (بس نے میرا
ابتعاج کیا وہ مومن ہے، سے تاریخ ۹۶۰ھ
کی عیاں ہے۔ (الینا ۵۹)

مددوی لوگ کلام الہی کی لفظی و معنوی
تحریف کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ الہ کتاب
کا عموماً خصوصاً یہود کا شیدہ ہے۔ اور ہر
جگہ تحریف کرتے وقت کہتے ہیں کہ اس
سے مراد الہی یہ ہے۔ اور تشریف بالرائے
کفر ہے۔ اور ظاہری مطلب کو چھوڑ کر
اپنی طرف سے کوئی منی گز لینا فرقہ
باطنیہ کا طریقہ ہے جو نصوص و احکام کو
ظاہری منی پر محول نہیں سمجھتے۔ بلکہ جو
منی میں آتا ہے قرآن و حدیث کے منی
ہٹا لیتے ہیں حالانکہ یہ فرقہ بلااتفاق گمراہ
ہے۔ اور لفظ یہ ہے کہ فرقہ باطنیہ کو

سچ تدویان نے کما ”میں قرآن کی غلطیں نکلنے آیا ہوں۔ (ازالہ ۱۷۳) کتاب اللہ کی غلط تفسیروں نے (جو شارع علیہ السلام اور صحابہ سے ارتھ پنجی تھیں) مولوی لوگوں کو بہت خراب کیا ہے۔ اور ان کے ولی اور دماغی قوی پر بہت براثران پر پڑا ہے۔ (ازالہ ۲۶۰) میں قرآن شریف کے حقائق و معارف بیان کرنے کا نشان ریا گیا ہوں۔ کوئی نہیں جو اس میں میرا مقابلہ کر سکے۔ (ضورۃ اللام صفحہ ۲۶)

یہ عاجز اسی کام کے لئے مامور ہے۔ مگر غافلوں کے سمجھانے کے لئے قرآن شریف کی اصلی تعلیم پیش کی جائے۔ (ازالہ ادہام صفحہ ۲۷)

یہ لوگ بھی گمراہ سمجھتے ہیں لیکن تحریف اور تنویل کاری میں ان سے بھی بڑے ہوئے ہیں۔ (ایضاً ۹۷)

قرآن حکیم میں ہے ”اے چینبر آپ (جلدیاد کر لینے کی غرض سے دھی کے ساتھ ہی اپنی زبان کو حرکت نہ دیجئے کیونکہ آپ کے قلب میں، اس کا جمع کردنا اور آپ کی زبان سے) پڑھوادنا ہمارا کام ہے۔ سو جب جبریل پڑھا کریں تو آپ اس کی متابعت کیجئے پھر اس قراءۃ کے بعد اس کا مطلب واضح کرنا بھی ہمارے ذمہ ہے، جو نہوری نے اس آہت کی تفسیر میں کما کر ثم تراخی کے لئے آتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کا واضح مطلب مددی کی زبان سے ظاہر ہو گا مددی جو نہوری کے بیان کا حصل یہ ہے کہ اے چینبر آپ بالتعلیل الفاظ قرآن کو تو جبریل سے سیکھ لیجئے لیکن قرآن کا مطلب و مفہوم ہم نو سو سل کے بعد سید محمد جو نہوری کی زبان سے ظاہر کریں گے اور تمام امت مرحومہ نو صدیوں تک محروم البیان اور خطائے معنوی میں جلالا ہے گی۔

(ہدیہ مددویہ ۱۲۰ - ۱۲۳)

مرزا غلام احمد نے لکھا "اے عزیزو! اس شخص (مرزا، سچ موعود کو تم نے دیکھ لیا۔ جس کے دیکھنے کے لئے بستے ہیں پیغمبریوں نے خواہش کی۔
(اربعین نمبر ۲ صفحہ ۳۳)

سید جوپوری نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے بندے (جوپوری) کے وصف پیغمبریوں سے بیان فرمائے۔ اس لئے اکثر پیغمبریوں کی تمنا تھی کہ میری صحبت میں پہنچیں (ایضاً ۲۳۳)

بابی خوان الحاد سے ریزہ چینی

ہر چند کہ مرزا غلام احمد قدویانی نے اپنے پیشو مرزا علی محمد باب کے خوان الحاد سے بہت کچھ ریزہ چینی کی۔ لیکن اس نے اپنی علوت مسمو کے بوجب احشان شناشی کے فرض سے ہیشہ پہلو تھی کی۔ قدویانی تحریک کے متعلق علامہ سید عین امین عالیٰ کا ایک مضمون میں ۱۹۲۵ء میں ہندوستان کے بعض جرائد میں شائع ہوا تھا۔ جس میں صاحب مموج نے لکھا تھا کہ جب مرزا غلام احمد کا اعیازی کلام و مشق میں پیش کیا گیا تو اہل مشق نے صاف کہہ دیا کہ قادریاں کا سارا علمی سرباہی اور استدلال بایبیوں کا سرقہ ہے۔ اور یہ کہ اہل قادریاں بایبیوں کی ناکمل نقل ہیں (کوکب ہند ۱۹۲۵ء) اور ڈاکٹر انج ڈی گرس دولۃ نے لکھا کہ جہاد سے وست بردار ہوتا اور جس سلطنت کے زیر سلیہ ہوں۔ اس کے حق میں وقاراری اور خیرخواہی کا اظہار کرتا وغیرہ وغیرہ ایسے امور ہیں جن میں ایران کے موجودہ بابل اور ہندوستان کے مرزاںی حد درج کی مشاہست اور موافقت رکھتے ہیں۔ بلکہ یہ مشاہست اس حد تک بڑھی ہوئی ہے کہ خواہ خواہ یہی خیال پیدا ہوتا ہے کہ دوسرا فرقہ پسلے کی نقل ہے۔

(مرزا غلام احمد قادری مولفہ ڈاکٹر گریس دولۃ ص ۲۳)

اب زیل میں چند اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں۔ جن سے معلوم ہو گا کہ مرزا یتی اور بایت ایک ہی درخت کی روشنیں ہیں۔

مرزا علی محمد باب

مرزا غلام احمد نے ایک ہالام کی رو سے
پیشیں گوئی کی کہ بادشاہ میرے کپڑوں
سے برکت ڈھونڈیں گے۔ (حقیقت
الوجی)

ملک محمد حسین بشویہ نے کماکہ مشرق اور
مغرب کے تمام سلاطین ہمارے سامنے
خاضع و سر بجود ہوں گے (نقطہ الکاف
صفہ ۱۶۲)

سچ موعود نے کماک ساری دنیا میں احمدت ہی احمدت پھیل جائے گی (الفصل ۲۸ اگست ۱۹۲۳ء) مرزا محمود احمد نے کما مجھے تو ان غیر احمدی مولویوں پر رحم آیا کرتا ہے۔ جب میں خیال کرتا ہوں کہ جب خدا تعالیٰ احمدیوں کو حکومت دے گا۔ احمدی بادشاہ تختوں پر بیٹھیں گے" الفضل کے پرانے فائل نکال کر پیش ہوں گے۔ تو اس وقت ان بیچاروں کا کیا حال ہوگا۔ (الفصل دا اتوبر ۱۹۲۳ء)

سچ قاریان نے لکھا خدا تعالیٰ نے ہر ایک بات میں وجود محمدی میں مجھے داخل کر دیا یہاں تک کہ یہ بھی نہ سوچا کہ یہ کما جائے کہ میرا کوئی الگ نام ہو یا کوئی الگ قبر ہو (زندل الحجی ص ۳)

سچ قاریان نے لکھا آنے والے کا ہم جو مددی رکھا گیا۔ سواس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ علم دین خدا سے ہی حاصل کرے گا اور قرآن و حدیث میں کسی استلو کا شاگرد نہیں ہوگا (ایام الحجی ص ۷۶)

کتاب بیان میں پہلے سے وہ احکام و دستور العمل درج کر دیئے گئے ہیں جن پر مستقبل کی بالی سلطنت کا عمل در آمد ہو گا۔ اور بیان میں صریح تر کوہ ہے کہ وہ وقت ضرور آئے گا کہ سارا ایران بالی ہو جائے گا اور وہاں کا آئین و قانون کتاب بیان کا قانون ہو گا (متعدد نعمت الکاف کے حضرات پاپیہ باطنی دروغانی سلطنت کے حکمران ہیں اور ضرور ہے کہ ظاہری سلطنت بھی ان کو پہنچے گی گوہزار سال ہی کیوں نہ لگ جائے۔ (ایضاً ۱۸۳)

مرزا علی محمد باب نے کما "محمد نقطہ فرقان ہیں اور میرزا علی محمد باب نقطہ بیان ہے اور پھر دونوں ایک ہو جاتے ہیں۔ (دیباچہ نقطہ الکاف)۔

تمام انبیاء کرام اُنی تھے اور مرزا علی محمد باب بھی اُنی تھا (نقطہ الکاف ص ۱۰۹)

سچ قادریاں نے لکھا۔ یہ مولوی لوگ اس بات کی خنی مارتے ہیں کہ ہم پڑے متقی ہیں میں نہیں جانتا کہ نفاق سے زندگی برکرنا انہوں نے کہاں سے سیکھ لیا ہے۔ کتاب اللہ کی غلط تفسیروں نے انہیں بہت خراب کیا ہے۔

(ازالہ ص ۲۷۹) یہ لوگ سچائی کے پکے دشمن ہیں راہ راست کے جانی دشمن کی طرح مخالف ہیں (کشتی نوح صفحہ ۷) اور لکھا اے بد ذات فرقہ مولویاں اے یہودی خصلت مولویو (انجیم آنکھ مص ۱۹)

ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں (انوارخلافت ۹۰) اگر کسی احمدی کے والدین غیر احمدی ہوں اور وہ مر جائیں تو ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے (الفضل ۲ مارچ ۱۹۱۵ء) اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا پچھہ بھی مر جائے تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ (فتاویٰ احمدیہ ص ۳۱۳) سچ قادریاں کا ایک بیٹھ فوت ہو گیا جو زبانی طور پر آپ کی تصدیق کرتا تھا لیکن سچ موعود نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ (فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۳۸۱)

مرزا علی محمد باب نے کہا "علماء علم و عمل میں مستور اور حسب ریاست میں گرفتار ہیں۔ ان لوگوں نے گوش طلب کونہ کھولا اور نظر انصاف سے نہ دیکھا بلکہ اس کے پر عکس زود اعراض کی زبان کھول دی۔ ان حمان نصیبوں نے کماجو پکھہ کما اور کیا جو پکھہ کیا۔ (تفہمت الکاف ۱۰۷-۱۰۸)

مولف تفہمت الکاف نے سید سعینی سے دریافت کیا کہ تم سارے والد محترم کا حضرت حق (مرزا علی محمد باب) کے متعلق کیا خیال ہے، سید سعینی نے جواب دیا کہ وہ اس وقت تک انہمار توقف کر رہا ہے۔ اس کے بعد کہا میں ذات اقدس کی قسم کھا کر کھتا ہوں کہ اگر میرا والد باوجود اس جلالت قدر کے اس ظہور باہر النور پر ایمان نہ لایا تو میں سبیل محبوب میں اپنے ہاتھ سے اس کی گردان اڑا دوں گا۔ (الیضا ۱۲۲)

سچ قادیاں نے لکھا میں زور سے دعویٰ کرتا ہوں کہ قرآن شریف میری سچائی کا گواہ ہے۔ (تذکرۃ الشادین ۲۲)

مرزا نے لکھا کہ تم چوہیں صدی میں وہ لوگ جا بجا یہ وعظ کرتے تھے کہ چوہیں صدی میں امام مددی یا سچ موعود آئے گا اور کم سے کم یہ کہ ایک بڑا مجد و پیدا ہو گا لیکن جب چوہیں صدی کے سر پر وہ مجد و پیدا ہوا اور خدا تعالیٰ کے امام نے اس کا ہام سچ موعود رکھا تو اس کی سخت تکذیب کی اور اگر خدا تعالیٰ کے فضل سے گورنمنٹ برطانیہ کی اس ملک ہند میں سلطنت نہ ہوتی تو مدت سے اس کو تکڑے تکڑے کر کے معدوم کر دیتے۔ (کتاب ایام المسلح صفحہ ۲۶)

سچ قادیاں نے لکھا میں زور سے دعویٰ کرتا ہوں کہ قرآن شریف میری سچائی کا گواہ ہے (تذکرۃ الشادین ۲۲)

سچ قادیاں نے لکھا "میری طرف سے کوئی نیا دعویٰ نبوت اور رسالت کا نہیں۔ بلکہ میں نے محمدی نبوت کی چادر کو ہی ظلی طور پر اپنے اوپر لیا ہے" (نزول المحب صفحہ ۳)

علماء سے مرزا علی محمد باب نے کہا کہ قرآن کی ہر آیت میرے دعویٰ کی تقدیق کرتی ہے۔ (نعتۃ الکاف ۱۳۲)

مرزا علی محمد باب نے اپنی کتاب "بیان" میں لکھا، تم لوگ یہود کی تقلید نہ کرو جنوں نے سچ علیہ السلام کو دار پر چڑھایا اور نصاریٰ کی بھی پیروی نہ کرو جنوں نے محمد علیہ السلام و السلام سے انکار کیا اور اہل اسلام کی بھی پیروی نہ کرو جو ہزار سال سے مددی موعود کے انتظار میں سراپا شوق بنے بیٹھے تھے لیکن جب ظاہر ہوا تو اس سے انکار کر دیا۔ (ربیاچہ نعتۃ الکاف)

حضرت قائم علیہ السلام (میرزا علی محمد باب) کا ظہور بھی جناب محمد رسول اللہ ہی کی رجعت ہے۔ (نعتۃ الکاف ۲۷۳)

عارف باللہ اور عبد مصطفیٰ کے لیے تو سارا قرآن حضرت قائم علیہ السلام (میرزا علی محمد باب) کی عظمت شان کی باطنی تفسیر ہے۔ (ایضاً ۲۷۳)

سچ قاریاں نے لکھا۔ لیکن مشکل تو یہ
ہے کہ روحانی کوچہ میں ان (علماء) کو دخل
ہی نہیں۔ یہودیوں کے علماء کی طرح ہر
ایک بات کو جسمانی قالب میں ڈھانٹے
پڑے جاتے ہیں لیکن ایک دوسرا گردہ (۲۹)
مرزا (یوسف) کا بھی ہے۔ جن کو خدا تعالیٰ
نے یہ بصیرت اور فرست عطا کی ہے کہ
وہ آسمانی باؤں کو آسمانی قانون قدرت
کے موافق سمجھنا چاہتے ہیں اور
استخارات اور مجازات کے قائل ہیں۔
لیکن افسوس کہ وہ لوگ بہت تھوڑے
ہیں (ازالہ صفحہ ۱۰) ہر ایک استخارہ کو
حقیقت پر حمل کر کے اور ہر ایک مجاز کو
واقعیت کا پیرایا پہنچا کر ان حدشون میں^{۲۹}
ایسے دشوار گذار راہ کی طرح بنایا گیا
جس پر کسی محقق معقول پسند کا قدم نہ
ٹھہر سکے (ایام الحسل ۲۹)

سچ قاریاں نے لکھا کہ میرے کلام نے
وہ مجزہ و کھلایا کہ کوئی مقابلہ نہیں کر سکا (۳۰)
نزول المسیح صفحہ ۲۹

اہل ظاہر کی ظاہری الفاظ پر نظر
ہوتی ہے اس لیے اس کے مصدق کو
نہیں پاتے۔ حالانکہ وہاں اس کا باطن
مراد ہوتا ہے لیکن اس کے باطن تک
پہنچنا ہر بے سروپا کا کام نہیں۔ بلکہ یہ
ایک جلیل القدر منصب ہے۔ جس کا
مقام فرشتہ یا نبی یا مومن متحن سے
قرین ہے اور آج کل مومن متحن ہی
کہل ملتا ہے اور یہ کس کی مجال ہے کہ
اتباً ہذا دعویٰ کرے۔ پس ظہور مهدی
علیہ السلام کی جو علامتیں حدشون میں
ذکور ہیں ان سے ان کا باطن مراد ہے
اور چونکہ اکثر اہل آخر الزیمان ظاہرین
واقع ہوئے ہیں اس لیے حدشون کا
مطلوب نہیں سمجھتے۔ (تفہد الکاف
(۱۸۳-۱۸۴)

بلی لوگ مرزا علی محمد باب کی
تبلیغات کو خرق عادت یعنی مجرہ یقین
کرتے تھے۔ (مقالات سیاح صفحہ ۵)

مرزا غلام احمد نے لکھا کہ خدا تعالیٰ کے تائیدی شانوں میں سے ایک یہ ہے کہ میں فسح بلیغ علیٰ میں تفسیر لکھ سکتا ہوں اور مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے علم دیا گیا ہے کہ میرے بال مقابل بینہ کر کوئی دوسرا شخص خواہ وہ مولوی ہو یا گدی نہیں۔ ایسی تفسیر ہرگز نہیں لکھ سکے گا۔
(نzelul al-Mas'as ص ۵۳)

مرزا علی باب نے کامیں تفسیر آیات و احادیث ائمہ اطہار کے ساتھ ظاہر ہوا ہوں۔ میرے کلمات فصاحت ظاہری و بالطفی کو مستحسن ہیں۔ پانچ ساعت میں بدوں تکروہ سکوت ہزار بیت لکھ رہتا ہوں۔ میرے سوا کسی کو یہ قدرت نہیں دی گئی۔ اگر کسی کو دعویٰ ہو کہ میری طرح وہ بھی ای ہے تو وہ میرے جیسا کلام پیش کرے۔ (معتمد
الکاف ص ۷۷)

سچ قدویاں نے لکھا۔ دیکھو آسمان نے خوف کوف کے ساتھ گواہی دی اور تم نے پرواہ نہیں کی۔ اور زمین نے غلبہ صلیب اور نجاست خوروں کے نمونہ سے گواہی دی اور تم نے پرواہ نہیں کی۔ اور خدا تعالیٰ کے یاک اور بزرگ نبی کی عظیم الشان حیثیت کویاں گواہوں کی طرح کھڑی ہو گئیں اور تم نے ذرا التفات نہیں کی۔ (ایام اصلح ص ۹۶) برا افسوس ہے کہ خدا کی قدرت کھلے طور پر میری تائید میں آسمان سے نازل ہو رہی ہے گریہ لوگ شناخت نہیں کرتے۔ امت ضعیفہ کی ضرورت پر نظر نہیں ڈالتے؛ صلیبی غلبہ کا مشاہدہ نہیں کرتے اور ہر روز ارتدا کا گرم بازار دیکھ کر ان کے دل نہیں کانپتے۔ اور جب ان کو کما جائے کہ عین ضرورت کے وقت میں عین صدی کے سر پر غلبہ صلیب کے ایام میں یہ مجدد

ملا محمد علی باب نے بیان کیا کہ مسلمانوں کا ہزار سال سے یہ عقیدہ چلا آتا تھا کہ ان کا جو امام غائب ہو گیا تھا وہ ظاہر ہو گا۔ کافہ مسلمین برابر منتظر تھے۔ اب ہم لوگ (باب) کہتے ہیں کہ امام منتظر ظاہر ہو گیا ہے۔ اور وہ میرزا علی محمد باب ہے۔ لیکن یہ نہ ان ہماری تکذیب کرتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ احادیث ہی کو جو باب علیہ السلام کے حق میں وارد ہوئی ہیں۔ عک حق و باطل ہیاں۔ مگر کچھ التفات نہیں کرتے ہم ان سے درخواست کرتے ہیں کہ اچھا بھلی حضرات کے علم و عمل تقویٰ طہارت، ثریں توجہ الی اللہ زید و امیر، تبلیغ و انتظام کو غیر بیرون کے علم و عمل سے مقابلہ کرلو وہ کچھ جواب نہیں دیتے۔ ہم نے بارہ مبلہر کی دعوت دی۔ کہتے ہیں ہمارے ہیں مبلہر جائز نہیں۔
(نظم الکاف ص ۲۳۰)

آیا تو کہتے ہیں کہ حدیثوں میں ہے کہ
اس امت میں تم دجال آئیں گے۔ (۲۳)
نزول الحجی ص)

مُحَمَّد قادیانی نے لکھا۔ ہیں میں
دی ہوں۔ جس کام سارے نبیوں کی زبان
پر وعدہ ہوا۔ اور پھر خدا نے ان کی
سرفت بڑھانے کے لئے منہاج نبوت پر
اس قدر نشانات ظاہر کئے کہ لاکھوں
انسان اس کے گواہ ہیں۔

(فتاویٰ احمدیہ جلد اول ص ۵۵)

مرزا نے لکھا کہ میں خاص طور پر
خدا تعالیٰ کی ایجاز نہائی کو انشاء پردازی
کے وقت بھی اپنی نسبت ویکھتا ہوں۔
کیون کہ جب میں علی میں یا اردو میں
کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس
کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم
دے رہا ہے۔ (نزول الحجی ص ۵۶) جس
قدر متفق کتابوں میں اسرار اور نکات
وینی خدا تعالیٰ نے میری زبان پر بار بار جو دنہ
ہونے کسی استاد کے جاری کئے ہیں اور
جس قدر میں نے باوجود دنہ پڑھنے کے علم
اوہ کے بلاغت اور فضاحت کا نمونہ
وکھلایا ہے اس کی کوئی نظر نہیں۔ امام
(صلی)

مرزا علی محمد باب کا ذعنی تھا کہ
میں رسول اللہ کی رجعت اور مددی
موعود ہوں۔ اسکے دین نے میرے حق
میں بہت سی پیشین گوئیاں کی ہیں۔ (اینا
(۱۵۲)

امام جامع اصفہان نے مرزا علی محمد
باب سے سوال کیا کہ تمہاری حقیقت کی
کیا دلیل ہے کہنے لگا میری آیت صدق
یہ ہے کہ میں ہر موضوع پر چھ ساعت
میں ہزار بیت قلم برداشت بلا غور و فکر لکھ
رہتا ہوں۔ امام نے کہا اچھا سورہ کوڑ کی
تفصیر ہمارے سامنے لکھو۔ باب نے چھ
ساعت میں ہزار بیت لکھ دیئے۔ امام
جامع اصفہان کو یقین ہو گیا کہ یہ قوت
منجب اللہ ہے۔

(نقطہ الکاف صفحہ ۱۷۲)

میں قدمیاں نے لکھا جس طرح
چہلی رات کا چاند کی روشنی کی وجہ سے
ہلال اور چودھویں کا کمال روشنی کی وجہ سے
سے بدر کملاتا ہے اسی طرح رسول
الله ﷺ صدی اول میں ہلال اور
میں چودھویں صدی میں بدر منیر ہوں۔
(خطبہ المائیہ ص ۷۷-۷۸۵ اکا خلاصہ)

مرزا غلام احمد نے لکھا کہ ریل
گاڑی بوجہ ملکیت اور بقشہ اور تصرف
تمام اور ایجاد و جالی گروہ کے جال کا گرد حا
کملاتا ہے۔ اس کے علاوہ جب کہ مسیح
موعود قتل و جال ہے یعنی روحانی طور پر
تو بجوب جب حدیث من قتل کیا کے جو
کچھ و جال (انگریز اور دوسری یورپی
اقوام) کا ہے وہ سب مسیح کا ہے۔
(ازالہ اوهام جلد دوم خاتم)

باب نے کماکر عیینی علیہ السلام
کے ظہور کے وقت انجیل کا درخت لگایا
گیا تھا۔ اس وقت اسے کمال نصیب نہ
ہوا تھا البتہ محمد رسول اللہ علیہ السلام
و السلام کی بعثت پر اسے کمال نصیب
ہوا۔ اسی طرح قرآن کا درخت تو رسول
الله کے زمانہ میں لگا لیکن اس کا کمال
۷۷۲ھ میں ہوا۔ (مقدمہ نقطہ الکاف
مطبوعہ لندن مسیح۔ الاولی)

باب کے احکام توحید و تفہید الہی
کی حیثیت رکھتے ہیں۔ تمام مال حضرت
باب کے مال ہیں دنیا کے تمام مرو باب
کے غلام اور تمام عورتیں آپ کی
لوذیاں ہیں۔ جتنا مال چاہتے ہیں اتنا
لوگوں کو عطا فرماتے ہیں۔ جتنا چاہتے ہیں
لے لیتے ہیں۔ قل اللهم مالک
الملک توئی الملک من نشاء
و نتنزع الملک ممن نشاء (نقطہ
الکاف)

حضرت مسیح موعود دنیا و دین واحد پر جمع کرنے کے لئے آئے تھے۔ آپ کے مقصد اتحاد میں لا شرقہ ولا غربیہ کی شان ہے وہاں مشرق مغرب بلکہ کل دنیا کو ایک دین پر جمع کرنا ہے۔ (الفصل ۲۷ ستمبر ۱۹۲۳ء)

مسیح قدویاں نے کما میری شان میں ہے وما ینطلق عن الھوی (یعنی مسیح کتابتے ہوں مخاب اللہ کتا ہوں میں حرام و حلال کے متعلق جو حکم دوں اسے حکم انہی یقین کرو اور اس سے اعراض و انکار نہ کرو۔ (ایضاً ۱۰۹)

ایک مرزائی نامہ نگار لکھتا ہے کہ ہم (مرزا صاحب کے ساتھی) گفتگی کے چند آدمی تھے جدھر کو نکلتے لوگ اشارے کرتے اور گالیاں دیتے۔ ہمارے منہ پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں دل بیٹھے جا رہے تھے۔ نمازوں میں چینیں نکل جاتی تھیں۔ زمین درندوں کی طرح کھانے کو آتی تھی۔ (الفصل ۲۶ مئی ۱۹۲۳ء)

مرزا علی محمد باب نے کما دنیا کے تمام ادبیں و ملک کو ایک ہو جانا چاہئے۔ ہماری یہ آرزو ہے کہ دنیا کے تمام لوگوں کو بھائی بھائی دیکھیں (دیباچہ نقطہ اکاف مولفہ پروفیسر براؤن)

مرزا علی محمد باب نے کما میں جو کچھ کھتا ہوں مخاب اللہ کتا ہوں میں حرام و حلال کے متعلق جو حکم دوں اسے حکم انہی یقین کرو اور اس سے اعراض و انکار نہ کرو۔ (ایضاً ۱۰۹)

جب مرزا علی محمد باب کے خواری ملام محمد علی کو گرفتار کر کے شریار فروش میں لے گئے تو وہ غصب ناک شریروں میں سے جس کسی کے پاس سے گزرتا ہے ایک بدھانچے یا گھونے رسید کر دیتا۔ لوگوں نے اس کے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ مدرسوں کے طلبہ آگر اس کے منہ پر تھوکتے اور گالیاں دیتے تھے۔ (ایضاً ۱۹۸)۔ ایک بدلی کا بیان ہے کہ راستہ میں آں جناب (مرزا علی محمد باب) سے بت سے خوارق علامات (عجیبات) ظہور میں آئے اور خدا کی قسم ہم نے تو خوارق علامت کے سوا کچھ دیکھا ہی نہیں۔ (ایضاً ۱۹۹)

سچ قادریاں نے لکھا۔ ہنگاب کے لوگوں نے بڑی سمجھ دلی ظاہر کی۔ خدا کے کھلے کھلے نشان دیکھے اور انکار کیا۔ وہ نشان (معجزات) جو ملک میں ظاہر ہوئے جن کے ہزاروں بلکہ لاکھوں انسان گواہ ہیں جو ذریثہ سو سے بھی کچھ زیادہ ہیں لیکن اس ملک کے لوگ ابھی تک کے جاتے ہیں کہ کوئی نشان ظاہر نہیں ہوا۔ (نزول الحجی ص ۲۶)

سچ قادریاں نے لکھا۔ بارہ ہزار کے قریب اشتہارات دعوت اسلام رجھڑی کر کر تمام قوموں کے پیشواؤں، امیروں اور ولایان ملک کے نام روانہ کئے، شزادہ ولی عمد اور وزیر اعظم انگلستان گلیڈ سون اور جرمن وزیر اعظم پرنس بسماں کے نام بھی روانہ کئے۔ (ازالہ ۲۱)

ایک ببلی کا بیان ہے کہ راستہ میں آں جناب (مرزا علی محمد باب) سے بت سے خوارق عادات (معجزات) ظہور میں آئے، اور خدا کی حرم ہم نے تو خوارق عادت کے سوا کچھ دیکھا ہی نہیں۔ (ایضاً ۳۴۷)

مرزا علی محمد باب نے لوگوں کو اپنی مددویت قول کرنے کی دعوت دی۔ اپنے قاصد اسلامی بلاد کو روانہ کئے اور سلاطین عالم اور علماء ملل کے نام مرابلہ ارسال کئے اور اطراف عالم میں نوشہ بھیجے۔ (نقطہ الکاف ص ۲۰۹، ۲۱۰)

ڈاکٹر گرس دولڈ نے لکھا ہے کہ ہندوستان کی احمدی جماعت کا کتنی بیشتری سے ببلی جماعت سے مقابلہ کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے اگرچہ مرزا علی محمد باب کی دعوت کلم چھ سال یعنی ۱۸۵۳ء سے ۱۸۵۰ء تک رہی۔ اور یہ چھ برس بھی زیادہ ترقید غانہ میں ہی گزرے اور آخر کار قتل کیا گیا۔ اور حکومت ایران نے اس کے پیروں پر بڑی سختیاں کیں۔ تاہم ببلی جماعت اس قدر بڑھی کہ صرف ایران ہی کے بیرونیں پر بڑی سختیاں کیں۔ تاہم تک ہے اور لارڈ کرزن کے نزدیک ان کی تعداد دس لاکھ سے دس لاکھ تک ہے۔ (مرزا غلام احمد قدیماً ص ۳۴۳)

بھائی چشمہ زندقہ سے سیرالی :

جس طرح مرزا نے مددویوں لور بائیوں کے چجائے ہوئے نوالوں کو اپنے خوان الحاد کی زینت بھالیا تھا اسی طرح وہ بھائی سفرہ زندقہ کے پس انداز سے بھی خوب شکم سیر ہوا۔ ڈاکٹر گرس دولٹ نے لکھا ہے کہ بھائیوں کے نزدیک بباء اللہ عی مسیح موعد ہے۔ جو اپنے وعدے کے موافق دوسرا وفہ آیا ہے اور چون کہ ان کے نزدیک رجعت ہائی ظہور اول سے زیادہ کامل ہوتی ہے اس لئے بباء اللہ مسیح سے افضل داعلی ہے۔ بباء اللہ نے ۱۸۹۲ء میں وفات پائی اور اس کا بیٹا عبد البباء جو آج کل بھائی جماعت کا سرگرد ہے اس کا جانشین ہوا۔

عبد البباء اس بات کا مدعا ہے کہ میری ہستی وہی ہے جو میرے باپ کی تھی اس لئے اس کے تمام القاب اور کملات مجھ میں دو لیخت ہیں۔ چنانچہ وہ عبد البباء اور بباء اللہ دونوں ہے۔ مرزا غلام احمد نے بھی اس کی دیکھاریکیں دو گونہ دعوے کئے اور اس حیثیت سے عبد البباء اور مرزا غلام احمد کے دعووں میں بال بھر کا فرق نہیں۔ وہ احمد کا خادم (غلام احمد) بھی ہے، اور ساتھ ہی احمد موعد بھی بنتا ہے۔

ایران میں مرزا علی محمد باب نے مددی موعد ہونے کا دعویٰ کیا اور بباء اللہ مسیح موعد ہونے کا دعوے دار بھی ہتا۔ لیکن مرزا غلام احمد نے باب اور بہادرنوں کے عمدے لے کر مددویت اور مسیحیت کا مشترکہ تاج اپنے سر پر رکھ لیا۔ (مرزا غلام احمد ص ۳۲۔۳۳)۔

بھر حال مرزا غلام احمد قادیانی نے بباء اللہ کے بیانات و دعوادی سے جو آکتساب کیا وہ ذیل میں ملاحظہ ہو :

بماء اللہ

مرزا غلام احمد

میرے دعوائے الامام پر تیس سال گزر گئے، اور مفتری کو اس قدر مہلت نہیں دی، چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے ولو تقول علينا بعض الاقاویل○ لاخذنا منه باليمين ثم لقطعنا منه الوتین○ پھر کیا یہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ ایسے کذاب، جے باک، مفتری کو جلد نہ پکڑے۔ یہاں تک کہ اس افتاء پر تیس سال سے زیادہ عرصہ گزر جائے۔ توریت اور قرآن دونوں گواہی دے رہے ہیں کہ خدا پر افتاء کرنے والا جلد تباہ ہو جاتا ہے۔ (اربعین نمبر ۳، اور انعام آنحضرت وغیرہ)

مرزا صاحب نے لکھا کہ حدیث میں ہے کہ اس زناہ کے مولوی اور محدث اور فقیہ ان تمام لوگوں سے بدتر ہوں گے جو روئے زمین پر رہتے ہوں گے (تبیغ رسالت ۲-۱۳) اے بذات فقرہ مولویاں (ضیغمہ انعام آنحضرت)

اگر کوئی شخص اپنے خدا پر افتاء باندھے کسی اپنے کلام کو اس کی طرف منسوب کرے تو خدا تعالیٰ اس کو جلد پکڑتا اور بلاک کر دیتا ہے اور مہلت نہیں دیتا۔ اور اس کے کلام کو زائل کر دیتا ہے۔ چنانچہ سورہ مبارقہ حلقہ میں فرماتا ہے ولو تقول علينا بعض الاقاویل لاخذنا منه باليمين ثم لقطعنا منه الوتین○ (اور اگر یہ ضمیر ہماری طرف جھوٹی باتیں منسوب کرتے تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑتے پھر ان کی رگ جان کاٹ ڈالتے۔ (کتاب الفائد ص ۲۵-۲۶)

حضرت بماء اللہ نے علمائے آخر الزمان کے متعلق فرمایا شر تحت ادیم السماء منهم خرجت الفتنة والیهم تعود۔ علماء آسمان کے نیچے سب سے برے لوگ ہیں۔ انہی سے فتنے اشے اور انہی کی طرف عود کریں گے۔

سورة اعراف میں فرمایا ہے با
بنی آدم اما یاتینکم رسول منکم
یقصون علیکم آیاتی۔

(اے بنی آدم تمہارے پاس ضرور
رسول آتے رہیں گے) یہ آئیت آن
حضرت پر نازل ہوئی۔ اس میں تمہ
اندازوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔ یہاں یہ
نہیں لکھا گئے ہم نے گزشت زمانہ میں یہ
کما تحد سب جگہ آن حضرت اور آپ
کے بعد کے زمانہ کے لوگ مخاطب ہیں۔
غرض یا تیکم کا لفظ استرار پر دلالت کرتا
ہے۔

و بالآخرة هم يوقنون۔ اس
دھی پر بھی یقین رکھتے ہیں ہو آخری زمانہ
میں صحیح موعود (مرزا) پر نازل ہو گی (

سیرۃ المسدی جلد ۲ ص ۱۸۲)

(۳) خدا کے مظہر برابر آتے رہیں گے
کیوں کہ فیض الہی کبھی معطل نہیں رہا
اور نہ رہے گے
(مقدمہ نقطہ الکاف) قرآن پاک کی آیت
یا بنی آدم اما یاتینکم رسول
منکم یقصون علیکم آیاتی۔
یہ صراحة مستقبل کی خبردی ہے
کیوں کہ لفظ یاتینکم کو نون تائید
سے موكد کیا ہے اور فرمایا کہ تمہارے
پاس ضرور رسول آتے رہیں گے (

کتاب الفرانک ص ۳۶۲)

(۴) وبالآخرة هم يوقنون۔ یعنی
اس دھی پر بھی یقین رکھتے ہیں جو آخر
زمانہ میں نازل ہو گی۔ (بزر العرفان
ص ۱۳۷)

اب چھوڑو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتل
اب آنکھ مسح جو دین کا نام ہے
دین کے تمام جنگوں کا اب انتقام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
کیوں چھوڑتے ہو لوگونی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑو تم اس خبیث کو
کیوں بھولتے ہو ثم منع الحرب کی خبر
کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو توکھوں کر
(ضمیر تخفف گولزدیہ ص ۳۹) میں کسی
خونی مددی اور خونی مسح کے آنے کا
 منتظر نہیں۔

(تبغ رسالت جلد ۳ ص ۱۹۹)

میرا ایک نام ہے خلو
التوحید التوحید یا ابناء
الفارس۔ توحید کو کپڑو، توحید کو کپڑو
اے فارس کے بیٹو۔ دوسرا نام یہ ہے
لوکان الایمان معلقاً بالشريما النا
لہ رجل من ابناء الفارس اگر ایمان
شریا سے بھی متعلق ہو تا تو یہ مرد جو فارسی
الاصل ہے (مرزا) اس کو دیں جا کر لے
لیتا (کتاب البریہ صفحہ ۱۳۵ حاشیہ)

(۵) صحیح بخاری کی حدیث میں ہے
ویضع العرب ہے یعنی صحیح اگر
جہاد کو بر طرف کروے گا۔ (عمدة اصطلاح
ص ۸۸) بباء اللہ کے مرید جہاد کے
قابل نہیں، اور نہ کسی غازی مددی پر
ایمان رکھتے ہیں (الحمد ۲۱ مسی۔ ۱۹۰۵ء
ص ۵) بباء اللہ نے قتل کو حرام لکھا
ہے۔ (حضرت بباء اللہ کی تعلیمات
ص ۲۲) بباء اللہ نے لکھا ہے اے اہل
توحید کر ہمت مضبوط باندھ کر کوشش
کرو کہ مذہبی لواہی (جہاد) دنیا سے محظی
ہو جائے جہاں اللہ اور بندگان خدا پر رحم
کر کے اس امر خطیر پر قیام کرو اور اس
نار عالم سوز سے خلق خدا کو نجات دو۔

مقالہ سیاح نمبر ۹۳

(۶) لوکان الایمان معلقاً بالسویا
والی حدیث صاف طور پر حضرت بباء اللہ
کے متعلق ہے کیوں کہ وہ ایران کے
دارالسلطنت طران کے قریب ایک
موضع میں جس کا نام نور ہے موضوع
میں ایران کے کیلئے بادشاہوں کی نسل
میں ایک خاندان آباد تھا بباء اللہ اسی
خاندان کے چشم و پڑاغ ہیں۔
(کوکب ہند)

مرزا غلام احمد اور اس کے اعوان پر نیچپوت کارنگ

جس طرح مرزا غلام احمد مددویت اور بابیت کی تالیوں سے سیراب ہوتا رہا۔ اسی طرح اس نے نیچپوت کے گھٹک سے بھی دہریت کی پیاس بھائی تھی۔ نیچپوت مذہب کے بالی سرید احمد خاں علی گڑھی تھے۔ یہ مذہب آج کل ہندوستان میں بالکل ناپید ہے۔ اس کے اکثر چیزوں تو مرزا بیت میں مدغم ہو گئے۔ اور جو پیچے وہ ۱۹۱۳ء کی جنگ بلقان کے بعد از سر نو اسلامی برادری میں داخل ہو گئے۔ نیچپوت مذہب بالکل دہریت سے ہم کنار تھا۔ مغیبیات کا انکار اس مذہب کا اولین اصول تھا۔ وہ عقاید جو اہل اسلام کو مشرکین سے میز کرتے ہیں اور جن میں یہود و نصاریٰ میں بھی مسلمانوں سے تتفق ہیں مثلاً وحی، ملائکہ نبوت، جنت و نار، حشر و نشر، محبوبات وغیرہ میں نیچپوت کو قطعاً تسلیم نہ تھے۔

سرید احمد خاں نے تفسیر القرآن کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی جس میں اسلامی تعلیمات کو موڑ توڑ کر یہ کوشش کی تھی کہ اسلام کے ہر عقیدہ و اصول کو الحاد و دہریت کی قامت پر راست لایا جائے۔ سرید احمد خاں نے نبوت اور وحی کو ایک ملکہ قرار دیا۔ چنانچہ لکھا کہ لوہار بھی اپنے فن کا امام یا چیف بر ہے۔ شاعر بھی اپنے فن کا چیف بر ہو سکتا ہے۔ ایک طبیب بھی فن طب کا امام یا چیف بر ہو سکتا ہے اور جس شخص میں اخلاق انسانی کی تعلیم و تربیت کا ملکہ عہتنا اس کی فطرت کے خدا ہے عنایت ہوتا ہے وہ چیف بر کہلاتا ہے۔ خدا اور چیف بر میں بجز اس ملکہ کے جس کو زبان شرع میں جبریل کہتے ہیں اور کوئی ایسی پیغام پہنچانے والا نہیں ہوتا۔ اس کا ذلیل ہی وہ ایسی ہوتا ہے جو خدا کے پاس پیغام لے جاتا ہے۔ اور خدا کا پیغام لے کر آتا ہے۔ خود اسی کے دل سے فوارہ کی مانند وحی اٹھتی ہے۔ اور خود اسی پر نازل ہوتی ہے (تفسیر احمدی جلد اول صفحہ ۲۲) جن فرشتوں کا قرآن میں ذکر ہے ان کا کوئی اصلی وجود نہیں ہو سکتا۔ بلکہ خدا کی بے انتاقدروں کے ظہور کو اور ان قوی کو جو خدا نے اپنی تمام مخلوق میں مختلف قسم کے پیدا کیے ہیں۔ ملک یا ملکہ کہ کہا ہے جن میں سے ایک شیطان یا ملکیں بھی ہے (ایضا صفحہ ۲۲) نبوت بطور ایک ایسے منصب کے نہیں

ہے جیسے کہ کوئی بادشاہ کسی کو کوئی منصب دے دیتا ہے بلکہ نبوت ایک فطری امر ہے اور جس کی فطرت میں خدا نے ملکہ نبوت رکھا ہے وہی نبی ہوتا ہے ۰ (ایضا جلد ۳ ص ۲۹)

مرزا غلام احمد بھی سرید احمد خان سے استفادہ کرتا رہتا تھا اور میرا خیال ہے کہ ان کے باہم خط و کتابت بھی جاری تھی۔ میاں بشیر احمد ایم اے بن مرزا غلام احمد قابیانی رکھا ہے کہ مراد بیگ جالندھری نے مرزا صاحب سے بیان کیا کہ سرید احمد خان نے توراۃ و انجیل کی تفسیر لکھی ہے آپ ان سے خط و کتابت کریں۔ آپ پادریوں سے مبادہ کرنا بہت پسند کرتے ہیں اس معاملہ میں آپ کو ان سے بہت مدد ملے گی۔ چنانچہ مرزا صاحب نے سرید کو علی میں خط لکھا (سیرۃ المہدی جلد اول ص ۳۸)

مرزا غلام احمد نے مرزا یت کا ڈھونگ رچانے کے بعد بجزان عقاید کے جن کے بغیر تقدس کی دکانداری کسی طرح چل نہیں سکتی تھی تمام نیچری اصول کو بحال رکھا میاں محمد علی امیر جماعت مرزا یت لاہور نے مرزا یت کو نیچپت سے ممتاز کرنے کی کوشش کی ہے وہ لکھتے ہیں :

”میسائی مورخین نے احیت کو اسلام پر یورجن خیالات کاڑ
کا نتیجہ قرار دیا ہے مگر ہندوستان کی تاریخ حاضرہ میں ہم کو دو الگ الگ
تحریکات نظر آتی ہیں۔ یعنی ایک وہ تحریک جس کا تعلق سرید احمد خان
سے ہے اور دوسری وہ تحریک جس کا تعلق حضرت مرزا غلام احمد صاحب
قابیانی سے ہے۔ جماں تک سرید کے مذہبی خیالات کا سوال ہے اور
جن کو تحریک کے رنگ میں نیچپت کے نام سے موسم کیا جاتا ہے۔ ان
دونوں تحریکوں میں ایک بین فرق نظر آتا ہے۔ سرید نے بھی اسلام
کے مسائل کو معقول (یعنی عقلی) رنگ میں حل کرنے کی کوشش کی اور
حضرت مرزا صاحب نے بھی ان مسائل کا معقولی رنگ ہی پیش کیا ہے
مگر سرید کی مذہبی تحریک نے یورجن خیالات کی غلائی کا رنگ اختیار کیا
ہے اور حضرت مرزا صاحب کی تحریک یورپ کو اسلام کے ماتحت لانے
کے لئے تھی۔ (تحریک احیت صفحہ ۲۱) مگر مرزا کی تحریک یورپ کو
اسلام کے ماتحت کمال تک لے آئی اس کی تائید ان پیچاں الماریوں سے

ہو سکتی ہے جو مرتضیٰ نے اپنے یورپی حکام کی خوشابد میں تکمیل کیں۔ میر عباس علی لدھیانی نے جو مرتضیٰ کیتے کے سب سے پہلے عائشہ بودار تھے مرتضیٰ اور نجپریت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا تھا۔

”اس وقت جو فیصلہ میری طبیعت نے کیا ہے وہ یہ ہے کہ مرتضیٰ صاحب صاف اور قطعی طور پر نجپری ہیں۔ مجزات انہیاں دو کرامات اولیاء سے مطلق انکار رکھتے ہیں۔ مجزات اور کرامات کو سسرینم، قیافہ، تواعد طب یا دستکاری پر مبنی جانتے ہیں۔ ان کے نزدیک خرق علت جس کو سب اہل اسلام خصوصاً اہل تصوف نے مانا ہے کوئی چیز نہیں۔ سید احمد خان اور مرتضیٰ غلام احمد صاحب کی نجپریت میں بھروس کے اور کوئی فرق نہیں کہ وہ بلباس جاکت و پتلون ہیں اور یہ بلباس جبہ و دستار (اشاعتہ اللہ) چونکہ سریس نے اپنے الحاد و زندقة کی دلکش کو خوب آراستہ کر رکھا تھا اس لیے نہ صرف خود مرتضیٰ کا بلکہ اس کے پیروؤں کا بھی یہ معمول تھا کہ ان محدثانہ عقاید کی تشریحات کو جو مرتضیٰ نے سریس سے لیے تھے سریس کی کتابوں سے نقل کر کے اپنا لایا کرتے تھے اور اس خوف سے کہ لوگ نجپریت سے مطلع نہ کریں ان مضامین کو سریس کی طرف منسوب کرنے کی جرأت نہیں کرتے تھے چنانچہ لاہور کے ماہوار مسیحی رسالہ جعلی نے لکھا تھا کہ اس وقت دو قادیانی رسائل ہمارے سامنے ہیں ”تشحید الاذہان“ ماہ دسمبر ۱۹۰۷ء اور ”ریویو آف ریلیزز“ ماہ فروری ۱۹۰۸ء میں جن میں بلا اعتراف اور بلا حوالہ وہ ساری بحث سرقہ کر لی گئی جو مجزات مسح پر سریس نے اپنی تفسیر میں کی تھی۔ وہی ولائل ہیں وہی اقتباسات وہی آیات وہی تاویلات وہی نتائج ہیں ہاں بد تیزی و بے شوری جو اس طائفہ کا خاصہ ہے مزید براں ہے۔“

سریس احمد کی آزاد خیالیوں نے مرتضیٰ کے لئے اس کا مجوزہ راستہ بہت آسان کر دیا تھا سریس نے واقعہ صلیب کا جو نقشہ اپنی تفسیر (جلد دوم ص ۳۸) میں پیش کیا مرتضیٰ نے اسی

پر وحی الٰی کارگنگ چڑھا کر اس پر بڑی بڑی خیالی عمارتیں تعمیر کرنی شروع کر دیں جب تک مرزا نے یہ تحریریں نہیں پڑھی تھیں براہین کے حصہ چہارم تک برابر حیات سُجع علیہ السلام کا قاتل رہا لیکن جب نیچپورت کارگنگ چڑھنا شروع ہوا یا یوں کہو کہ نیچپورت کا یہ مسئلہ مفید مطلب نظر آیا تو نہ صرف اپنے سابقہ العلات کے گلے پر چھمری چلانی شروع کر دی بلکہ عقیدہ حیات سُجع علیہ السلام کو (معاذ اللہ) شرک بتانے لگا جس کے یہ معنی تھے کہ وہ پچاس سال کی عمر تک باوجود صاحب وحی ہونے کے شرک ہی چلا آتا تھا جن مسئللوں میں مرزا غلام احمد اور اس کے پیروں نیچپورت کے زیر بار احسان ہیں ان میں سے چند مسائل ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

مرزا اور مرزا اُمی کے عقائد

سرید احمد خان کے عقائد

سُجع کے ایسے عیاب کاموں میں اس کو طاقت بخشی گئی تھی وہ ایک فطری طاقت تھی جو ہر ایک فرد بشر کی نظرت میں موجود ہے۔ سُجع سے اس کی کچھ خصوصیت نہیں چنانچہ اس بات کا تجربہ اس زمانہ میں ہو رہا ہے حضرت سُجع کے سُکریزم سے وہ مردے جو زندہ ہوتے تھے یعنی وہ قریب المرگ آدمی جو گویا نئے سرے سے زندہ ہوتے تھے وہ بلا توقف چند منٹ میں مر جاتے تھے کیونکہ بذریعہ عمل الترب (سُکریزم) قوائے انسانی میں سے اور ہر ایک انسان میں بالقول موجود ہے تو اس کا کسی انسان سے ظاہر ہونا مجازہ میں داخل نہیں ہو

حضرت عیسیٰ یہاروں پر دم ڈالتے اور برکت دیتے تھے لوگ ان کے ہاتھوں کو برکت لینے کے لئے چوتے تھے۔ یہ خیال غلط ہے کہ اس طرح کرنے سے انہیں آنکھوں والے اور کوڑھی اچھے ہو جاتے تھے۔ خدا نے انسان میں ایک ایسی قوت رکھی ہے جو دوسرے انسان میں اور دوسرے انسان کے خیال میں اڑ کرتی ہے۔ اس سے ایسے امور ظاہر ہوتے ہیں جو نایت عجیب و غریب معلوم ہوتے ہیں۔ اسی قوت پر اس زمانہ میں ان علوم کی بنیاد قائم ہوئی ہے جو سُکریزم اور اپریچو ایلزیم کے نام سے مشہور ہے مگر جب کہ وہ ایک قوت ہے

سلک۔ کیونکہ وہ تو فطرت انسانی میں سے انسان کی ایک فطرت ہے۔ حضرت عیسیٰ نے تمام لوگوں کو کوڑھی ہوں یا انہی سے خدا کی پلوشائست میں داخل ہونے کی منادی کی تھی یہی ان کا کوڑھیوں اور انہوں کو اچھا کرنا تھا (تفیر احمدی جلد ۲ ص ۱۶۰-۱۶۳)

روح کی گرمی اور زندگی صرف عارضی طور پر ان میں پیدا ہو جاتی تھی عمل الترب یعنی مسمریزم میں مسح بھی کسی درجے تک مش رکھتے تھے۔ سب امراض کرنا اپنی روح کی گرمی جلا میں ڈالنا اور حقیقت یہ سب عمل مسمریزم کی شناختی ہیں ہر ایک زمانے میں ایسے لوگ ہوتے رہتے ہیں اور اب بھی موجود ہیں۔ جو اس روحانی عمل کے ذریعہ سے سب امراض کرتے رہتے ہیں اور مفہوم و نیز برص و مدقق وغیرہ ان کی توجہ سے اچھے ہوتے رہتے تھے۔ (ازالہ طبع بخجم ص ۲۸-۳۵)

کچھ تجھ کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دی ہو جو ایک مٹی کا کھلوانا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں کرتا تو پرندوں سے چلتا ہو کیونکہ حضرت مسح ابن مریم اپنے باب پیوسف کے ساتھ باہمیں برس کی مدت تک بخاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز عمل الترب سے بطور لہو و لب ظہور میں آسکیں جس کو زمانہ حل میں مسمریزم کہتے ہیں (ازالہ ص ۲۷-۲۸)

یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عیسیٰ کے پھونکنے کے بعد درحقیقت وہ پرندوں کی مورثیں جو مٹی سے بنتے تھے جاندار ہو جاتی تھیں اور اڑنے بھی لگتی تھیں یہ کوئی امر و قوی نہ تھا بلکہ صرف حضرت مسح کا خیال زمانہ طفولیت میں بچوں کے ساتھ کھلیتے میں تھا مورثیں بنا کر پوچھنے والے سے کہتے تھے کہ میرے پھونکنے سے وہ پرند ہو جائیں گے پس حضرت عیسیٰ کا یہ کہنا ایسا ہی تھا جیسے کہ پچھے اپنے کھلیتے میں مخفیانے عمر اس قسم کی باتیں کیا کرتے ہیں۔ (ایضاً ص ۱۵۲-۱۵۶)

قرآن کریم کا فشاء ماصلبوہ سے یہ
ہرگز نہیں کہ سچ مصلیب پر چھلانیا نہیں
گیا بلکہ فشا یہ ہے کہ جو مصلیب پر
چھلانے کا اصل مدعا قائمی قتل کرنا۔
اس سے خدا نے سچ کو محفوظ
رکھ لد (ازالہ طبع پنجم ص ۲۵۶)

رافعک الی کے یہ معنی ہیں کہ جب
حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے تو ان کی روح
آسمان کی طرف انھلی گئی (ازالہ طبع پنجم
ص ۲۵۷) رافعک الی کے یہ معنی ہیں کہ
عزت کے ساتھ اپنی طرف انھلے والا
ہوں (ازالہ ص ۲۳۶)

وما قتلواه و ماصلبوہ پلے "ما" نافی
سے قتل کا سلب مراد ہے اور درست
سے کل کیونکہ مصلیب پر چھلانے کی
تجھیل اس وقت تھی جب مصلیب کے
سبب موت واقع ہوتی ہے حالانکہ
صلیب پر موت واقع نہیں ہوئی (ایضاً

(۲۵)

رفع کے لفظ سے حضرت عیسیٰ کے جسم
کا آسمان پر انھلیتا مراد نہیں۔ بلکہ ان کی
قدر و منزلت مراد ہے حضرت عیسیٰ اپنی
موت سے مرے۔ اور خدا نے ان کے
درجہ اور مرتبہ کو مرتفع کیا لایسا ص

(۲۶)

حضرت مسیح بروز جمعہ بوقت عصر صلیب پر چڑھائے گئے جب وہ چند گھنٹے کیلیوں کی تکلیف اٹھا کر بے ہوش ہو گئے اور خیال کیا گیا کہ مر گئے تو ایک دفعہ سخت آندھی اٹھی (نزول المسیح ص ۱۸) مسیح یہودیوں کے حوالے کیا گیا اور اس کو تازیا نے لگانے اور جس قدر گالیاں سننا اور ٹھانچہ کھانا اور ہنسی اور ٹھصھے سے اڑا لے جانا اس کے حق میں مقدر تھا سب دیکھا۔ آخر صلیب دینے کے لیے تیار ہوئے۔ یہ جمعہ کا دن تھا اور عصر کا وقت اور اتفاقاً یہ یہودیوں کی عید فتح کا دن بھی تھا اور ایک شرعی تاکید تھی کہ سبت میں کوئی لاش صلیب پر لکھی نہ رہے۔ تب یہودیوں نے جلدی سے مسیح کو صلیب پر چڑھایا تاشام جلدی سے پہلے ہی لاش اتاری جائے مگر اتفاق سے اسی وقت آندھی آگئی جس سے سخت اندر ہمراہ ہو گیا یہودیوں کو یہ فکر پڑی کہ کہیں شام نہ ہو جائے اس لیے لاش کو صلیب پر سے اتار لیا۔ عید فتح کی کم فرصتی عصر کا تھوڑا سا وقت اور آگے

جس دن حضرت عیسیٰ صلیب پر چڑھائے گئے وہ جمعہ کا دن تھا اور یہودیوں کی عید فتح کا تھا وہ پھر کا وقت تھا جب ان کو صلیب پر چڑھایا گیا۔ ان کی ہتھیلیوں میں کمیلیں ٹھوکی گئیں۔ عید فتح کے دن کے ختم ہونے پر یہودیوں کا سبت شروع ہونے والا تھا اور یہودی مذہب کی رو سے ضرور تھا کہ مقتول یا مصلوب کی لاش قبل ختم ہونے دن کے یعنی قبل شروع ہونے سبت کے دفن کر دی جائے مگر صلیب پر انسان اس قدر جلدی نہیں مر سکتا تھا۔ اس لیے یہودیوں نے درخواست کی کہ حضرت مسیح کی نائکیں توڑ دی جائیں تاکہ وہ فی الفور مرجائیں مگر حضرت عیسیٰ کی نائکیں توڑی نہیں گئیں۔ اور لوگوں نے جانا کہ وہ اتنی ہی دیر میں مر گئے۔ جب لوگوں نے غلطی سے جانا کہ حضرت درحقیقت مر گئے ہیں تو یوسف نے حاکم سے ان کے دفن کر دینے کی درخواست کی۔ وہ نہایت متعجب ہوا کہ ایسے جلد مر گئے یوسف کو دفن کرنے کی اجازت مل گئی

سبت کا خوف اور پھر آندھی کا آ جانا ایسے
اسباب پیدا ہو گئے جس کی وجہ سے چند
مئیں ہی سچ کو صلیب پر سے اتار لیا
گیا جب سچ کی ہڈیاں توڑنے لگے تو ایک
سپاہی نے یوں ہی ہاتھ رکھ کر کہہ دیا کہ یہ
تو مرچکا ہے ہڈیاں توڑنے کی ضرورت
نہیں اس طور سے سچ زندہ نہ گیا (ازالہ
صلیب ۱۵۵) اس کے کچھ عرصہ بعد سچ کشیر
چلا آیا اور یہیں انتقال کیا جانچ سری نگر
میں شزادہ یوز اسٹ کے نام کی جو مشہور قبر
ہے وہ اسی کی ہے۔ (تحفہ گولنویہ ص ۱۷)

اور حضرت عیسیٰ صرف تین چار گھنٹے
صلیب پر رہے یوسف نے ان کو ایک لمحہ
میں رکھا اور اس پر ایک پھر ڈھانک دیا
حضرت عیسیٰ صلیب پر مرے نہ تھے بلکہ
ان پر ایسی حالت طاری ہو گئی تھی کہ
لوگوں نے ان کو مردہ سمجھا تھا رات کو وہ لمحہ
میں سے نکل لیے گئے اور تھنھی اپنے
مردوں کی حفاظت میں رہے۔ حواریوں
نے ان کو دیکھا اور پھر کسی وقت اپنی موت
سے مر گئے۔ بلاشبہ ان کو یہودیوں کی
عدادت کے خوف سے نہایت تھنھی طور پر
کسی نامعلوم مقام میں دفن کر دیا ہو گا جو
اب تک نامعلوم ہے۔ (ایضاً ۳۱۳۸)

وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا يُوْمَنْ بِهِ
قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ
عَلَيْهِمْ شَهِيدًاٖ فَرِمَّاَكَرْ كُوئی اہل کتاب
میں سے ایسا نہیں جو ہمارے اس بیان
نہ کو رہ بالا پر اُن نہ رکھتا ہو قبل اس کے
جو وہ اس حقیقت پر اُن لا وے جو سچ
اپنی طبعی موت سے مر گیا یعنی ہم جو پہلے
بیان کر آئے ہیں کہ کوئی اہل کتاب اس
بات پر دلی یقین نہیں رکھتا کہ درحقیقت
سچ مصلوب ہو گیا۔ (ازالہ ص
۱۵۵-۱۵۳)

دو محبتوں کے ملنے سے جود رحیقت نہ اور
نادہ کا حکم رکھتے ہیں ایک تمہری چیز بیدا ہو
جاتی ہے جس کا نام روح القدس ہے یہ
کیفیت دونوں یکفیتوں کے جوڑے سے
پیدا ہو جاتی ہے اس کو بروح امین بولتے
ہیں اس کا نام شدید القوی اور زوال افت
الاعلیٰ بھی ہے۔ (توحیہ مرام صفحہ ۳۳)

واذ قتلتم نفساً فادرءَ تُمْ فِيهَا وَاللهُ
مُخْرِجُ مَا كنْتُمْ تَكْنُونَ۔ ایسے
قصوں میں قرآن شریف کی کسی عبارت
سے نہیں لفڑا کر فی الحقيقة کوئی مردہ
زنہ ہو گیا تھا۔ اور واقعی طور پر کسی قلب
میں جان پڑنی تھی یہودیوں کی ایک
جماعت نے خون کر کے چھپا دیا تھا اور
بعض بعض پر خون کی تمثیل کرتے تھے سو
خدا تعالیٰ نے یہ تدبیر بھائی کہ ایک گائے
کو نزع کر کے اس کی بوٹیاں لاش پر مارو اور
وہ تمام اشخاص جن پر شہر ہے ان بوٹوں کو
نووت بہ نوٹ اس لاش پر ماریں تب
اصل خونی کے ہاتھ سے جب لاش پر بوٹی
لگئے گی تو لاش سے الیک حرکات صاور ہوں
گی جس سے خونی پکڑا جائے گا۔ اس قصہ
سے واقعی طور پر لاش کا زندہ ہوتا ثابت
نہیں ہوتا بعض کا خیال ہے کہ یہ صرف
ایک دھمکی تھی کہ چور بے دل ہو کر اپنے
تیسیں ظاہر کرے اصل یہ ہے کہ یہ طریق
عمل علم الاترب یعنی سمریزم کا ایک شعبہ
تحا جس کے بعض خواص میں سے یہ بھی
ہے کہ جملوں یا مردہ حیوانات میں ایک

جن فرشتوں کا قرآن میں ذکر ہے ان کا کوئی
اصلی وجود نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی بے انتہا
قدرتوں کے ظہور کو اور ان قوئی کو جو خدا
نے اپنی مخلوق میں مختلف قسم کے پیدا کیے
ہیں ملک یا ملائیکہ کہا ہے جن میں سے
ایک شیطان یا الطیب بھی ہے (ایضاً جلد اول
صفحہ ۳۲)۔

واذ قتلتم نفساً۔ می اسرائیل میں ایک
شخص مارا گیا تھا اور قاتل معلوم نہ تھا اللہ
تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کے دل میں یہ بات
ڈالی کہ سب لوگ جو موجود ہیں اور انہی میں
قاتل بھی ہے مقتول کے اعضاء سے مقتول کو
ماریں جو لوگ درحقیقت قاتل نہیں ہیں وہ
بہ سبب یقین انہی بے جری کے ایسا کرنے
میں کچھ خوف نہ کریں گے مگر اصلی قاتل بہ
سبب خوف اپنے جرم کے جواز روئے
فطرت انسان کے دل میں اور بالتحسیس
جہالت کے زمانہ میں اس قسم کی باتوں سے
ہوتا ہے ایسا نہیں کرنے کا اور اسی وقت
معلوم ہو جائے گا اور وہی نہایتیاں جو خدا نے
انسان کی فطرت میں رکھی ہیں لوگوں کو دکھا
وے گا اس قسم کے جلوں سے اس زمانہ میں
بھی بہت سے چور معلوم ہو جاتے ہیں اور وہ
بسبب خوف اپنے جرم کے ایسا کام جو
دوسرے لوگ بلا خوف بہ تقویت اپنی بے
جری کے کرتے ہیں نہیں کر سکتے پس یہ ایک
تدبیر قاتل کے معلوم کرنے کی تھی اس سے
زیادہ اور کچھ نہ تھا۔ (ایضاً صفحہ ۱۵)

حرکت مشابہ ہے حرکت حیوانات پیدا ہو کر
مشتبہ و بھول امور کا پتہ لگ سکتا ہے۔ (ازالہ ۳۰۵)

اللہ تعالیٰ نے نافرمان یہودیوں کے قصہ
میں فرمایا کہ وہ بندربن گئے اور سورین
گئے سو یہ بات تو نہیں تھی کہ وہ حقیقت
میں نتائج کے طور پر بندربن گئے تھے بلکہ
اصل حقیقت یہ تھی کہ بندروں اور
سوروں کی طرح تم بھی انسانوں سے علیحدہ
پیدا ہو گئے تھے (ست پنچ صفحہ ۸۲)

نیا اور بر ااتفاق اس بات کو محل ثابت کرتا
ہے کہ کوئی انسان اس خاکی جسم کے ساتھ
کہ زمرہ تک بھی پہنچ سکے۔ بلکہ علم
طبیعی کی ترقی تحقیقات میں اس بات کو ثابت کر
چکی ہیں کہ بعض بلند پہاڑیوں کی چٹیوں
پر پہنچ کر اس طبقہ کی ہوا ایسی مضر صحت
معلوم ہوئی ہے کہ جس میں زندہ رہنا
ممکن نہیں پس اس جسم کا کہہ ماہتاب یا کہ
آفتاب تک پہنچنا کس قدر لغو خیال ہے
اس جگہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اگر
جسم خاکی کا آسمان پر جانا محالات میں سے
ہے تو پھر آخر پتہ کامیابی اس جسم کے
ساتھ کیوں کر جائز ہو گا تو اس کا جواب یہ
ہے کہ یہ معراج (معلاۃ اللہ) جسم کثیف
کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ
کا کشف تھا۔ (ازالہ طبع پنجم ص ۲۲)

ہمارے علماء نے لکھا ہے کہ وہ حق بھی بذر
ہو گئے تھے۔ مگر یہ باتیں لغو و خرافات ہیں
ان کی حالت بندروں کی سی ہو گئی تھی
جس طرح انسانوں میں بندروں لیل و خوار
ہیں اسی طرح تم بھی انسانوں سے علیحدہ
اور ذلیل و خوار ہو۔ (ایضاً ص ۹۹۔ ۱۰۰)

معراج میں آخر پتہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
بمسجدہ بیت المقدس تک جانا اور وہاں سے
مسجدہ آنسانوں پر تشریف لے جانا خلاف
قانون فطرت ہے اس لیے ممتنعات
عقلی میں داخل ہے۔ اگر ہم احادیث
معراج کے راویوں کو ثقہ اور معتبر تصور کر
لیں تو بھی یہ قرار پائے گا کہ ان کو اصل
مطلوب کے سمجھنے اور بیان کرنے میں
غلطی ہوئی۔ مگر اس واقعہ کی محنت تلمیم
نہیں ہو سکنے کی۔ اس لیے کہ ایسا ہوتا
ہے ممتنعات عقلی میں سے ہے اور یہ کہ وہاں
کہ خدا میں سب قدرت ہے اس نے ایسا
ہی کر دیا ہو گا جمل اور نا سمجھ بلکہ مرفوع
العلم لوگوں کا کام ہے یہ ایک واقعہ ہے جو
سوتے میں آخر پتہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا
تھا۔ (ایضاً جلد ۶ صفحہ ۱۲۲)

فاتت به قومہا تحملہ (حضرت مریم)
انہیں اخھائے اپنی قوم کے پاس آئیں)
معلوم ہو کہ حضرت عیسیٰ اس وقت
حضرت مریم کی گود میں نہیں تھے بلکہ سوار
ہو کر یہ وہلم میں داخل ہوئے تھے (بیان
القرآن مولفہ میاں محمد علی امیر جماعت
مرزا سید ناصر لاهور جلد ۲ صفحہ ۱۲) حضرت
عیسیٰ تیس سال کے نوجوان تھے پرانے
بزرگ کے سامنے وہ پچھے ہی تھے اس لیے
انہوں نے کہا کہ جو ہمارے سامنے کاچھ
ہے ہم اس سے کیا خطاب کریں اس کے
ساوا من کان فی المهد صبیا کے کچھ
ستقی نہیں بنتے یہ زبانہ نبوت کا کلام ہے نہ
پیدائش کے فوراً بعد کا (ایضاً صفحہ
۱۲-۱۳)

قرآن مجید میں کسی جگہ مذکور نہیں کہ
مچھلی درحقیقت یونس کو نگل گئی تھی
کیونکہ لفظ اَسْكُم کا معنوم نگل جانا نہیں
بلکہ صرف منہ میں پکڑنا ہے لیں صاحب
نے اپنے لغات میں اَسْكُم فاعلیٰ استعمال
اس نے بوسہ کے وقت اس کے ہونٹ
منہ میں پکڑ لیے) کی نظر پیش کی ہے باطل
میں مچھلی کو نگل جانا اور پیش میں داخل
ہونا ذکور ہے لیکن قرآن اس کی تردید کرتا
ہے (ترجمہ قرآن بزیان انگریزی مولفہ
میاں محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاهور صفحہ
۶۷۲ نومبر ۲۰۲۱)

یہ واقعہ ایسے وقت میں واقع ہوا تھا جب
حضرت عیسیٰ ہو چکے تھے اس وقت حضرت
عیسیٰ کی بارہ برس کی عمر تھی جب انہوں نے
بیت المقدس میں یہودی علماء سے
گفتگو کی صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ
کی تلقین سے جو خلاف عقائد یہود تھی
علماء ناراض ہو کر حضرت مریم کے پاس
آئے جس سے ان کی غرض یہ ہو گئی کہ وہ
حضرت عیسیٰ کو ان باتوں سے باز رکھیں
الفرض یہ ایسا معاملہ ہے جو فطرت انسانی
کے موافق واقع ہوا شوخ و شریف لڑکے
کی مل سے اس کی فکایت کی جاتی ہے
غرض اس سے حضرت عیسیٰ کے بن باپ
پیدا ہونے پر کسی طرح استدلال نہیں ہو
سکتا۔ (ایضاً جلد ۲ صفحہ ۳۳)

حضرت یونس کے قصہ میں اس بات پر
قرآن مجید میں کوئی نص صریح نہیں ہے
کہ درحقیقت مچھلی ان کو نگل گئی تھی۔
۱. تخلیع کا لفظ قرآن میں نہیں ہے اَسْكُم کا
لفظ ہے جس سے صرف منہ میں پکڑ لینا
مراوہ ہے بس فی بطن الحوت کی نفی وہ
طرح پر ہو سکتی ہے اول اس طرح پر کہ
مچھلی نے نگلاعی نہیں دوسرے اس طرح
کہ نگلاع ہو مگر اس کے پیش میں نہ ٹھرمے
ہوں (آخرین اصول انتسیر یعنی مقدمہ
تفصیر سرید احمد خان۔ مطبوعہ لاهور صفحہ
۱۷)

”محمد یوسف علی“

لاہور کا ایک شخص جو حیات ہے اور اپنی پشت پر ”مبرنبوٹ“ ہونے کا دعویدار ہے۔ راقم الحروف ابھی اس کتاب کی ترتیب کے آخری مراحل میں تھا کہ اخباروں میں ایک محمد یوسف علی نامی شخص کے متعلق خبریں آتا شروع ہوئیں کہ وہ نبوت کامدی ہے اور اس کے ساتھ عی نہیت گھٹاؤ فی اخلاق سوز اور نجاش حركتوں میں بھی ملوث ہے۔ ہم آپ کی تفنن طبع کے لئے مارچ ۱۹۹۷ء کے امت اخبار کے اقتباسات اور سرخیاں پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

”نبوت کا ایک اور جھوٹا دعویدار پیدا ہو گیا“

”لاہور میں پسلے رسول اللہ کا نائب اور سفیر ہے اور اب نبی بن بیٹھا“

”آزاد جنسی تعلقات کی ترغیب کے ذریعے وہ گمراںوں کو اجاڑ چکا ہے اور کراچی میں ڈینیس اور گلشن اقبال کے مریدوں سے کروڑوں روپے بھی اشتمح چکا ہے۔“

کراچی (رپورٹ ایم طاہر) لاہور کے محمد یوسف علی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ نبوت کا یہ جھوٹا دعی ۱۹۹۷ء سے قبل آری میں تھا وہی سے علیحدگی کے بعد دو سال جدہ میں رہ کر زوالیں لاہور آگیا۔ اس وقت یہ شخص لاہور کینٹ میں ڈینیس پلیک اسکول کے قریب کیو ۲۱۸ اسٹریٹ ۱۶ فیز 2 میں رہائش پذیر ہے۔ یوسف علی اکثر ملک ان روڑ پر واقع مسجد بیت الرضا میں اپنے مخصوص مریدوں سے خطاب کرتا ہے۔

یوسف علی نے نبوت کا دعویٰ کرتے ہوئے کہا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی نسل آدم اور موجودہ نسل میری ذات ہے۔

”عجیب و غریب جھوٹے نبی“

اپنی معلومات میں اپنے کی غرض سے کچھ خلفاء بنو عباس کے دور کے جھوٹے نبوت کے دعویداروں کے متحملہ خیز حالات بھی ملاحظہ فرمائیں :

”نبوت کا ایک اور دعویدار پیدا ہو گیا“

لاہور میں محمد یوسف علی پسلے رسول اللہ ﷺ کا نائب و سفیر بنا اور اب نبی بن بیخا آزاد جنسی تعلقات کی ترغیب کے ذریعہ وہ کئی گمراوں کو اجازہ چکا ہے کراچی میں ڈینیس اور لگشن اقبال کے مردوں سے کوڑوں روپے ایسٹہ چکا ہے

کراچی (رپورٹ: ایم طاہر) لاہور کے محمد یوسف علی نبی شخص نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ نبوت کا جھوٹا مدعی محمد یوسف ۱۹۷۰ء سے قبل آری میں تھا لیکن آری سے ملحدگی کے بعد وہ جدہ چلا گیا۔ تقریباً ۲ سال جدہ میں قیام کے بعد یوسف علی لاہور واپس آگیا۔ اس وقت یوسف علی لاہور یونیورسٹی میں ڈینیس پبلک اسکول کے قریب ۱۹۷۸ء اسٹریٹ ۲۴ فیز ٹو میں رہائش پذیر ہے۔ یوسف علی اکثر ملکن روڈ پر واقع بیت الرضا مسجد میں اپنے مخصوص مردوں سے خطاب کرتا ہے۔ اس نے کراچی سمیت پاکستان کے کئی مختلف شہروں میں کئی امیر گمراوں کو گمراہ کر کے اپنا مرد بنا لیا ہے۔ محمد یوسف علی نے نبوت کا دعویٰ کرتے ہوئے کہ ”محمد ﷺ کی پہلی خلل آدم اور موجود خلل میں ہوں“ ۲۸ فروری کو ملکن روڈ چوک یتیم خانہ کے قریب واقع ”بیت الرضا مسجد“ میں نبوت کے جھوٹے مدھی محمد یوسف علی کی صدارت میں ایک خیریہ اجلاس بیان ”ورلڈ اسٹبلی“ منعقد ہوا اطلاعات کے مطابق اس اجلاس میں پاکستان بھر سے یوسف علی کے خاص محتذین اور مقربین کو دعوت

دی گئی جن میں کراچی میں واقع ڈینس اور گلاش اقبال کے بھی بعض لوگ شامل ہیں۔ سپاہیوں پڑھتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ ”محمد یوسف علی عی وہ ذات ہے جو اللہ اور محمد ﷺ کے نام پر ہے“ اس اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے یوسف علی نے حاضرین پر انکشاف کیا کہ اس محفل میں نعمود اللہ سے زائد ”صحابہ کرام“ بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ یوسف علی نے ڈینس کراچی سے آئے ہوئے ایک شخص کا دوران خطاب تعارف کرتے ہوئے کہا کہ ”یہ محلی ہے“ پلوٹق ذرائع کے مطابق محمد یوسف نے ابتداء میں خود کو مرشد کاہل، مدد کاہل، کام وقت اور اللہ تعالیٰ اور خاتم النبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہب و سفیر بنا کر پیش کیا لیکن پچھلے چند برسوں سے وہ اپنے ”خاص مقربین“ میں یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ ”وہ خود ہی نبی ہے“ اس کا طریقہ کاری یہ ہے کہ وہ اپنے حلقوں میں شامل لوگوں کو عمومی طور پر مختلف تقریروں میں ”نبی ﷺ کے دیدار“ اور ”محبوب سے طلب“ کی ترجمہ دیتا ہے۔ اس دوران وہ ہر معتقد کی انفرادی طور پر چنان پچک کرتا ہے جب اچھی طرح مطمئن ہو جاتا ہے تو ایک روز انفرادی طور پر مخصوص فرد کو یہ خوشخبری دیتا ہے کہ ہم فلاں دن ہمیں ایک ”تحفہ“ دیں گے اور تم بھی ہمیں کوئی ”تحفہ“ دیں۔ اس کے بعد مقررہ دن وہ اپنے خاص حدود کے سامنے یہ انکشاف کرتا ہے کہ دراصل ”وہی نبی اور رسول اللہ“ ہے۔ اس تھنے کو یوسف علی کے مقربین کے حلقوں میں ”حقیقت پاہا“ کہتے ہیں۔ اس عمل کے بعد معتقد جو ای ”تحفہ“ دینے کا پابند ہوتا ہے لیکن معتقد کی طرف سے ”یہ تحفہ“ صرف ”بھاری رقم“ کی صورت میں وصول کیا جاتا ہے۔ امت کی تحقیق کے مطابق پچھلے چند برسوں میں وہ صرف کراچی میں واقع ڈینس سوسائٹی کے بعض مخصوص مردوں سے کوئوں روپے ایٹھے چکا ہے۔ اس سلسلے میں سب سے بھی ایک پلو یہ ہے کہ نبوت کا جھوٹا دعیٰ یوسف علی نہایت گمناوی اخلاقی حرکتوں میں ملوث ہے۔ وہ خواتین کو آزاداً جنسی تعلقات کی ترغیب دینے کے علاوہ مردوں کی بنوں، بیٹیوں سمیت کئی نوجوان لڑکیوں سے قتل اعتراض تعلقات رکھتا ہے۔ وہ ان نوجوان لڑکیوں کو مختلف عملیات کے ذریعے قابو میں رکھتا ہے اور انہیں نہایت بھی ایک اخلاقی حرکتوں پر اکساتا ہے۔

اس حوالے سے اس کے متاثرین میں ڈینفس اور گلشن اقبال کراچی کی کئی خواتین شاہل ہیں۔ معتبر ذائقہ کے مطابق لڑکیوں کے ساتھ اس جذباتی بلیک میلنگ سے اس وقت کئی گمراہ ابڑے چکے ہیں۔

(۱) اخبار روز نامہ امت۔

”میری پشت پر مر نبوت موجود ہے“

نبوت کے جھوٹے دعویدار ملعون یوسف علی کا دعویٰ اصل یہوی کی تردید جو شوہر میری خاطر اپنی یہویوں کو چھوڑ دیں گے انہیں نبی کا دعویدار ہو گا رسالت عطا ہونے پر مجھے انکو غمی ملی ”نبوت کے جھوٹے دعویدار کی مزید خرافات مج پر جانے کی ضرورت نہیں“ کعبہ خود آپ کا طوفاف کر رہا ہے، ایک لڑکی کو جواب

کراچی (رپورٹ محمد طاہر) ملعون یوسف علی اپنی معتقد خواتین کو مختلف طریقوں اور بار بار کی گنتگوؤں سے یہ لیقین والا دیتا تھا کہ چونکہ ان کا ورجہ بست اونچا ہے اور نعمۃ بالله وہ ”نبی“ کی یہوی ہیں اس لئے ان کے شوہر تھیر اور بے ما یہ ہیں لہذا بہتری ہی ہے کہ وہ اپنے شوہروں سے قطع تعلق کر لیں۔ امت (۱) کے پاس دستاویزی ثبوت کے طور پر ملعون کے ہاتھ سے لکھے ہوئے ایسے خطوط موجود ہیں جن میں اس بدجنت نے بعض خواتین کو اس طرح کی ترغیب وی ہے اور ان کے شوہروں سے کہا ہے کہ اگر انہوں نے اپنی یہویوں کو چھوڑ دیا تو انہیں ایک مخصوص وقت پر ”نبی“ کا دعویدار نصیب ہو گک جو خواتین اس کے زیر اثر آ جاتیں وہ اس سے ہر طرح کا تعلق رکھنا اپنے لئے اعزاز بھیں اور اپنے شوہروں کو مجبور کرتیں کہ ان سے کسی تم کا تعلق نہ رکھیں کیونکہ وہ نعمۃ بالله آنحضرت کی یہوی ہیں۔ مخفین کا کہنا ہے کہ جو شوہر یہوی کو چھوڑ نے پر آملوہ ہو جاتے انہیں وہ اپنادعویدار کرا کے کہتا تھا کہ وہی ”نبی“ ہے چونکہ عقیدت مندوں کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوتا تھا کہ

کوئی انسان خرابی، گمراہی اور ضلالت کی اس انتہا کو پہنچنے کی ہمت کر سکتا ہے کہ خود کو آنحضرت قرار دے اس لئے ان کے اعصاب شل ہو جاتے ہیں اور وہ گمراہی یا کفر کے خوف سے کچھ سوچے سمجھے بغیر اسے قبول کر لیتے ہیں۔ یوں ملعون یوسف پڑھے لکھے لوگوں کو اپنے علم سے متاثر کر کے ان کے گھروں کے اندر عورتوں تک رسائی حاصل کرتا ہے اور انہیں تیزی سے گمراہ کر کے اپنے مطلب پر لے آتا۔ اس دوران وہ طرح طرح کے ہجھنڈے استعمال کرتا۔ مثلاً ایک بار ایک معتقد لڑکی نے جو پر جاتے ہوئے ملعون یوسف علی سے دعا کی درخواست کی تو اس نے کہا کہ آپ جو پر کیوں جا رہی ہیں۔ عجب تو خود آپ کا طواف کر رہا ہے لکھیں یہاں موجود ہے آپ مکال کے پاس کیا کرنے جا رہی ہیں؟ ملعون یوسف نے خواتین کو یہ بھی بلور کرا رکھا تھا کہ اس کی پشت پر مریبتوت ہے۔ اس کے بقول جب یہ مeras کی بیوی نے دیکھی تو وہ بھی ایمان لے آئی۔ ایک معتقد خاتون نے ملعون کی بیوی سے اس کی تصدیق چاہی تو اس نے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ یوسف علی نے خود مجھے محمد کا ہب کہا ہوا ہے۔ ملعون یوسف اپنے دونوں ہاتھوں میں چار انگوٹھیاں پہنتا ہے۔ مخربین کے مطابق خواتین کو سیدھے ہاتھ کی درمیانی انگلی میں پہنی ہوئی انگوٹھی دکھاتے ہوئے ملعون کہتا تھا کہ "یہ انگوٹھی رسالت عطا ہونے پر مجھے ملی ہے۔" جب ایک خاتون معتقد نے اس سے سوال کیا کہ انگوٹھی کس نے دی؟ تو اس نے مہنتے ہوئے جواب دیا کہ آپ چیزے پہنار کرنے والوں پر ساری باتیں رفتہ رفتہ کھل جائیں گی کیونکہ آپ خدا کی بنت محبوب بندی ہیں۔

(۱) اخبار روز نامہ امت۔

”مجھے ۹۹ شادیوں کا حکم ہے“

میری بیویوں کی عمر ۲۵ سے ۲۸ سال کے درمیان ہو گی، جھوٹے مدی نبوت کی ہرزہ سرائی نوجوان جوڑوں میں نکاح کے بغیر میاں بیوی کے رشتے قائم کر کے اپنی بیویاں بھی بتا رہا

یوسف علی لڑکیوں سے متعلق ایک نبومی سے میشن گویاں اپنے حق میں استعمال کرتا رہا
ذہب کے نام پر عیاشی کرنے والے بد کار انان
کی داستان ہوس کے کچھ اور گوشے بے نقاب

کراچی (رپورٹ: محمد طاہر) نبوت کے جھوٹے مدعا ابوالحسنین یوسف علی سے متاثرہ خواتین کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔ وہ مختلف لڑکیوں پر مختلف طریقوں سے ڈورے ڈالتا رہا۔ ایک طریقہ یہ تھا کہ وہ کراچی کے بعض خواتین کو کافشن کے ایک نبومی سراج کے پاس لے جاتا تھا جو اس سے طاہروا تھا۔ وہ س نبومی کو بعض لڑکیوں سے متعلق ابتدائی معلومات پہلے ہی فراہم کر دتا پھر جب ملعون یوسف علی ان ہدف شدہ لڑکیوں کو اس نبومی کے پاس لے کر جاتا تو نبومی پہلے سے حاصل شدہ معلومات سے ان لڑکیوں کو متاثر کر کے بعض میشن گویاں کرتا جو ایک "بزرگ" کی بشارت سے متعلق ہوتیں۔ ان کے بعد یوسف علی کے لئے ان لڑکیوں کو یہ باور کرانا نہایت آسان ہو تاکہ یہ بزرگ وہ خود ہے۔ اس طریقہ کار سے لڑکیاں بے حد متاثر ہوتیں اور آنکھ بند کر کے اس کے ادھکات ماننے پر آمادہ ہو جاتیں۔ اس معاملہ کا سب سے جیرت انگیز پلو یہ تھا کہ یہ تمام لڑکیاں اعلیٰ تعلیم یافتے تھیں۔ جن میں بعض ڈاکٹرز یا آغاخان میڈیکل کالج کے ہوم آنسا مکس کالج اور حب یونیورسٹی کی طالبات تھیں ایک خاتون ڈاکٹر نے امت سے گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ ایک بار اس جھوٹے مرشد نے کماکر مجھے ننانوے شلویوں کا حکم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حنی ننانوے ہیں۔ خاتون ڈاکٹر کو جھوٹے نبی نے یہ بھی کماکر اس کی یہ بیویاں ۲۵ سے ۲۸ سال عمر کی ہوں گی۔ یوسف علی نے اس پورے کاروبار کو نہایت پر کاری سے چلایا۔ ضرورت پڑنے پر وہ بعض لڑکیوں کی اپنے مردوں سے۔ زبانی شادیاں بھی کر دتا جس کا کوئی ریکارڈ نہیں رکھا جاتا تھا۔ یہ حرکت لڑکی اور لڑکے کے والدین کے علم میں لائے بغیر نہایت خاموشی سے کی جاتی تھی۔ طریقہ یہ ہوتا تھا کہ اپنے مرید لڑکے یا لڑکی کو بلاؤ کر کتنا کہ آج کے بعد آپ دونوں میاں یہوی ہیں چنانچہ وہ ساتھ رہنے لگتے۔ بس یہی اس کی طے

کروہ شادی تھی ایسی ہی ایک شادی دو برس قبل کراچی میں ہوم آنائکس کی ایک طالبہ کے ساتھ این اسی ڈی یونیورسٹی کے ایک طالب علم کی کرائی گئی۔ میاں یوسفی کا یہ رشتہ بغیر نکالنا کے قائم ہوا اور تاریخ چلتا رہا۔ ان ”شلویوں“ کی ایک شرط یہ بھی ہوتی تھی کہ مرید لڑکی جھوٹے نبی کے ”نکاح“ میں بھی رہے گی گویا لڑکی کے دو شوہر ہوتے مکار اور بد کار یوسف جب کسی ایسے مرید کے گھر قیام کرتا تو مذکورہ لڑکی کی حیثیت اس کی یوسفی کی ہو جاتی۔ جس کی سب سے نمایاں مثال عبد الواحد کی بہو شبانہ تھی عبد الواحد کے بیٹے شاہد کی یوسفی اب بھی بیک وقت شاہد اور یوسف علی کی دلمن کملاتی ہے۔

اک شیطان لعین بھارتی گانوں کا شو قین

ملعون یوسف علی نے ایک خاتون کی کم گوئی سے چڑکرائے گانے سننے کی ہدایت کی یہ لڑکے اور لڑکی کا نہیں، مطلق اور مقید کا پیار ہے، عشقیہ گانے کی توجیہ
ملعون کے بقول خدا نے اس سے کماکر تمیس دنیا میں ”عیش“ کرنے کی اجازت ہے

کراچی (رپورٹ: محمد طاہر) ملعون محمد یوسف علی بھارتی گانے شوق سے سنتا ہے۔ ملعون نے اپنی ایک خاتون مرید سے ڈیک کا بھی مطالبہ کیا ہے جس پر خاتون نے ایک بیش قیمت ڈیک خرید کر اسے تھختا پیش کیا۔ یعنی شاہدین کے مطابق ملعون گانے سننے کے دوران جھوم جھوم جاتا۔ بھارتی گانوں سے اس کے لگاؤ کا یہ عالم تھا کہ ملعون نے کراچی کے ایک خاندان (جو پوری طرح اس ملعون کا معتقد ہے) سے تعلق رکھنے والی ایک سنجیدہ خاتون کی کم گوئی سے چڑکرائے یہ ہدایت وہی کہ وہ بھارتی گانے ضرور سنائے گا کہ وہ بھی زندگی سے لطف انداز ہو سکے۔ وہ کراچی کی سڑکوں پر گھوستے ہوئے کار میں بھی یہی گانے سنتا رہتا۔

”بیوی قربان کر سکتے ہو؟“ ملعون کا سوال

معقد اپنی یوں کی قریانی پر رضامند ہو جاتا۔ اس جواب کا فائدہ خواتین سے اٹھایا جاتا ملعون مغرب الاعلاق اور آزاد صنفی تعلقات پر بقیٰ کتابیں خواتین کو تجھے میں دیتا ایک خاتون کو محمدؐ سے ملوانے کے نام پر سوک کار اور دوسری سے تمام زیورات ہتھیائے کراچی (رپورٹ: محمد طاہر) ملعون محمد یوسف علی کی ہوناک نگہیں صرف خواتین معقدین پر مرکوز رہتیں۔ وہ اپنی کسی بھی محفل کے انتقام پر تمام عورتوں کو خلوت میں بلا تا اور انہیں زیورات مال اور یہاں تک کہ ان کے شوہروں تک کو قریان کرنے کی ترغیب دیتا۔ قبل ازیں وہ محفل میں کسی بھی مرید کو دوران تقریر کھڑا کر کے یہ سوال کر لیتا کہ کیا تم محمدؐ سے محبت میں اپنی یوں کو قریان کرنے کے لئے تیار ہو؟ ”بے چارہ معقد فوراً اپنی یوں کو قریان کرنے کے لئے تیار ہو جاتا۔ ملعون کی تخلوط محفلوں میں شوہروں کے یہ جوابات خود خواتین بھی سنتیں۔ ملعون اس صورت حال کا فائدہ خلوت میں خواتین سے اٹھاتا ابتداء میں ان سے زیورات اور مال بھورتا ایک خاتون معقد کو محمدؐ سے ملوانے کے نام پر ہذا سوک کا تقاضا کیا۔ اسی طرح ایک دوسری خاتون سے اسی وعدے پر اس کے تمام زیورات ہتھیائے اور اسے کہا کہ وہ اب رابعہ بصری کے بلند مقام پر پہنچ چکی ہے۔ خاتون معقد کے مطابق ملعون نے اس سے کہا کہ ”آپ ہماری رب اور ہم آپ کے محمد ہیں“ جس طرح عرش معلیٰ پر ”خلوت خاص“ میں ”محب اور محبوب“ یعنی اللہ اور محمدؐ پیار کر رہے ہیں اسی طرح آپ کو بھی ہم سے پیار کرنا ہے۔ اس مثال کے ذریعے ملعون نے خاتون کو جس ”پیار“ کی ترغیب دی اس کی تفصیلات ماقبل بیان اور انتہائی شرمناک ہیں۔ خاتون معقد کے مطابق اس موقع پر ملعون نے مجھے اپنے شوہر سے تعلقات ختم کرنے کا بھی حکم دیا اور کہا کہ ”آپ سریانور ہیں آپ کے شوہر اور آپ میں زمین آسمان کا فرق ہے اس لئے ان سے ناطہ توڑ لیں“ مختلف خواتین سے امت کی بات چیت کے دوران یہ انکشاف بھی ہوا کہ ملعون بعض مخصوص خواتین کو خلوت میں مخصوص ”تجھے“ دیتا۔ جو خواتین کو اپنے ناموم عِ امام کی طرف مائل کرنے کے لئے ہوتے جن میں مغرب الاعلاق کتابیں بھی ہوتیں۔ یہ کتابیں آزاد جنسی تعلقات کی ترغیب کے لئے بطور خاص خواتین کو

دی جاتی تھیں اور انہیں ہایک کی جاتی کہ وہ اس تھنے کا ذکر اپنے "شہر" تک سے نہ کریں
ورنہ محمد نما راض ہو جائیں گے۔ خواتین ان کتابوں کو پڑھ کر متاثر ہونے لگتیں تو ملعون
انہیں اپنے "مخصوص مقاصد" کے لئے استعمال میں لاتا اور پھر انتہائی چالاکی سے اس بے
ہودہ کھیل کو "ندھی رنگ" میں پیش کرتا جس سے خواتین بھی مطمئن ہو جاتیں۔ ایک
متاثرہ خاتون نے روتے ہوئے امت کو بتایا کہ ایک بار جب ان اخلاقی بے ہودگیوں سے
نک ڈکر میں نے ملعون سے پوچھا کہ آپ کیسے محمد ہیں؟ تو اس نے اپنی بد فعلی کی توجیہ
کرتے ہوئے کہا کہ "اس عمل میں میں نہیں بلکہ میرا نفس ملوث تھا" نعوذ بالله نفس سے
ملعون کی مراد حضرت محمد ہیں۔

ملعون یوسف علی، بے نظیر دور کاوی آئی پی

وزارت خارجہ نے اس شیطان کو سرکاری پاسپورٹ جاری کیا،
محفلوں میں خواتین سے بے ٹکف ہو جاتا، ذو معنی جملے کتنا
عقیدت مندوں کو اس کی حرکتیں گران گزرتیں، نوجوان خواتین
کو بند کمرے میں لے جا کر شرمناک حرکتیں کرتا
منحر خواتین نے رو رو کر "امت" کو شرمناک تفصیل بتائی،
ندھی محافل میں ذہنی بے راہ روی کا مظاہرہ کرتا

ملعون یوسف علی اپنی ذہنی بے راہ روی کا مظاہرہ اکثر ان محافل میں کرتا ہے جو وہ
ذکر اللہ یا ذکر نبیؐ کے نام پر منعقد کرتا تھا۔ ایسی مخلوط محافل میں شرکت کرنے والی بعض
ماؤرن اور آئیں کے بغیر لباس پہننے والی خواتین سے اس درجہ بے تکلفی کا مظاہرہ کرتا کہ
کبھی کبھی اس کے انتہائی قریبی عقیدت مندوں کو بھی گران گزرتا۔ ایسے ہی ایک
عقیدتمند نے جواب اس ملعون سے منحر ہو چکا ہے بتایا کہ ملعون اکثر آنے والی خواتین
کو لوگوں کے سامنے گد گدیاں کرتا اور ان سے ذو معنی جملے کرتا۔ یہاں تک کہ بعض ماؤرن
خواتین کو بازو سے تھام کر گھومتا پھرتا۔ وہ اپنے جن مریدوں سے ملنے ان کے گھر جاتا ان

کے ہاں موجود ہر نوجوان لڑکی یا خاتون کو بند کمرے میں باری باری طلب کرتا اور تھائی میں گھنٹوں الی حرتیں کرتا جو ناقابل بیان ہیں۔ اس عرصے میں وہ کمرو اندر سے مغلن کر لیتے۔ اس حوالے سے بعض منحر خواتین نے زار و قطار روتے ہوئے نمائندہ امت کو انتہائی شرمناک تفصیلات بتائی ہیں جسے وہ ملعون شخص اللہ اور اس کے رسولؐ کے نام پر جائز قرار دتا تھا۔ ملعون یوسف علی کی ایک کتاب ”بائیک قلندری“ ہے جس کے بارے میں اس کا کہنا ہے کہ یہ کتاب صرف ان لوگوں کو پڑھنے کے لئے دی جاتی ہے جو پہلے سوا لاکھ مرتبہ درود شریف پڑھ لیں اور قارئین جانتے ہیں کہ وہ اپنی معتقد خواتین سے ہمیشہ کما کرتا تھا کہ جب کبھی درود پڑھیں تو میرا یعنی ملعون یوسف علی کا قصور کریں۔ وہ بعض خواتین کو محض اس وجہ سے بھی متاثر کرتا رہا کہ اسے بے نظیر دور حکومت میں وزارت خارجہ نے ”وی آئی پی“ کا درجہ دے رکھا تھا۔ اطلاعات کے مطابق چونکہ ملعون محمد یوسف علی ”او آئی سی“ کے ہیڈ کوارٹر میں کام کرتا رہا ہے اسی لئے پاکستانی وزارت خارجہ نے اس شیطان کو ”وی آئی پی“ درجہ دینے کے ساتھ ساتھ ایک افیشل پاسپورٹ بھی جاری کر رکھا تھا۔

ملعون یوسف نے بھاونج کو بھی نہیں بخشتا

راز افشا ہونے کے بعد اپنے بھائی ناصر حیدر کو کلورین کے ذریعے ختم کرا دیا بھائی کے انتقال کے ۲ ماہ بعد بھاونج نے پنجھ کو جنم دیا پھر دونوں لاپتہ ہو گئے۔ ملعون یوسف علی کے پنجھ ہوس سے اس کی بھاونج بھی نہیں بچ سکی۔ ملعون آج سے بارہ سال قبل جدہ گیا تھا جہاں اس کا بھائی ناصر حیدر مقیم تھا۔ ایک دن ناصر حیدر نے گھر میں ملعون یوسف کو اپنی بیوگم کے ساتھ قابل اعتراض حالت میں پایا۔ مذکورہ واقعہ کے بعد ناصر حیدر نے اس معاملے کی چھلن بین کی تو خود اس کی بیوی نے اقرار کیا کہ ملعون یوسف کے ساتھ اس کے تعلقات کافی عرصے پہلے سے استوار ہیں۔ اس راز کے افشاء ہونے پر ناصر حیدر کا اپنے بھائی ملعون یوسف کے ساتھ تازعہ رہنے لگا۔ کچھ عرصے بعد ملعون یوسف کے بھائی ناصر حیدر کا اچانک انتقال ہو گیا۔ موت کے اسباب تلاش کرتے

ہوئے یہ اکٹھا فہرست ہوا کہ مرحوم کو اس کی بیکم لور ملھون یوسف علی کے "تعلقات" علم میں آنے کے فوراً بعد کلورین دی جا رہی تھی جس کے باعث اس کی آنسیں مگل گئی تھیں۔ ناصر جیدر کے "انتقال" کے چھ ماہ بعد اس کی پیوہ نے ایک پچھے بھی جنم دیا اور اس کے بعد سے آج تک ملھون کی بحجون اور وہ پچھے لا ہے ہے۔

مختصر قارئین یہ تمام اطلاعات ہم نے روزنامہ امت کے مارچ ۱۹۹۷ء کے شماروں سے نقل کی ہیں۔ ان کی اشاعت کے پچھے روز کے بعد ایک اخبار سے معلوم ہوا تھا کہ اس جھوٹے اور مکار یوسف علی کو گرفتار کر لیا گیا ہے اس کے بعد سے اب تک کوئی اطلاع نہیں ملی۔ یوسف علی کی مذکورہ شیطانی حرکتوں کا علم ہونے کے باوجودو بھی اگر کوئی اس سے اعتقال رکھتا ہے تو پھر اس کے سوا کیا کما جا سکتا ہے کہ جیسی روح دیے ہی فرشتے۔ حق تعالیٰ دین کی سمجھ عطا فرمائے اور ایسے جھوٹے دین کے ڈاکوؤں سے محفوظ رکھے۔ آمين

اپنی معلومات میں اضافے کی غرض سے کچھ خلافاء بنو عباس کے دور کے جھوٹے نبیوں کے مضمکہ خیز حالات بھی ملاحظہ فرمائیں۔

محمد بنو عباس کے مضمکہ خیز جھوٹے نبی

(۱) خلیفہ مددی عباسی کے عمد میں ایک شخص نے دعویٰ نبوت کیا۔ جب اسے کہڑ کے دربار خلافت میں لائے تو مددی نے پوچھا تم نبی ہو۔ بولا جی ہاں، پوچھا اور کن لوگوں کی ہدایت کے لئے مبوث ہوئے ہو۔ ”بولا تم نے کسی کے پاس ایک گھری بھر کے لیے تو جانے نہیں دیا میں نام لوں تو کس کالوں۔ اور میں نے دعویٰ کیا اور اور تم نے مجھے کہڑ کے قید خانے میں بند کر دیا۔ یہ جواب سن کر مددی ہشا اور اسے چھوڑ دیا۔

(۲) ایک شخص نے ایک بار بصرہ میں پیغمبری کا دعویٰ کیا۔ لوگ اسے کہڑ کے حاکم بصرہ سلیمان بن علی کے پاس لائے۔ سلیمان نے صورت دیکھتے ہی کہا ”تم خدا کے بھیجے ہوئے پیغمبر ہو؟“ بولا جی اس وقت تو قیدی ہوں۔ پوچھا ”کم بخت تجھے کس نے نبی بنایا ہے؟“ بولا ”بھلا پیغمبر ہو،“ کے ساتھ ایسی ہی تندیب سے گفتگو کی جاتی ہے؟ اسے بے عقیدہ شخص اگر میں گرفتار نہ ہوتا تو جریل کو حکم دیتا کہ تم سب کو ہلاک کر دیں۔ مگر کیا کروں قید میں ہوں۔“ سلیمان نے پوچھا ”تو کیا قیدی کی دعا نہیں قبول ہوتی؟“ بولا جی اور کیا۔ خصوصاً انیاء کا تو معمول ہے کہ جب تک قید رہتے ہیں ان کی دعا آسمان پر نہیں جاتی۔ سلیمان کو اس پر فسی آگئی اور کما اچھا میں تمہیں چھوڑے وہاں ہوں آزادی پانے کے بعد تم جریل ایمن کو حکم دو۔ اور اگر انہوں نے تمہارے کہنے پر عمل کیا تو ہم سب تم پر ایمان لائیں گے۔ یہ سن کے بولا ”خدایع فرماتا ہے (یہ لوگ جب تک عذاب کونہ دیکھ لیں گے ایمان نہ لائیں گے) یہ جواب سن کر سلیمان بہت ہشا پھر اس سے کما جاؤ پھر کبھی نبی نہ بننا اور اسے چھوڑ دیا۔“

(۳) مامون کے عمد میں ایک اور شخص نے دعائے نبوت کیا اور اس خصوصیت کے ساتھ کہ میں ہی ابراہیم خلیل اللہ ہوں۔ جب وہ مامون کے سامنے پیش کیا گیا تو اس وقت شمسہ بن اشرس مامون کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ مامون نے اس مدّی نبوت کی کیفیت سن کے کما میں نے ایسا جری شخص نہیں دیکھا کہ خدا پر بھی تمہت لگائے۔ شمسہ نے کہا اگر اجازت ہو تو میں اس سے گفتگو کروں اس نے اجازت دی۔ اور شمسہ نے کہا "اے شخص حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس تو نبوت کی ولیمیں تھیں۔ تمہدے پاس کون سی ولیم ہے۔" پوچھا "ابراہیم" کے پاس کون سی ولیمیں تھیں۔ شمسہ نے کہا ہمگی جملائی گئی اور وہ اس میں ڈال دیئے گئے۔ مگر ہمگی ان کے لئے محضی اور آرام وہ ہو گئی تو ہم تمہارے لئے ہمگی جلواتے ہیں اور تمہیں اس میں ڈال دیں گے۔ اگر تمہارے لئے بھی ہمگی ڈال دیں گے۔ یہ سُن کر وہ بولا۔ یہ زیادہ مشکل ہے۔ اس سے کوئی آسان صورت بتاؤ۔

شمسہ نے کہا تو حضرت موئی کے ایسے دلائل نبوت پیش کرو۔ اس نے پوچھا ان کے دلائل کیا تھے۔ کماں کے پاس عصا تھا جب اسے زمین پر ڈال دیتے اڑوہا بن جاتا۔ انہوں نے اسی عصا سے مار کر سمندر کو خسرا دیا تھا۔ بولا اس سے بھی آسان صورت نکالیے کہا تو حضرت عیسیٰ کے دلائل سی پوچھا وہ کیا تھے کہا مردوں کو زندہ اور اندھوں کو ڈھیوں کو تندروست کر دیتے تھے۔ بولا یہ تو سب پر قیامت ہے۔ شمسہ نے کہا پھر کوئی دلیل نبوت تو ضرور ہونی چاہئے اس نے جواب دیا میرے پاس اس قسم کی کوئی بات نہیں ہے میں نے جریل سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ مجھے شیطانوں کے پاس بھیجتے ہو تو کوئی دلیل دو ماک میں اسے پیش کروں۔ اس پر جریل بگزے بخا ہوئے اور کہا تم نے خود ہی برلن سے اپنے کام کی ابتداء کی جا کے دیکھو تو کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ یہ باتیں سن کے شمسہ نے مامون سے کہا۔ امیر المؤمنین اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ مامون نے کہا ہاں میں بھی ایسا ہی خیال کرتا ہوں۔ اور یہ کہہ کے اسے نکواریا۔

ای طرح ایک اور شخص اوعاء نبوت کا مجرم بن کر خلیفہ مددی کے سامنے پکڑا آیا

مددی نے اس کی صورت دیکھ کے پوچھا تم کب میتوث ہوئے؟ بولا آپ کو تاریخ سے کیا تعلق؟ مددی نے پوچھا تمہیں کہاں نبوت ملی؟ بولا "خدائی قسم یہاں تو انکی پاتیں پوچھی جا رہی ہیں جن کو نبوت سے کوئی علاقہ نہیں۔ اگر آپ میری نبوت مانتے ہوں تو میں جو کچھ کھوں اسے مانے اور میری پیروی کیجئے۔ اور اگر آپ مجھے جھوٹا سمجھتے ہوں تو اپنے گھر خوش رہئے اور مجھے چھوڑیے کہ میں اپنا راست لول۔ مددی نے کہا چھوڑ کیوں دوں تمہاری وجہ سے دین میں فلوڑے گا۔ یہ سن کر بولا ہر بے تجھ کی بات ہے کہ جب اپنے دین میں خرالی پڑنے کے اندریہ سے آپ برہم ہوئے جاتے ہیں تو پھر مجھے کیوں نہ غصہ آئے۔ کیونکہ میری تو نبوت ہی کا سارا کار و بار گذا جاتا ہے۔ آپ کی ساری شان و شوکت اور یہ سارا جبوت معن بن زائدہ اور حسن بن قطبہ کے ایسے پہ سلازوں کے برترے پر ہے۔" اتفاقاً اس وقت قاضی شریک سامنے کھڑے ہوئے تھے۔ مددی نے کہا قاضی صاحب آپ اس پیغمبر کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ قبل اس کے کہ قاضی شریک لب ہلاکیں۔ اس شخص نے کہا کہ آپ نے پھرے معاملہ میں ان سے تو مشورہ لیا جلا مجھی سے کیوں نہ مشورہ لیا۔ مددی نے کہا تم ہم تاؤ کہ اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ بولا میں اپنا فیصلہ ان انبیاء پر چھوڑتا ہوں جو مجھ سے پسلے گز رکھے ہیں۔ بس جوان کا فیصلہ ہوا یہ پر عمل کیجئے۔ مددی نے کہا مجھے یہ منظور ہے اب اس نے پوچھا اچھا بتائیے میں آپ کے نزدیک کافر ہوں یا مومن؟ مددی نے کہا تم کافر ہو۔ بولا تو بس قرآن میں موجود ہے (آپ کافروں اور منافقوں کی پیروی نہ کیجئے۔ اور ان کے تکلیف دینے کو چھوڑ دیجئے اس لیے آپ نہ میری پیروی کیجئے اور نہ مجھے ستائیے بلکہ مجھے چھوڑ دیجئے۔ کہ غربوں اور مسکینوں کے پاس جاؤں جو کہ پیغمبروں کے پیرو ہوتے آئے ہیں اور پادشاہوں اور جباروں کو میں بھی چھوڑ دوں گا۔ جو کہ جنم کے کندے ہیں۔ یہ سن کر مددی ہسا اور اسے تنیسہ کر کے چھوڑ دیا۔

(۲) ایک دن عبد اللہ بن حازم وجلہ کے پل کے پاس اپنی محبت میں بیٹھے ہوئے

تھے کہ اتنے میں لوگ ایک شخص کو پکڑے ہوئے لائے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا انہوں نے اس سے کہا تم پیغمبر ہو۔ بولا جی ہاں۔ پوچھا کس قوم پر میوث ہوئے ہو۔ بولا کسی پر ہوا ہوں تمہیں کیا۔ میں شیطان پر میوث ہوا ہوں۔ یہ جواب سن کر عبد اللہ ہنسے اور کہا اسے چھوڑ دو کہ شیطان ملعون کے پاس جائے۔

(۵) سالمہ بن اشرس کہتے ہیں میں قید میں تھا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مذہب اور شائستہ اور باوقار شخص قید خانے میں آیا۔ اس وقت میرے ہاتھ میں شربت کا جام تھا اسے دیکھ کے میں اس قدر متغیر ہوا کہ جام کو منہ سے الگا بھول گیا اور اس سے کہا آپ پر میرے مان باپ فدا ہوں۔ لوگوں نے کس گنہا پر آپ کو قید کیا ہے؟ بولا یہ بدمعاش مجھے پکڑ لائے ہیں اور مجھ سے بناء پر کہ میں نے امر حق کو ظاہر کیا میں نبی مرسل ہوں۔ یہ سن کے میں متعجب ہوا اور اس سے کہا کہ کوئی مجرہ بھی آپ کے پاسے۔ بولا جی ہاں میرے پاس تو سب سے بڑا مجرہ موجود ہے پوچھا وہ کیا؟ کہا کسی حسین عورتو کو لاو دیکھو ابھی حاملہ کراؤں گا۔ پھر اس سے ایک پچہ پیدا ہو گا۔ جو میری نبوت کی تصدیق کرے گا۔ ثماںہ نے یہ سن کر مشکل سے نہیں روکی۔

(۶) محمد بن عتاب نام ایک صاحب کا بیان ہے کہ ”میں نے ہارون رشید کے زمانہ میں ایک روز شرمندہ میں دیکھا کہ لوگ ایک شخص کو گھیرے ہوئے کھڑے ہیں۔ اس کی صورت ویکھی تو بت مذہب و باوقار شخص نظر آیا۔ پوچھا اسے کیوں گھیرے ہوئے ہو۔ لوگوں نے کہا صاحب یہ پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے میں نے کہا تم غلط کہتے ہو۔ ایسے شخص سے ایسا فعل نہیں سرزد ہو سکتا۔ اس پر اور سب لوگ تو خاموش رہے۔ مگر خود اس نے بگز کے مجھ سے کہا تمہیں کیوں کر معلوم ہوا کہ یہ مجھے جھوٹ لگاتے ہیں؟ میں نے کہا تو کیا تم نبی ہو۔ بولا پیشک میں نے کہا اس کی ولیل بولا دلیل یہ ہے کہ تم ولد الزنا ہو۔ میں نے ضبط کر کے کہا۔ بھلا پاک دامن عورتوں کو زنا سے مسمم کرنا پیغمبروں کا کام ہے۔ بولا میں تو خاص

اسی غرض کے لیے بعوث ہوا ہوں میں نے کہا تو مجھے تمہاری نبوت سے انکار ہے۔ بولا انکار ہے تو اپنے گھر خوش رہو۔ اختنے میں کسی نے اسے چند سکریزے کھینچ مارے جن سے وہ زخمی ہو گیا اور بولا یہ فصل خاص ابن زانیہ کا ہے۔ اور آسمان کی طرف سراہٹ کے کہنے لگا تم نے میرے ساتھ یہ بھلائی نہیں کی جو ان جاہلوں کے ہاتھ میں مبتلا کر دیا ہے" بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص مجون تھا۔

ماہون کے زمانے میں ایک اور شخص نے دعویٰ نبوت کیا تھا ماہون نے قاضی بھی این اکشم کو ساتھ لیا اور کما چلو ہم اس شخص سے چھپ کے ملیں اور دیکھیں کہ کیا شخص ہے اور کیا کہتا ہے چنانچہ دونوں بھیں بدلتے اور ایک خادم کو ہمراہ لے کے اس کی صحبت میں گئے۔ اس نے ان کی کیفیت پوچھی تو کہا ہم دونوں اس لیے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ کے ہاتھ پر ایمان لا میں۔ اس نے کہا تو آؤ بھجو" اجازت پا کے ماہون اس کے دامنے جاتے اور قاضی صاحب بائیں طرف بیٹھے گئے۔ اب ماہون نے پوچھا آپ کن لوگوں کی ہدایت کے لیے مبعوث ہوئے ہیں" بولا ساری خلقت اور کل بندگان خدا پر مبعوث ہوا ہوں۔ پوچھا تو کیا آپ پر وحی نازل ہوتی ہے؟ کیا آپ خواب دیکھتے ہیں؟ کیا دل میں القاء ہو جاتا ہے؟ یا آپ سے فرشتہ آ کے گفتگو کرتا ہے۔ بولا فرشتہ گفتگو کرتا ہے۔ پوچھا! کون فرشتہ آتا ہے؟ کما جبریل۔ پوچھا اس سے پہنچے کب آئے تھے؟ کما ابھی تمہارے آنے سے پہلے وہ موجود تھے" پوچھا تو تم پر اس وقت کیا وحی آئی ہے؟ کما یہ کہ عنقریب میرے پاس دو شخص آئیں گے ایک میرے دامنے ہاتھ بیٹھے گا اور دوسرا بائیں پر۔ اور جو بائیں ہاتھ پر بیٹھے گا وہ دنیا میں سب سے بڑا الوطی ہو گا۔ ماہون اس کی یہ وحی سنتے ہی مارے ہنسی کے لوث گیا اور بولا اشد ایک رسول اللہ (میں تمہارے رسالت پر ایمان لا تاہوں)۔

غالد قمری کے زمانے میں بھی ایک شخص نے دعویٰ نبوت کیا۔ لوگ اسے غالد کے سامنے پکڑ لائے۔ پوچھا تم کس بات کے مدعا ہو۔ بولا میں نے قرآن کا جواب دیا ہے۔ قرآن میں ہے انا اعطیناک الکوثر ○ فصل لربک و انحر ○ ان شانشک ہو الابتسر ○ (اور میں کہتا ہوں انا اعطیناک الجماہر، فصل لربک وجہاہر، ولا تطبع کل ساحرو کافر۔

خلد نے برہم ہو کے حکم دیا کہ اسے سولی دی جائے۔ چنانچہ وہ صلیب پر لٹکا دیا گیا۔ افقان سے خلف بن خلیفہ شاعر کا ادھر سے گزر ہوا اس نے اسے لکھتے ہوئے دیکھ کر کما انا عطینا ک العمو د فصل لر بک علی عود۔ وانا ضامن ان لاتعود۔

(۷) کوفہ کے ایک شخص کا بیان ہے کہ ایک دن میرے ایک دوست آئے اور کما تم نے کچھ اور بھی سن۔ یہاں ایک پیغمبر صاحب پیدا ہوئے ہیں۔ چلو ذرا ان سے مل کے دیکھیں وہ کیا کرتے ہیں۔ میں فوراً الحمد کھڑا ہوا اور ہم دونوں اس نبی کے مکان پر پہنچ دوہ دروازے پر ملا اور بہت کچھ عمدہ بیان لے کر ہمیں اندر لے گیا۔ یہ ایک نہایت ہی کہہ سہ صورت خراسانی بڑھا تھا اور بھینگا تھا۔ حسن افقان سے میرے دوست کا نہ تھے۔ انہوں نے کما تم چکپے رہو اور مجھے گفتگو کرنے دو۔ میں نے کہا بہتر۔ اب ان دوست نے پوچھا "جناب آپ کا کیا دعویٰ ہے؟" بولا میں نبی ہوں۔ پوچھا دلیل۔ کما دلیل یہ کہ تم کا نہ ہو۔ اپنی دوسری آنکھ بھی نکل کے انڈھے ہو جاؤ۔ اسی وقت میں دعا کر کے تمہیں اچھا کروں گا۔ میں نے ہنسی روک کے اپنے دوست سے کہا۔ پیغمبر صاحب نے بات تو معقول کی ہے۔ انہوں نے جھنگلا کے کماتا تم اپنی ہی دونوں آنکھیں پھوڑ کے ان کا امتحان لے لو اس کے بعد ہم دونوں ہنستے ہوئے اپنے گھر آئے۔

(۸) ایک بار مامون کے سامنے ایک اور مدعا نبوت پیش کیا گیا۔ پوچھا تمہارے پاس کوئی مسخرہ بھی ہے۔ کہا جی ہاں جو آپ کے دل میں ہو بتاؤں گا۔ مامون نے کہا اچھا بتاؤ تو میرے دل میں کیا ہے۔ بولا آپ کے دل میں ہے کہ یہ شخص جھوٹا ہے۔ مامون نے کہا ہاں یہ تو تم نے بچ بتایا اور اسے قید خانہ میں بسچ دیا۔ چند روز بعد پھر سامنے بلوایا اور کما تم پر کچھ دھی اتری۔ بولا نہیں۔ پوچھا کیوں۔ کما اس لیے کی قید خانے میں فرشتہ نہیں آتے۔ اس پر مامون نہیں پڑا اور اسے چھوڑ دیا۔

(۶) ایک بار مامون کے پاس آزربایجان سے ایک مدعا نبوت گرفتار کر کے لایا گیا جب وہ سامنے آیا تو مامون نے اپنے داروغہ محل ثماںہ کو حکم دیا کہ اس کا اظہار لے۔ اس نے عرض کیا "امیر المؤمنین! کیا عرض کروں کہ آپ کے زمانہ میں انبیاء کی کس قدر کثرت ہو گئی ہے" پھر اس مدعا نبوت سے کہا تمہاری نبوت کی دلیل کیا ہے کہا ثماںہ تم اپنی جورو کو میرے پاس بھیج دو۔ اور میں میرے چیخبری کی تقدیق کرے گا۔ ثماںہ نے کہا اشد انک رسول اللہ (میں گواہی دتا ہوں کہ تم خدا کے رسول ہو) مامون نے کہا تم تو چھوٹتے ہی ایمان لے آئے عرض کیا امیر المؤمنین کا کیا بگزے گا۔ آبرو تو میری جورو کی جائے گی جسے اپنی بی بی سے دستبردار ہوتا ہو وہ ان کی نبوت میں شک کرے۔ اس پر مامون بے اختیار ہنس پڑا۔ اور اسے چھوڑ دیا۔

ایک بار ہارون رشید کے سامنے ایک مدعا نبوت پیش کیا گیا۔ رشید نے اس سے دریافت کیا تو بولا جی ہاں میں نبی کرم ہوں" پوچھا دلیل؟ کہا آپ جو فرمائیں۔ رشید نے کہا میں چاہتا ہوں کہ یہ جتنے مر غلام کھڑے ہوئے ہیں ان کے اسی وقت ڈاڑھیاں نکل آئیں سوچ کے بولا بھلا اس میں کون ہی خوبی ہے کہ ان کے پیارے پیارے مونموں پر ڈاڑھیاں نکل آئیں اور ان دل فریب صورتوں کو میں بگاڑ دوں۔ ہاں یہ مجھہ و کھاتا ہوں کہ جتنے ڈاڑھیوں والے کھڑے ہیں ان کی ڈاڑھیاں غائب کر دوں۔ یہ سن کے رشید بست ہسا اور اس کو نکلوادیا۔

ایک اور مدعا نبوت مامون کے سامنے لائے اور مجھہ طلب کیا۔ اس نے کہا کہ میں سُنگریزی پانی میں ڈالتا ہوں۔ اگر گھل جائیں تو جانے میں سچا نبی ہوں۔ مامون نے کہا "منظور" اس نے ایک کٹورے میں پانی بھر کے سب کے سامنے سُنگریزی ڈالے جو دم بھر میں گھل گئے۔ لوگوں نے کہا یہ جعلی سُنگریزی تھے۔ ہم جو سُنگریزے دیں انہیں گھلاؤ تو سند ہے۔ بولا نہ تم فرعون سے بڑے ہو اور نہ میں موئی سے بڑا ہوں۔ فرعون نے موئی سے یہ تو نہیں کہا تھا کہ تمہارے عصا کی سند نہیں۔ ہم اپنا عصا دیتے ہیں۔ اسے اڑدا بنا تو

جانیں۔ ماہون اس لطیفہ پر بہت ہنسا اور اس مدی نبوت کو چھوڑ دیا۔

(۱۰) ایک مدی نبوت کو لوگ کپڑے کے مقصم بال اللہ کے سامنے لائے۔ مقصم نے پوچھا تم نبی ہو کما جی ہاں پوچھا کس کی ہدایت کے لیے مبعوث ہوئے ہو۔ کما آپ کی ہدایت کے لئے مقصم بولا تو میں گواہی دیتا ہوں کہ تم رذیل اور احمق ہو۔ بولا جی ہاں یہ تو قاعدہ ہی ہے کہ جیسے لوگ ہوتے ہیں ویسے ہی پیغمبر بھی ان پر بیجے جاتے ہیں۔ اس جواب پر مقصم شرمندگی سے ہنسا اور اسے رخصت کر دیا۔

(۱۱) ایک اور جعلی پیغمبر ماہون کے سامنے لایا گیا ماہون نے کما کہ اچھا اسی وقت ایک خروزہ لا کے پیش کرو۔ اس نے کماتین دن کی مملت دیکھئے۔ ماہون نے کمال مملت نہ دی جائے گی اسی وقت لا کے حاضر کرو۔ بولا بھلا یہ کون سا انصاف ہے۔ وہ خداۓ عز و جل جس نے سارے آسمان اور زمین کو چھ دن میں بنایا وہ تو خروزے کو کم از کم چھ مہینہ میں پیدا کرتا ہے اور میں اسی وقت پیدا کروں۔ اس جواب پر ماہون ہنسا اور اسے چھوڑ دیا۔

ایک مدی نبوت متوكل علی اللہ عبادی کے سامنے پیش کیا گیا۔ پوچھا تم نبی ہو۔ بولا جی ہاں۔ کما دلیل۔ بولا خود قرآن میری نبوت کی تصدیق کر رہا ہے میرا نام ہے نصراللہ اور قرآن میں موجود ہے ”اذ جاءء نصراللہ والشیع“ کہ ”اچھا کوئی مجہر و حکاو“ کما کسی بانجھ عورت کو میرے پاس لاؤ میں اسی وقت پچھ پیدا کر دوں گا جو پیدا ہوتے ہی میری نبوت کی تصدیق کرے گا۔ انقاہ وزیر حسن بن عیسیٰ کی بی بی بانجھ تھی۔ متوكل نے اس کی طرف دیکھ کر کما تو کیا مصالحتہ ہے۔ اس کے مجزرے کو ضرور آزمانا چاہئے تم اپنی بی بی کو لے آؤ۔ حسن نے کہا ”حضور اپنی بی بی کو تو وہ لائے جسے ان کی نبوت سے انکار ہو۔ میں تو ان کا یہ مججزہ سنتے ہی ایمان لا چکا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ ”اشرد ان نبی اللہ“ متوكل اس پر ہنسا اور اسے آزادی دے دی۔

اسی متوكل کے عمد میں ایک عورت بھی گرفتار کر کے لائی گئی جو پیغمبری کا دعویٰ کرتی تھی۔ متوكل نے پوچھا ”تو نیس ہے؟“ بولی۔ تھی ہاں۔ پوچھا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مانتی ہے یا نہیں؟ بولی کیوں نہیں۔ بے شک مانتی ہوں۔ کہا تو انہوں نے فرمایا ہے کہ ”لانبیتہ بعدی“ (میرے بعد کوئی نبیہ نہ ہوگی۔ اس پر متوكل ہنسا اور اسے چھوڑ دیا۔^(۱))

(۱) تحفة الاولى الالباب فى مجالس الاحباب مطبوعه مصر م ۳۸-۳۷